تحفتہ الشعرا

از

مرزا افضل بیگ خاں قاقشال



مرتبہ

ڈاکٹر حفیظ قتیل ام، اے، پی ایچ، ڈی،
ریڈر شعبہ اردو عثمانیہ یونیورسٹی

ادارۂ ادبیات اُردو ۔ حیدرآباد دکن

سلسلۂ مطبوعات ادارۂ ادبیات اُردو ۲۷۷

تحفۃ الشعرا

از

مرزا افضل بیگ خاں قاقشال

۱۱۶۵ھ

مُرتّبہ

ڈاکٹر حفیظ قتیل ام۔ اے پی ایچ۔ ڈی

استاذ شعبۂ اُردو

جامعہ عثمانیہ

دفعہ اول　　سنہ ۱۹۶۱ء　　قیمت ۳ روپے

ناشر — ادارۂ ادبیات اردو
ایوانِ اُردو خیریت آباد
حیدرآباد دکن (۴) ، اے پی

مرتب — ڈاکٹر حفیظ قتیل

طابع — اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار
حیدرآباد

سنہ طباعت — سنہ ۱۹۶۱ء

قیمت — ۳ روپے

ملنے کا پتہ — سب رس کتاب گھر
ایوان اُردو خیریت آباد
حیدرآباد دکن
(۴) اے پی

مقدمہ

مرزا افضل بیگ خاں قاقشال مصنف تذکرہ تحفۃ الشعراء کے حالات کسی تذکرے میں دستیاب نہیں ہوے۔ خود اس نے تحفۃ الشعرا میں آقا امین ایلچ پوری متخلص بہ وفا کے ذکر میں یہ بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے حالات اس تذکرے کے آخر میں لکھ دیئے ہیں لیکن اس تذکرے کے جو نسخے ہمیں ملے اُن میں سے کسی میں بھی اس کے حالات نہیں پائے گئے۔ یہ سب نسخے میرزا مظہر جانِ جاناں کے حالات پر ختم ہو جاتے ہیں۔ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ نسخے ناقص الآخر ہیں یا یہ کہ اس کو اپنے حالات لکھنے کا موقع نہیں ملا۔ البتہ اسی تحفۃ الشعرا میں بعض شاعروں اور خاص طور پر آصف جاہ اوّل اور ناصر جنگ کے حالات کے ضمن میں اس نے اپنے بارے میں چند اشارے کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اورنگ آباد کا باشندہ اور آصف جاہ اول اور ان کے صاحبزادہ ناصر جنگ کے متوسلین و ملازمین سے تھا اور فوج میں رسالہ دار کی معزز خدمت سے سرفراز تھا۔ جب ناصر جنگ نے اپنے والد کے خلاف بغاوت کی اور معاملہ جنگ و جدل تک پہنچا تو اس دوران میں ایک روز آدھی رات کے وقت آصف جاہ کو اطلاع ملی کہ سرائے ہرسول پر ناصر جنگ قبضہ کر کے وہاں جو بارودت اور سامانِ جنگ ہے اس سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں۔ اسی وقت آصف جاہ نے حکم دیا کہ کسی رسالہ دار کو جس کی جمعیت اچھی ہو، انتخاب کر کے سرائے مذکور پر فوری متعین کیا جائے۔ عرض بیگی نے مرزا افضل قاقشال کا نام پیش کیا، نواب سید لشکر خاں صوبہ دار اورنگ آباد نے بھی اس کی تائید کی تو آصف جاہ نے فرمایا "بلی آدم بکار است"

فوراً اس کو بلایا گیا اور اس نے اسی وقت حکمِ شاہی کے مطابق سرائے ہرسول پہنچ کر
مورچال بندی کر دی۔ ناصر جنگ کی تخت نشینی کے بعد یہ ان کے لشکر سے وابستہ رہا۔
جس وقت ناصر جنگ اور ان کے وزیر باتدبیر مدار المہام شاہ نواز خاں کے درمیان آدھی
رات کے وقت فرانسیسیوں اور مظفر جنگ کے ساتھ جنگ کے سلسلے میں صلاح و مشورہ
ہو رہا تھا تو یہ بھی اس وقت حاضر تھا چنانچہ مدار المہام نے خلوت خاص سے باہر آنے
کے بعد اس کو حکم دیا کہ صبح فرانسیسی حملہ کرنے والے ہیں اور وہ ہمارے لشکر کے عقب سے
حملہ آور ہوں گے اس لیے تم ہماری فوج کے ساتھ رہو اور تمام بخشیانِ لشکر کو ساتھ لے کر
نہایت حزم و احتیاط سے سپاہ کو چوکس رکھو۔ اسی روز صبح اولِ وقت جنگ چھڑی اور
کڑپہ اور کرنول کے حاکموں کی بے وفائی اور غداری سے اچانک ناصر جنگ شہید ہو گئے۔
اس واقعہ فاجعہ سے چند روز پیشتر ارکاٹ کے ایک بزرگ شاہ غلام مصطفیٰ قادری
نے مدار المہام شاہ نواز خاں کو بلا کر فرمایا کہ ہم نے خواب دیکھا ہے کہ چند آدمی قبر کھود رہے
ہیں اور دوسری طرف چند آدمی ایک مسند آراستہ کر رہے ہیں۔ ہماری محبت دینی کا تقاضا
یہ ہے کہ تمھارے ذریعے ناصر جنگ کو اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔
شاہ نواز خاں نے ناصر جنگ کو اس درویش صفا کیش کا پیامِ ہدایت پہنچایا تو انھوں نے
فوراً تمام منہیات سے توبہ کر کے درویش مذکور سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا مدار المہام نے
افضل بیگ قاقشال کو حضور میں طلب کر کے اس کے ذریعہ شاہ صاحب سے بادشاہ کے
اشتیاق ملاقات کا پیغام پہنچایا اور افضل بیگ نے اپنی شائستہ تقریر سے شاہ صاحب کو
بادشاہ کی ملاقات پر راضی کر لیا اور ناصر جنگ شاہ صاحب کے تکیہ پر پہنچ کر فیضِ صحبت
سے مستفید ہوئے جب ناصر جنگ شہید ہو گئے اور ان کا جنازہ میدان جنگ جنجی سے

اورنگ آباد لے جایا گیا تو قاقشال بھی جنازے کے ساتھ تھا۔

عارف الدین خاں عارف اورنگ آبادی جو اردو اور فارسی کے ممتاز شاعر تھے، قاقشال کے بچپن کے دوست تھے اور وہ اکثر اس کے گھر آیا کرتے تھے۔ جب اس نے کوتوال پورہ بلدہ اورنگ آباد میں نیا مکان تعمیر کیا تو اس کے کہنے پر انھوں نے فی البدیہ یہ قطعہ تاریخ کہا۔

منزل عیش بہ از چار محل　　　کرد بنیاد جو مرزا افضل

گفت تاریخ بنائیش ہاتف　　　منزل جاہ و مکانے افضل

ماثر الامرا میں قاقشال قبیلے کے کئی افراد کا ذکر ہے جو مختلف دور میں معزز خدمات پر مامور رہے ہیں۔ افضل بیگ بھی اسی قبیلے اور خاندان سے تھا وہ غالباً شاعر نہیں تھا لیکن بہت صاحب ذوق اور سخن شناس تھا۔ اس کا تذکرہ تحفۃ الشعرا اس کے اعلیٰ ادبی ذوق کی یادگار ہے۔ اس کی تمہید میں وہ حمد و نعت اور منقبت چار یار و دوازدہ امام کے بعد لکھتا ہے "ہر کہ عالی فطرتاں والا فہم احوال و اقوال شعرائے متقدمین و متاخرین بہ عبارات رنگین و استعارات . . . . بہ تصانیف خویش درج کردہ اند چنانچہ دولت شاہ سمرقندی تذکرۃ الشعرا و میر علی شیر مجالس النفایس و میرزا طاہر نصیر آبادی تذکرہ صاحبان دیوان وغیرہ و محمد عوفی تذکرہ لب اللباب و شیر خاں لودھی مراۃ الخیال و محمد افضل سرخوش کلمات الشعرا و دریں عصر نواب شاہ نواز خاں بہادر بہارستان سخن . . . . و میر غلام علی آزاد بلگرامی تذکرہ شعرا مسمی بہ سرو آزاد بحسن عبارت ترتیب دادہ چوں ذکر شعرائے کبرا بہ آئین ہیں و تزئین و تحسین بکرات مذکور شدہ لہذا . . . . . احوال سعادت مآل و اشعار آبدار سخنوران زمان حال کہ در خدمت فیض درجت ایں فقیر ربط یگانگی و اخلاص داشت . . . . . . پرداختہ"۔

یہ تذکرہ ۱۱۶۵ھ میں تالیف ہوا اور میر غلام علی آزاد نے یہ قطعہ تاریخ تحریر فرمایا:۔

قدردان صاحباں معانی افضل بیگ خاں	کرد تالیفے مرتب از پے ارباب شعر
کلک او بر لوح گیتی بست نقش تازۂ	میشود تاریخ سالش تحفۂ اصحاب شعر ۱۱۶۵

عارف الدین خاں عاجز نے بھی حسب ذیل قطعۂ تاریخ لکھا ہے:۔

نسخہ تازہ چو میرزا افضل	کرد تالیف بنام شعرا
سال اتمام سخن عاجز گفت	تحفۂ اوج کلام شعرا ۱۱۶۵

اس تذکرے میں کل (۶۲) شاعروں کا حال بیان کیا گیا ہے جن میں سے بعض اُردو اور فارسی دونوں میں شعر کہتے تھے اور بعض صرف فارسی گو تھے۔ یہ سب شعرا وہ ہیں جو آصف جاہ اول اور ناصر جنگ کے عہد میں تھے اور کسی نہ کسی طرح ان کے درباروں سے وابستہ یا ان کے معاصر تھے۔ یہ تذکرہ اُردو کے اولین تذکروں میں شمار کیا جا سکتا ہے اور اس میں بعض شاعروں کے متعلق ایسی معلومات ملتی ہیں جو دوسرے تذکروں میں نہیں ہے۔ اس کے علاوہ آصف جاہی عہد اور خاص طور پر اورنگ آباد کے فارسی اور اُردو شعرا کے احوال جو اس میں درج ہیں وہ اس دَور کی ادبی زندگی کا ایک مرقع ہیں۔ آصف جاہ اول اور ناصر جنگ کے حالات جس تفصیل سے اس میں دیئے گئے ہیں اس کی وجہ سے یہ تذکرہ تاریخی کتاب کی اہمیت کا بھی حامل ہے۔ اُردو کے بعض شعرا مثلاً فضلی، شاہ سراج عارف الدین خاں عاجز، درگاہ قلی خاں، عبدالحی وقار اور مرزا مظہر کے بارے میں اس تذکرے کے بیانات خاص طور پر اہم ہیں۔

اس تذکرے کے کل تین نسخے دو کتب خانہ آصفیہ میں اور ایک کتب خانہ نواب سالار جنگ میں ہیں۔ انہی تین نسخوں کے باہمی مقابلے کے بعد یہ ایڈیشن مرتب کیا گیا ہے۔ جہاں ان نسخوں میں نمایاں اختلاف پایا گیا۔ وہ حاشیے پر درج کر دیا گیا ہے۔

حفیظ قتیل

بسم الله الرحمن الرحیم

ای ذکر تو گل فروش بازار سخن　　رنگین ز تو برگ برگ گلزار سخن
اوصاف تو مجموعهٔ دیباچهٔ نطق　　توصیف تو مشاطهٔ رخسار سخن

رشحهٔ رعنائی خامهٔ سرو مثال از حمد گلشن آرائیست که چمن پردازی صحیفهٔ گلستان رقم کشیدهٔ قلم نوبهار اوست و رنگینی نامهٔ گلشن تمثال از ثنائے چمن پیرائیست که گلشن طرازی نسخهٔ بوستان بهم رسیدهٔ رقم زرنگار اوست ؎

چگویم وصف حسن بی مثالش　　گلستان نسخهٔ عکس جمالش
ز تقریرش بگل همرنگ و هم بوست　　ز تحریرش قلم چون سرو بر جوست

و نثار عالم تصلیه و تسلیم بروضهٔ مقدسهٔ سروری که گلشن باغ اندرونی عاصیان از آب رویش خرم و سیراب و متاع تهی دستی از طرفداری شفاعتش در بازار قیامت نایاب ؎

ضاحیه رشحه رعنائی
بن
ترشحه و تبسم
بیداری

زبان عقل را نبود مجال طاقت و یارا — که آرد در بیان نعت احمد دین و دنیا را

دُرِ تاج رسالت سرور عالم رسول حق — که ایجادش ز پا افگنده یکسر طاق کسرا را

و صفوف صلوٰة بروں از حد و تسلیمات افزوں از عدد بر جناب مقدس پاک گوہر آن معدن نبوت و آزاده سرو آں چمن فتوت اثمار شجرهٔ رسالت انہار سرچشمهٔ ولایت باغبانان گلشن دین سرایان جو بیار یقین پیشوایان راه دین اولاد طیبین الطاہرین سید المرسلین صلوٰة الله علیہم اجمعین ؎

ذات نبیؐ و علیؓ و آلش اصلا — تفریق ندارند بکیش دانا

رمزیست عیاں ز چار دال احمد — کز وی بنه دوازده امامند جدا

و ہزاران ہزار نعت و ثنا بر چہار یار کبار او که چہار آئینهٔ اسلام اند و ہر یکے سرخیل انام ؎

انسان که خمیر مایه نشو و نما ست — چار است به بین اگر ترا فہم و ذکا ست

یعنی که ز چار یار اسلام بپا ست — چہار است حروف اسم پاک احمد

امّا بعد فقیر بے کمال افضل خاقشال اورنگ آبادی اصل السیر اُمّی برضمیر منیر آفتاب نظیر اصحاب دانش و بینش که گلدستهٔ باغ آفرینش اند روشن و ہویدا می سازد که عالی فطرتان والا فہم احوال و اقوال شعراء متقدمین و متاخرین بعبارات رنگین و استعارات متیں که ہر حرف آں مضمون داستان ہاست بتصانیف خویش درج کرده اند چنانچہ دولت شاه سمرقندی تذکرة الشعراء و میر علی شیر مجالس النفائس

و میرزا طاہر نصیر آبادی تذکرہ صاحبان دیوان وغیرہ و محمد عوفی تذکرۂ لب اللباب و شیر خاں لودی مرأۃ الخیال و محمد افضل سرخوش کلمات الشعرا و دریں عصر نواب شاہ نواز خاں بہادر نسخہ بہارستان سخن با چندیں علوم دیگر تسطیر فرمودہ و میر غلام علی آزاد بلگرامی تذکرہ شعرا مسمی بہ سرو آزاد بحسن عبارت ترتیب دادہ چوں ذکر شعراء کبرا بآئین بہین و تزئین و تحسین بکرات مذکور شدہ لہذا تکرار تذکار احوال آن گروہ والا شکوہ نکردہ بحکم لکل جدید لذۃ باشتمال احوال سعادت مآل و اشعار آبدار سخنوران زمان حال کہ در خدمت فیض درجت آنہا ربط بندگی و اخلاص داشت بقلت بضاعت و عدم استطاعت بعبارتے کہ خالی از تکلف است پرداخت و بہ تحفۃ الشعراء موسوم ساخت، میر غلام علی آزاد بلگرامی باکمال عنایت و مہربانی تاریخ تالیف ایں مجموعہ فرمودہ ؎

قدرداں صاحباں یعنی افضل بیگ خاں ۔۔۔ کرد تالیفے مرتب از پے ارباب شعر
کلک او در لوح گیتی بست نقش تازہ ۔۔۔ می شود تاریخ سالش تحفۂ اصحاب شعر
۱۱۶۵

و ایں قطعہ فکر عارف الدین عاجز است ؎

نسخۂ تازہ چو مرزا افضل ۔۔۔ کرد تالیف بنام شعرا
سال اتمام سخن عاجز گفت ۔۔۔ تحفۂ اوج کلام شعرا
۱۱۶۵ھ

امید کہ تماشائیاں گلستان الفاظ و معانی چوں بدیں چمن سخن در آیند از نوشتن و خواندن مانند بلبلان پاک نظر برنگ و بو خورسند شوند

شروع از احوال درویشان عالیشان صفاکیشان نمود۔

۱۔ سید غلام حسینؒ قادری (ف ۱۱۷۷ھ) سالک تخلص خلف الصدق سید شہاب الدین و نبیرۂ سید محمد اسحاق قادری، از اولاد امجاد حضرت محی الدین سید عبد القادر جیلانیست قدس اللہ تعالیٰ سرہ، جد امجدش از بغداد تشریف در مملکت ہندوستان تشریف ارزانی فرمود، از آنجا بدیار دکن انتہاض نمودہ در قلعہ جنیر کہ از قلاع مشہورۂ دکن است توطن گزید، پدر بزرگوار او از دیوان عالم بمنزل سرای خاص شتافت، بعد رحلت والد ماجد بعزم سیاحت سمت گجرات رفتہ مرید شاہ علی رضائی گجراتی شدہ در بلدۂ اورنگ آباد رسیدہ سکونت اختیار فرمود، آستان ملایک پاسبانش سجدہ گاہ امرایان عظام و خوانین ذوی الاکرام گشت، امیر الامرا سید حسین علی خان و عضد الدولہ بہادر قسورہ جنگ و نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ خلف نظام الملک آصف جاہ بجناب تقدس آیات او بصدق دلی ارادت و عقیدت داشتہ اند، در فصاحت لسان بلند مقال سعادت سرشت پاک گوہر بے مثال است، قرآن مجید در مدت شش ماہ حفظ نمود وہیب وہاب "حفظ حسن" تاریخ حفظ اوست و الحق کہ این حفظ از وہیب وہاب است، ہر سال شب بست و ہفتم ماہ صیام کلام ملک علام شبینہ تمام می نماید، مثنوی در تتبع مولوی روم تصنیف کردہ،

۱؎ دیکھو تذکرۂ بے نظیر ص ۱۱۷ تذکرہ سفینۂ ہندی ص ۱۰۸

گنجینۂ سینۂ آں ستودہ افعال از درر و لالی معرفت مالا مال و دل حق منزل وی از مشاہدہ جمال ایزد متعال در عین وصال، از آنجا کہ طبع موزوں از خصایص فطرت سلیم است، در خلال اوقات واردات قدسی بسلک نظم میکشد، بایراد بعضی از اشعار فصاحت آثارش کہ نضارت بخش ایں گلدستۂ گشتہ تحریر می نماید ؎

نشۂ پرداز دماغم شب کہ سیراب بود | بادباں کشتی مِی چادر مہتاب بود
گردش چشم تو از بس بیقرارم کردہ است | پنبۂ بالین خواب را چشم سیماب بود
نمیدانم کہ امین ماہ رو آمد در آغوشم ؎ | کہ چوں ہالہ سراپا حلقہ میگردید دو دوشم
کمان ابرویت رنگیں ادائی تا بہ بر آمد | تمنا جوشش چوں قوس قزح یکعالم آغوشم
ای بیا آرام جاں جای ترا مانند خواب ؎ | باوجود مردم اندر دیدہ خالی کردہ ام
ای لالہ زار از گل داغ تو سینہ ہا ؎ | رنگیں تر از بہار ز وصفت سفینہ ہا
یک نگہ تمنا شدہ برق دوی گداز | بگرفتہ رنگ عکس ز شخص آبگینہ ہا

۲- میر غلام علی (۱۱۱۶–۱۲۰۰ھ) آزاد تخلص بلگرامی صبیہ زادہ میر عبد الجلیل بلگرامی حسینی نسب حنفی مذہب و چشتی طریقت است، در ریعان آگاہی سررشتۂ تحصیل علم بدست آورد و کتب درسی از ہدایہ تا نہایہ در حلقہ درس میر طفیل محمد بلگرامی مرتب گذرانید و لغت و حدیث و سیر نبوی و فنون ادب از خدمت قدسی منزلت میر عبد الجلیل بلگرامی جد خود اخذ نمود

ـــــــــــــــــــــــــــــ

[1] دیکھو تذکرۂ بے نظیر ص۲، تذکرۂ سفینۂ ہندی ص۱۵، تذکرۂ شمع انجمن ص۵۱، تذکرہ عقد ثریا ص۳، تذکرہ نتایج الافکار ص۸۶، تذکرہ گل عجائب ص۳

و در عروض و قافیه و بعضی فنون و ادب وغیره از خدمت میر سید محمد
خلف الصدق میر عبد الجلیل مرحوم مرقوم تلمذ کرد و در سنہ یک ہزار و
یک صد و سی و ہفت ہجری ۱۱۳۷ھ شرف از بیعت میر لطف اللہ
مشہور بہ شاہ لدھا بلگرامی اندوخت، در آغاز شباب مطابق کلمہ "سفر خیر"
از بلگرام بارادۂ زیارت حرمین شریفین بر آمد و در سنہ یک ہزار و
یک صد و پنجاہ و یک ہجری بسنہ ۱۱۵۱ھ بمطابق کلمہ "عمل اعظم" سعادت عظمیٰ
از حج حاصل کرد و در مدینہ منورہ بخدمت شیخ محمد حیات السندی المدنی
الحنفی صحیح بخاری قرأت نمود و اجازت صحاح ستہ و کتب حدیث دیگر
فرا گرفت و در مکۂ معظمہ شیخ عبد الوہاب طنطاوی را دریافتہ برخی از
فوائد علمی کسب نمود، از آنجا مطابق کلمہ "سفر بخیر" عنان عزیمت بجانب ہند
معطوف داشت و از راہ بندر سورت بدیار دکن انتہاض نمود،
نواب نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ خلف نظام الملک آصف جاہ
مغفور بملاقات فائز البرکات او مسرور گردیدہ بخواہش و آرزوی
تمام از اکرام و احترام ہمراہ خود داشت و تا مدت حیات در سفر
و حضر گاہے از خود جدا نساخت و بعد کہ بحسب تقدیر رب قدیر
نواب عالیجناب بمرتبۂ شہادت رسید شاہ نواز خاں بہادر
بقرب جوار خویش مکانے جہت بود و باش این درویش صفا کیش
مقرر ساختہ شب و روز سرگرم صحبت شریف او ست، متصف
بفضائل و کمالات انسانی است از قوت فضیلت و قابلیت

چند کتاب تصنیف کرده، شمامة العنبر به عبارت عربی در ذکر هند از کتب تفاسیر و احادیث و سند السعادات فی حسن خاتمة السادات و روضة الاولیا در ذکر اولیای روضه منوره قریب دولت آباد دکن آسوده اند. تذکره شعرائے قدیم مآثر الکرام تاریخ بلگرام، قصائد عربی از آں جمله قصیده همزیه در نعت سید المرسلین صلعم که بروضه مقدسه معروض کردند. در علم صوفیه و نظم و نثر عربی و تاریخ گوئی و فنون اشعار سرآمد ابنائے روزگار است اشعارش همه در ریزه و دلاویز، این اشعار آبدار از فکر روشن اوست صاحب دیوان است مطلع دیوان ؎

برار از مد بسم الله تیغ خوش مقالی را — مسخر کن سواد اعظم نازک خیالی را
چو آں لفی که بعد از شانه کردن یار بربندد — بجمعیت رساند ضمیر من آشفته حالی را
نگاهے هست چشم یار را یا چشم گریانم — که مستان دوست میداد از ندابر تشنگالی را
مزاج کم کسے را الفت اول بجا ماند ؎ — بزور بے کسی سنجیده ام بسیار یاراں را
قیامت میکند سنگے که از کوه بلند افتد — مبادا خشم در جنبش در آرد ابرو یاراں را
محک زر از دروئی میشود از امتحاں حاصل — نکن از آزمودن منفعل ناقص عیاراں را
دهانش جستم و آخر نشستم یا ز نخد انش ؎ — لب چاهے غنیمت میشود گم کرده منزل را
همچو گل رنگیں لباس صلح کل پوشیده ایم ؎ — تار و پود شعله و آلیست در دامان ما
شاخ برهنه تیغ زند موسم خزاں ؎ — یک برگ سبز زیر سپری می کشد مرا
در عدم هم چو تنال دست از من بر نداشت ؎ — غنچه تنگ دهانش کرد در زندان مرا
خنده این باغ می آرد ثمر داغ جگر — رحم می آید بحال سینه بریان مرا

هر که محو این چمن شد زد گل حیرت بسر　　چشم عبرت دست داد از نرگس بستان مرا

چو خورشید قیامت از گریبان سر بر آید　　کف محتاج گردد سایبان بر سر کریمان را

شاهان این زمانه بحاتم برابر اند　　گاهے اگر دهند جواب سلام را

عیب مردم فاش کردن بدترین عیبهاست　　عیب گو اول کند بی پرده عیب خویش را

میکند احسان ظالم هم رعیت را خراب　　پرورد قصاب بهر کشتن آخر میش را

خون خود را وقف دست و پاے خوبان میکند　　یادگیر آزاد این آئین رنگین از حنا

اے عزیزان نرگس خوبان زیارت کردنیست　　حالتے دارد ز بیماری عیادت کردنیست

آرزو دارم که در آغوش گیرم آں کمر　　گر رسد این نعمت غیبی قناعت کردنیست

در حضور انجمن گر نیست وقت اختلاط　　از نگاه گوشهٔ چشمی اشارت کردنیست

سرزند گر لغزش پائے ز اولاد رسول　　حق شناسان را مراعات سیادت کردنیست

ساقی قدحے ده که ذکر فصل ربیعی است　　میل من مخمور به پیمانه طبیعی است

در وسعت مشرب نتواں یافت بجز صلح　　آئین تنازع روش سنی و شیعی است

خاطر وارستگاں دور است از یاد وطن　　کاروان بوے گل چوں رخت را بربست بست

خاکم تمام سوخت بجائے رساند نیست　　این مشت تخم لاله بباغی فشاند نیست

آزاد رفت اشرف خوش گو ازین جہاں　　طفلی که خویش محاوره افتد تماند نیست

سرفرازان جہاں باشد ذلیل این جہاں　　حرف ختم صفحه تاج صفحهٔ آینده است

بال و پر افشاندن پروانه بر آتش خطاست　　یار را شوخی و عاشق را ادب زیبنده است

شب که یاد ماه سیمائی دلم اندیشه داشت　　ریخت هر اشکے که از چشمم پری در شیشه داشت

در گلستان جہاں آزاد از آغاز عمر　　سر به پیش انداختن چوں بید مجنوں پیشه داشت

دوش ما را گر دلبسمل چادر کوتاه او ـه میکشدی از حیا هر سو نمی آمد درست
نیست رنگی از دعا آزاده در سیمای گل ـه عندلیبی این نصیحت را بمن فرموده است
کار دانا نیست در ایام غم ناخوش شدن ـه وقت نرگس خوش که در فصل خزان گیرد قدح
ترا ز پرتو رخسار خود گریبان سرخ ـه مرا ز دیدهٔ تر آستین و دامان سرخ
سپهر مایهٔ دولت به تلخ رو بخشد   رخ محیط نماید ز شاخ مرجان سرخ
خط مشکین خال رخسار ترا بر سر رسید ـه فوج هندوستان به تسخیر ملک عنبر رسید
پیش گل بی رتبه میگردد بهار یاسمن   قدر مفلس نیست در بزمی که صاحب زر رسید
سرکشی سرمایهٔ نقصان دولت می شود ـه نیشکر را بند بالا کم حلاوت می شود
مرا چون غنچه کے شد فرصت نظارهٔ هستی ـه نفس گردید تاراج صبا تا چشم وا کردم
گرانی کرد بار زندگی از دام بر دوشم   چو شاخ میوه دار از پختگی سر را چرا کردم
یاد او را دیدن من در عرق شرم نشاند ـه از نگاه غلط خویش پشیمان گشتم
شکوهٔ خال بروئے جیست باید دید ـه ستاره سوخته خویش نصیب باید دید
مریض را غم بالا تر از مرض اینست   که صبح صورت نحس طبیب باید دید
به چشم بیباک تو از بسکه سیه کار افتاد ـه آن قدر باده کشی کرد که بیمار افتاد
می شناسد نگهش بسمل خود را از دور   خبرم گشت که این مست چه هشیار افتاد
زنگ ظلمت بسکه از جوش صفا پرداز کرد ـه خال هم بر عارض مه طلعتان نایاب شد
به پیش پای قاصد نامه افگندن روا دارد ـه که دست خاکساری در وصول مدعا دارد
مرا امشب بحال شمع سوزان گریه می آید   قدم در راه هستی سر در آغوش فنا دارد
نقش و نگار دنیا سیر بهشت دارد   اما چو پای طاوس انجام زشت دارد

ساقیا امروز بزمی حیب یاران میرسد
فکر ساغر کن که وقت عیش یاران میرسد

می توان تا دامن صحرا باستقبال رفت
در چنین روزی که ابر از کوه ساران میرسد

کیست یا یاری نگهدارد عنان هوش را
با هزاران ساغر گل نوبهاران میرسد

مرا آزادی پر تو خورشید خورش آمد
سحر کر بر زمینی می نشیند شام برخیزد

سلیم حرف خوشی گفت از فنا آزاد
کتان ما بشب ماهتاب می بافند

نقش حسن روز افزون دل ترا مانی کشید
ساعتی بگذشت تا دیدم پشیمانی کشید

حسن در دست خود صرفه عاشق نکند
شمع در جیب زرین پر پروانه زند

سر گیسوی تو گردم تو نقصانی نیست
دست آزاد اگر زلف ترا شانه زند

خط روشنی حسن ترا بود حجابی
مقراض گل از شمع تو برچید بجا کرد

زن بود در زبان هندی نار
وقنا ربنا عذاب النار

بقربانت روم یا تو بوسم مرحبا ای دل
که می آیی ز سیر لیلة المعراج گیسویش

چه واقع شد که اکنون نقش پائی نمی بینم
خوشا وقتیکه بالین سر من بود زانویش

نیست خودداری میسر شعلهٔ جواله را
از طپیدنهای دل صوفی کند ناکام رقص

عمریست که یک خار نشد قسمت پایم
حرمان غریبی بمغیلان که کند عرض

تواند کرد با هنگ اثر تار نفس بلبل
دهد هر غنچهٔ خاموش را سود جرس بلبل

دماغ عاشق شوریده هم دارد بلندیها
نشستن بر بساط برگ گل دارد هوس بلبل

من از سر رشته طول امل دل را رها کردم
برو زاین چهره را بیرون ز کام اژدها کردم

از کمان بخت کج هر جا خدنگی سر کشید
پیش رو از مهر خاموشی سپر میداشتم

هر کسی برداشت یک چیزی ز اسباب جهان
من ازین دنیای فانی دست را برداشتم

بیخودم از نشاء وحدت برنگ چشم یار   خود قدح گرداں و خود مخمور و خود میخانه ام

به پیش غیر با من نامناسب بود آمیزش   ز انداز نگاہے یافتم بیگانه گر دیدم

چو سایه در قدم سر سرافراز توام   مرید سلسله گیسوے دراز توام

سیر حسن آں ذقن با زلف عنبر فام کن   سایه و چاه است اے دل اندکی آرام کن

گره ز ابروی خود وا نکرد قاتل من   شہید ایں دو کماں مہرہ است بسمل من

میرسد از خانه آئینه سرشار جنوں   ایں پری از خانه خود شد گرفتار جنوں

ہمچوں نگیں نیا شد فارغ ز دل خراشی   در زر اگر نشیند زر دار تا به گردن

یا آں رنگے که خوں در ناف آہو مشک میگردد   سیه آید بروں خورشید از شبہاے تار من

یا ز خورشید صفت جلوه طراز آمدهٔ   چشم بد دور که خوش بنده نواز آمدهٔ

بمراد دل ما جلوه طراز آمدهٔ   آں قدر یاد تو کردیم که باز آمدهٔ

پس از ہجر عزیزان مرگ میخواہم نمی آید   اجل با وصف قدرت در حق من کوتہی کرد

سلامت باش ای آئینه احسان عجب کردی   که محرم ساختی آں سنگدل را با گرفتاری

ز خود آسودگاں دانند آئین حق آگاہی   دریں دار الخلافت میرسد منصور را شاہی

دریں عالم که ہمراه موافق می کند پیدا   نیامد راست از خضر و کلیم الله ہمراہی

۳۔ شاه ہدایت الله چارکاری وحدت تخلص ده بید الاصل از اولاد حضرت خواجه مخدوم اعظم است در بلده چارکار صوبه کابل متولد شد در صغر سن به شاه جہاں آباد آمده به تحصیل علوم از علم و دانش نصیبهٔ وافر یافت مدتے با میرزا عبد القادر بیدل ہم صحبت ماند میرزا به سبب دریافت جوہر قابلیتش اعزاز و احترام می فرمود،

بعد ازاں از شاہ جہاں آباد بہ ممالک دکن تشریف آوردہ مرید شاہ قلندر شہید شد، در تکیہ متبرکہ حضرت بابا شاہ مسافر علیہ الرحمہ کہ در معمورہ ربع مسکون بہ بے مثلی طاق است سکونت اختیار نمودہ در آں تکیہ عالیہ شاہ محمود صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ خادم و مرید مقبول و منظور حضرت بابا کہ از ہمت عالی در لباس درویشی معاش شاہی دارد بخرچ لکوک عمارات عالی ساختہ نہر آب از زمینے آوردہ کہ قطرۂ آبے برروئے آں ظاہر نبود چوں آں زمین را خالی نمودند دریای عمان جوش زد کہ عقل بشری بدریافت عاجز، ہر سال در موسم گرما در بلدہ اورنگ آباد قحط عظیم از آب می شد ایں نہر باعث آب حیات مردم گشت ؎ تشنگان را نہر محمود آب داد

و مسجد اقدس خیلے باصفا سمت اتمام یافتہ و ایوان خانقاہ باستون ہائے سیاہ خوش رنگ از غایت خوب طرحی تراشیدہ نصب نمودہ اند داطراف آں حجرہ ہائے مصفا در نہایت پاکیزگی جہت سکونت درویشان عالیشان مرتب گشتہ و بیرون دروازہ محاذی تکیہ حوضی کہ صورت دریا وارد تیار کردہ منبع بلند اساس نہادہ اند کہ چادر آبشار باکمال خوبی ریزش می نماید و حوض دیگر اندرون صحن تکیہ بطور نہر ساختہ کہ از جوش و خروش قطار فوارۂ آں نہال زندگانی تماشائیاں تر و تازگی می یابد و تمام صحن پر از گلہائے رنگا رنگ است و سرسبزی درختانش نیز از فیض بہار کم نیست، ہر چند

دراں مکان نزہت نشان نظر بیشتر می رود و شوق دیدن تماشا افزوں تر میگردد، و دل از تفرج آں سیری نمی پذیرد و زبان مقال در تعریف و توصیف آں جای دلکشائی راحت افزای لال است ؎

اگر فردوس بر روی زمین است — ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

شاہ عالیجاہ در چنیں مکان بہشت نشان باکمال توکل و قناعت می گذارند بس مستغنی مزاج است بجدت فہم وجودت طبع فکر نظم و نثر درست دارد ایں اشعار آبدار از وست ؎

رگ یاقوت زند نشتر اندیشۂ ما — جگر لعل شود خوں زدم تیشۂ ما
دارد آسیب نزاکت دل غم پیشۂ ما — مطلع دوم — خود بخود دل شکند از موج صفا شیشۂ ما
دست ہمت ز مکافات عمل مستغنی است — گہر آبلہ بس مزد ہنر پیشۂ ما
صاف نیرنگی ما نشئۂ دیگر دارد — جام جمشید بود در تہ شیشۂ ما
ما دریں باغ نہال چمن تصویریم — ہست در خانۂ نقاش رگ و ریشۂ ما
وحدت از ساغر صائب ہمی نابی زدہ ایم — می تراود می گلگوں ز رگ و ریشۂ ما

۴۔ **شاہ فضل اللہ نقشبندی**[1] فضلی تخلص پسر سید عطاء اللہ اورنگ آبادی است درویش صفاکیش و عارف کامل جمیع علوم بود، مدتے در لشکر غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ مرحوم بموجب حکم رسول مقبول ماند و ہمیں سبب بود کہ خاں فیروز جنگ اکثر از قلت جمعیت بر بسیاری

---

[1] دیکھو تذکرہ ریختہ گویاں گردیزی ص ۲۳، نکات الشعراء ص ۹۸، چمنستان الشعراء ص ۸۳، تذکرہ گل عجائب ص ۳۲، مخزن نکات ص ۴۰، گلزار خلیل ص ۱۸۶، تذکرہ شعرای اردو میر حسن ص ۱۲۱۔

مقہوران فتح وظفر می یافت، عضدالدولہ بہادر کلام اللہ بخط مبارک حضرت امام رضا علیہ السلام کہ از کتاب خانۂ امیرالامرا حسین علی خاں یافتہ بود بہ ایشاں سپرد الحال آں قرآن مجید در قلعہ دولت آباد دکن است کہ میاں محمدی پسرش ہدیہ نمودہ، آثار کمال درویشی بر چہرہ مبارک نورانی او ظاہر بود جامعیت داشت رسالۂ زاد آزاد در علم سلوک از و یادگار است قصۂ برہ بہو کا و قصہ پریم لوکا بزبان ہندی گفتہ و ابیات ایہام خوب دارد و اشتہار یافتہ اند و در فارسی نیز اشعار اوصاف و شیریں است ایں چند اشعار فارسی و ہندی از فکر اوست ؎

بکثرت گرچہ رو دادم ولیکن وحدت آئینم
زوسعت مشربیہا بردعای جملہ آئینم

تجرد مشربیہا آنقدر دارد سکر وحم
کہ گر در خاطر خود بگذرم ناگاہ سنگینم

تبسم رنگ جمعیت سخن گلدستہ الفت
نگاہش حاصل دنیا ادا سرمایہ دینم

دعای اہل عصیاں در گرد دارد اجابتہا
چہ باشد گر بہ آہ عاصیاں سازند تضمینم

فلک تار جہاں حیرتم از من چہ می پرسی
نہ تمکینم نہ تلوینم نہ تقریبم نہ تحسینم

بزاہد ہمسری دارم برہمن را نیازم
مسلماں کردۂ عشقم نہ با آنم نہ با اینم

خداوندا بمن ہم شور محشر درمیاں باشد
غلام آل طٰہٰ بندۂ اولاد یاسینم

بیا فضلی تماشا کن بہاد بید لیہا را
چو شاخ گل زیکرنگی برنگ شعلہ رنگینم

سرو گفتم قدش زمن رنجید
شعر فہمی عالم بالا ست

حق عاشق او نمی سازد
گرچہ آں سنگدل تمام اداست

مہرباں از آہ باشد ماہ ما
گنج یاد آورد شد ایں آہ ما

اند کے گر قد کشد خواہید دید
آفتابے می شود ایں ماہ ما

دیدن و برگرد سر گردیدنش
شکر للہ گشت خاطر خواہ ما

آں چناں دل یگانۂ یار است
کہ دل از لفظ دوست بیزار است

ہر کجا ایں مسیح لب باشد
ہر کہ بیمار نیست بیمار است

زلف و خالش بہ دلبری یکساں
ایں چہ کم حسن و آں چہ بسیار است

در نگاہ تو شیشہ است و پری
در نگاہم ہمہ پری زار است

دل ما بردہ چشم و گردش چشم
ایں چہ کفر است دیں چہ زنار است

صبح محشر بخواب نوشیں است
در سحر ہر کہ چشم بیدار است

ہمچو من عشق باز و تو معشوق
ایں چہ آئینہ دیں چہ دیدار است

تا خط ندمیدہ است بود حسن داد ہیچ
اسلام بجز دوستی آل عبا ہیچ

بے جلوۂ رخسار نوای جاں گلستاں
گل ہیچ، چمن ہیچ، نوا ہیچ، صبا ہیچ

تا معنی توحید بروبیت نہ کشایند
سجادہ و تسبیح و مصلی و ردا ہیچ

ابیات ایہام زبان ہندی

تک سوں اپنے عرق توں دور نکر
حسن کا عطر مجکوں لینا ہے

دو بہواں دیکھ کر کیے میں یوں
دو گھڑی رات دن میں آئے کیوں

بھوت عاشق ہیں مار کھاتے ہیں
مجکوں ترے فراق میں دن کاٹنے لگے

جب تلک تھی جنس گھر میں بیچ کھاتا تھا فقیر
اب تو کچھ باقی رہا نہیں ہے مگر بیچوں خدا

طبیب عشق سیں پوچھا زلیخا نے علاج اپنا
کہا تجھ پر بھلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا

کبوتر جا کے کہہ یوسف کوں گر سے نکل ۔۔۔ تجہ بنا رو رو زلیخا ہو رہی ہے باؤلی

در تعریف رقص گفتہ

نام تو منحصر ہے چھنّا پر ۔۔۔ نام جس کے ہیں ناخ بھرتا ہے

تری انکھیاں میں کیا بلا کچھ ہے ۔۔۔ اب تلک یار ہات ملتے ہیں

تجہ ملاحت کے لون کی لذّت ۔۔۔ جس کا دل ہے کباب سو جانے

دیکھ کر تیرے پاؤں کی مہندی ۔۔۔ مجکوں تلوؤں سوں آگ لاگی ہے

پیو کے مکھ کی صفائی کے اگے ۔۔۔ موں دیکھو آرسی کے صافی کا

۵۔ سیّد عبد الولی عزلتؔ تخلص خلف سید سعد اللہ درویش سورتی جامع اقسام فضائل است ملامتیہ مشرب دارد درویش بردت تراشیدہ بوضع رنداں می باشد از فہم عالی اشعار فارسی و ہندی خوب میفرمائد در علم حقائق و معارف بحر مواج است دیوانے ترتیب دادہ ایں اشعار آبدار از فکر رسائے اوست ؎

دوستاں از دوستاں محروم و دشمن کامیاب ۔۔۔ بہ جیہ مقراض از نہاں شمع گل پروانہ سوخت

ہنر فخر سر افراز اں بود عیب تمد یو شاں ۔۔۔ ز جوہر تیغ اگر رونق گرفت آئینہ رسوا شد

نشود مرد کسے کوہ گراں جا بردا شت ۔۔۔ رستم است آنکہ دل و دوست زد نیا برا شت

عبادت سر کشاں را مایہ جرم دگر باشد ۔۔۔ کہ در ہر سجدہ عزلت میشود تر دامن مینا

---

۵ تذکرہ بے نظیر صفحہ ۹۷، تذکرہ ریختہ گویاں گردیزی صفحہ ۱۱۱، نکات الشعرا صفحہ ۹۲، چمنستان شعرا صفحہ ۵۴۴، مخزن شعرا فایق صفحہ ۴۶، تذکرہ امیر حسن صفحہ ۱۳۶، مخزن نکات صفحہ ۲۵، مجموعہ نغز صفحہ ۳۸۴، گلزار ابراہیم صفحہ ۱۷۰۔

اہل دنیا مرسر صبح اند و دنیا آفتاب ⁂ تاج زر بر سر چو بگذارند خود را گم کنند

جگر خوں کرد آہ از دل کشیدم باز کن چشمی ⁂ زعین منصفی بر مصرعۂ برجستہ ام صادے

شدم خاک و ز راہ انتظارت بر نمی خیزم ⁂ مگر گاہے کہ بر فرقم وزد از دامنت بادے

من سینہ آسا وفا جستم آنقدر دادم ز خویش ⁂ یا جو بر دادم ز زحمت دست بر دادم ز خویش

ترا یار خود اندیشیدہ دل را شادی کردم ⁂ باین تقریب گاہی خویش را ہم یاد میکردم

یار صاحب اعتبار از حلقۂ آغوش ما ست ⁂ یک قلم بر مصرع بالای او صادیم ما

شکن بے سر و پا حلقۂ بیرون در است ⁂ در حریم سر زلف تو ز بسیاری دل

از طبائع طینتان روشن ضمیران را چہ سود ⁂ جز طپیش حاصل ندارد پر تو مہتاب آب

آبرو سرمایۂ دو تشنہ لاں بے طاقتی است ⁂ چشمۂ آئینہ را امید است از سیماب آب

ز شوق او بعدم ہم رہا نگردیدم ⁂ چو صبح خاک مرا چاک پیرہن باقی است

گذشت سیم تنی امشب از دلم عریان ⁂ با شک حسرت من آہ یا سمن باقی است

مستزاد

ممتنع

پیمانۂ بوسۂ لبان تو رسد ..... ای عشوہ پناہ ⁂ ہم پنجۂ بہلا تا میان تو رسد ..... دستم کوتاہ

خمیازہ کشم من و کمان ہمہ دوشت ..... از شرم خمم ⁂ من سوزم و قلیان بدہان تو رسد ..... الله الله

آئینہ بہ بزم دلکشای تو رسد ..... ای جان نگاہ ⁂ ہم شانہ بزلف مشکسای تو رسد ..... ملا چہ گناہ

ما خاک شویم و سرمہ منظور انند ..... داغیم ز رشک ⁂ دل خون شود و حنا بپای تو رسد ..... سبحان الله

ایں رباعی از مرزا عبد القادر بیدل است

بیدل ما را کدام رو لیست و چہ راہ ⁂ تا پیش بریم دعوی جیتند افواہ

از واجب و ممکن علما با خبر اند ⁂ ما دیدہ نیش و وصول نیست الله الله

اشعار ہندی

جن کے دلوں میں درد حسین و علی نہیں ۔۔ اب لگ پکڑ رہے ہیں وہ سنّت یزید کی

بنی امیہ کے دامن لگے ہیں جتنے لوگ ۔۔ وہ سب یزید کے پیچھے بن خلاص ہو دینگے

دم زاہد بجا ہے شعلہ آہ فقیراں سوں ۔۔ مبادا اسکے پشم ریش کا پولا بھڑک جاوے

شیخ پیری میں ہے دراز زبان ۔۔ صبح کو کیوں نہ دیوے مرغ بانگ

شعلہ رسوائی سنی شہرت کے لالچ جیوں نگین ۔۔ موں ہوا کالا بلا سے نام تو روشن ہوا

۶- میر عبدالمنان عزت تخلص نبیرۂ میر عبدالرحیم خاں اندجانی است کہ دیوان بیوتات عالمگیر بادشاہ بود تعصب مذہب او شہرت داشت نقل مشہور است کہ جانور مینا کہ نام مبارک حضرت علی فصیح میگفت زبان او برید فقیر از میر نعمان خان نبیرہ اش پرسید جواب داد کہ آں چہ مردم میگویند غلط، آں مینا کہ یا علی بر زبان می آورد بہ قیمت پانصد روپیہ خرید کردہ بود چوں در خانہ آوردند نام خجستہ فرجام را نگفت و گنگ شد، آں را بمالکش واپس دادند و عنایت اللہ کشمیری دستخط بادشاہ عالمگیر جمع ساختہ کلمات طیبات نام نہادہ دراں مندرج است کہ عبدالرحیم خاں کاردی بکمر داشت بادشاہ دید و فرمود کہ خوش طرح است عرض نمود کہ نام ایں بہ از طرح ایں است رافضی کش چوں بادشاہ نیز بر مذہب خود اعتقاد مضبوط داشتہ اکثر لفظ برادر دینی بر زبان میراند، میر صاحب از حسب و نسب نجیب شریف است از شاہجہاں آباد ہمراہ رکن السلطنة

آصف جاه بدکن آمد خدمت داروغگی جواهرخانه و خلعت خانه داشت مصاحب و مقرب بود بر حرف سهیلی از کمال غیرت استعفای نوکری داد و تاج شاهی بدار السرور برهان پور منزوی است بس عزیز الوجود است بعد از آنکه ترک روزگار کرد میر ابوالفخر خان بخدمت پدر سرافراز گشت پسران رشید او میر ابوالفخر خان و میر نعمان خان و میر احسن خان بخدمت عمده از آبرو و عزت در عرصه روزگار نامدار اند نثر میر برنگینی است و در نظم دیوانے ترتیب داده این اشعار از زادهٔ طبع اوست ؎

در روی احتیاج از خلق ز استغنای دل ؛ بسته ام چندانکه میگوید توکل واه واه
صبح شام از گردش چشم تو طرح باده بست ؛ کفر و ایمان را سر زلفت بیک اندازه بست
با تو پیوستن بود از خود رمیدن های ما ؛ پردهٔ حسن تو گردیده ست دیدنهای ما
تا کجا حرف نزاکت بمیان آرد کسی ؛ رگ جان تار نظر موی کمر سه یکیست
طرفه نازک کاری دامست جانان مرا
صبح است لاله زار سفید و سیاه و سرخ ؛ چون چشم پر خمار سفید و سیاه و سرخ
از خنده اش بپان کهای رنگ دیگر است ؛ دارد عجب بهار سفید و سیاه و سرخ
نیرنگ مکر زال جهان را ز من بپرس ؛ دیدم هزار بار سفید و سیاه و سرخ
عاشقان را از فنا باشد عروجی در نظر ؛ گرد باد خاک ما را در تحمل در هوا
مو بمو یم خط شعاعی شده ؛ سایه دست کرد آفتاب مرا
نسبت خاکساران است از خود باخبر بودن ؛ ز نقش پا بود هر لحظه ام آئینه دیدن ها

دارم از بهر نثار تو دم چند بیا ∴ جان نمانده است مرا هیچ از دو بیا
روی پرخویت چراغان میکند آئینه را ∴ دود دلها سنبلستان میکند آئینه را
گر برای راحت دل خوب بیابند وصال ∴ بهر یاد نام او بیتابی هجران خوش است
در فراقش عاشقان را سنگ خون باید گریست ∴ یاد لعل بی بهارا اینچه مرجان خوش است
گل گریبان چاک می بینم سنه عشق کیست ∴ غنچه می غلطد ز خود صهبا بدست عشق کیست
هر سرو این گلستان آزاد بی نوائیست ∴ هر خنده گل اینجا از چاک دل صدائیست

۷۔ میر فخر الدین اورنگ آبادی ترمذی الاصل از سادات حسینی فخر الدین تخلص میکند، نواسهٔ حاجی عبد الله جنید ثانی و داماد سید محمد حیات درویش است، متصل دروازه پاره پله اورنگ آباد تکیهٔ اوست، در آغاز شباب بکسب سپاه گری بمیان سپاهیان کمر بست، بعد چندی بحکم الفقر فخری بر مسند فقر بنشست، از مجاهدات شاقه بمقصد خود پیوست و به فقر و قناعت ممتاز گشت، حضرت شیخن صاحب مرحوم که درویش کامل و عارف بود از حالتش خبر داشت بوقت دم آخر خرقه خویش عطا فرمود، فکر اشعار می نماید از اوست [5]

سراپا درد شو تا یدل اگر خواهی دوا اینست ∴ به میخانه ز خود بگذر که خوش دار الشفا اینست
نظر از آسیای نظاره چشم معرفت بکشا ∴ نثار یک تجلی شو غرض از جلوه ها اینست
گهی سوی حرم پوئی گهی اندر دیر می جوئی ∴ ز خاطر محو کن خود را که قرب خدا اینست
بفکر این و آن تا چند تشویشات و محزونی ∴ ز قید مدعا بگذر ظفر بر مدعا اینست
سراپا گوش شو تا که حدیث عشق را بشنو ∴ زنای هر نفس در نی اشارات و نوا اینست

[5] اردو کلام گل عجائب صفحه ۱۲۳

چو شبنم یک نفس بر رنگ و بوی گل منه دل ∴ طلوع شمس را مقصد بجز نور و ضیا نیست

دلم خون گشت و از چشم ترم غلطید بر دامن ∴ شهید عشق را شاید که دشت کربلا نیست

اسیر زلف را از یک نگاه ناز بسمل کن ∴ طبیبه نهای عمری جان صد مبتلا نیست

دلا گر نحر دین خواهی بتاری از گیسویش ∴ دو صد زنار نه بر دوش تسلیم و رضا نیست

نقطهٔ مشکین خال عارضش چون مردمک ∴ در نگاه دیدهٔ دل بین سویدا کرده‌ام

حسن و عشق آئینه یکدیگر اند از روی دل ∴ در صفای حسنش از حیرت تماشا کرده‌ام

یاد چو صد جراحت من از آن کان نمک ∴ ساده لوحی بین تمنای دلاسا کرده‌ام

نیستم گر عاشق روی تو حیرانم چرا ∴ ور نیم آشفتهٔ زلفت پریشانم چرا

گر نه خال عارضت بر دل نمود افسونگری ∴ چون سپند از آتش شوق تو رقصانم چرا

گر نگاه ناز ساقی بر دلم می ریز نیست ∴ همچو چشم مست او مدهوش و غلطانم چرا

نحر دین گر طرهٔ گیسوی جانان وانشد ∴ بوی عطر فتنه می‌آید دل از جانم چرا

تا دل به حقیقت آشنا شد ∴ بیخود و از خودی جدا شد

بیخویشی او چو حیرت افزود ∴ آئینه صاف حق نما شد

عارض به هزار حسن بنمود ∴ چون زلف سیه گره کشا شد

گل گشت و فغان ز بلبلان خواست ∴ دل گشت و زخم بنفشه ها شد

ساقی شد و انجمن بیاراست ∴ مستان و هزار ماجرا شد

چون یار رخ نقاب برداشت ∴ مستیم میرس تا چها شد

هر سو که عنان کشید رفتیم ∴ رقصان رقصان که مدعا شد

ای یاد چه جای وعظ و پند است ∴ خاموش که هرچه شد بجا شد

ہندی

یار ہر شاں عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا ؛ بےنشاں عین نشاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
مکھ کے مصحف منیں ہر چند تھے آیات کبیر ؛ نازکش ف بیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
ضعف ہمت سستی دل ہوش ف چھپنا تھا ؛ شوق خود تازہ جواں تھا مجھے معلوم نہ تھا
فخر دیں عمر سوں تھا جسکے یدل سرگرداں ؛ اس تعین میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
جب سے دل مجھ دل کا نصیبہ عشق ہے تقدیر سوں ؛ ہر نفس ہے شعلہ زن تجھ شوق کی تاثیر سوں
ابر میں تیرے ہوا میں آئے بہار ستان حسن ؛ آسماں پر دود ہے مجھ آہ کی توقیر سوں
برگ گل پر ہر سحر شبنم نہیں ای گلعذار ؛ آسماں ہے زار میرے نالہ شبگیر سوں
یک بیک دل عشق میں پیدا کیا دیوانگی ؛ یا ای ہندی نیں اسے جز زلف کی زنجیر سوں
جیب جاں صد چاک ہے تجھ شوق میں اے گلبدن ؛ کیا ملے اب تجھ عشق گریباں گیر سوں
ناز کے خنجر کا بسمل ہوں تغافل مت کرو ؛ جان جاتا ہے مرا اک آن کی تاخیر سوں
آرزو یندگی لکھتے میں قلم ہے سینہ چاک ؛ شوق کا قصہ میرا ایسکہ ہے تحریر سوں
فخر دیں اے یار یہ قربان کرتوں ننگ نام ؛ عشق نے فارغ کیا تجھ عقل کی تدبیر سوں

۸۔ شاہ سراج الدین اورنگ آبادی (۱۱۲۵-۱۱۷۷) از ابتدا در سلک سپاہیاں نوکری می کرد، الحال ترک روزگار کردہ از چند سال لباس درویشی پوشیدہ است در فکر ریختہ ہندی طبع موزونے دارد دیوان ریختہ ہندی ترتیب دادہ گاہی در فکر اشعار فارسی میگراید در نسخہ دیگر ایں حالات اضافہ است۔

---

۵ تذکرہ بے نظیر ص ۷۵۔ اردو کلام گل عجائب ص ۶۰۔

سید صحیح النسب است اجدادش از مشایخین بوده اند تا عمر دوازده سالگی بزرگان او بقید نوشتن و خواندن داشتند چون سیزده ساله شد وحشتے در مزاجش راه یافت تا هفت سال بروضهٔ منوره حضرت شاه برهان الدین غریب قدس سرهٗ دیوانه وش ماند شبها بحالت بی اختیاری بکوه و صحرا میگشت پدرش سید درویش زنجیر در پایش کرده بعد چندی یا خاقت آمد خیال صحبت فقرا در سرش افتاد از اثر صحبت صاحب کمالے ترک لباس نموده بلذت درویشی آشنا گردید طبع موزون داشت در فکر ریختهٔ هندی صاحب قدرت به سبب شوق اشعار ریختهٔ هجوم امردان خوبصورت در کلبهٔ اش می باشد رسول خان نامی از منظوران او دیوان ریخته ترتیب داده فکر اشعار فارسی هم می نماید این چند ابیات فارسی و هندی از وست

تا خرامان بت من عزم تماشا میکرد ∴ نقش پا آئینه دار ید بیضای کرد
وصف حسن من تنگ نوی کردم ∴ زیر مشق از ورق دیده عنقا میکرد
باز از سر نو داغ جنوں در جگر افتاد ∴ در خرمن عقلم ز محبت شرر افتاد
دامان من امروز که گلچیں مراد است ∴ خون جگرم آب شد از چشم تر افتاد
گم کردم مایهٔ ایمان به نگاہے ∴ آیا بت جادو نظری در نظر افتاد
رسوائی خورشید شد اندر شب هجرت ∴ بے روی تو از بام فلک طشت از افتاد
هر چند که دارم به جگر درد تو پنهاں ∴ لیکن چه کنم این غم دل پرده در افتاد
ایں مصرع دلچسپ بجان ورد سراج است ∴ باز از سر نو داغ جنوں در جگر افتاد

این نه از چشم ترم اشک گلوگیر چکید ؛ که ادب را عرق از ناله شبگیر چکید

قطره افشانی مژگان مرا دید در بزم ؛ شمع را اشک گل از دیده گلگیر چکید

داغ غم بر ورق سینه عاشق از کیست ؛ نقطه از قلم کاتب تقدیر چکید

عجبی نیست ز نیرنگ نگاهش که چنین ؛ صد پریخانه ز هر شیشه تصویر چکید

کشتهٔ تیغ تو لب تشنه و صد شکر که خون ؛ دم آبی است که از خنجر تکبیر چکید

آتشی در دل واسوخته افتاد مزاج ؛ باز سیماب ز خاکستر اکسیر چکید

تهمت آلودیم از اسرار حق عالم است ؛ با وجود پاکی دامن چه رسوائیم ما

گه نگاهم بر حال عید افتد بی حجاب ؛ می‌زند ناخن بدل شمشیر ابروی کسی

نخزیں قمری غبار تربت قمری شود ؛ کی فغان داود شهید سرو دلجوی کسی

جان شیرین تلخی نزع است بی لعل لبی ؛ ساغر می کاسه زهر است بی روی کسی

در شبی تا دم بر سال نمیتواند شد سراج ؛ روغن گل گر بدست آید ز گیسوی کسی

یک نفس خالی نیم از یاد او دم شاهد است ؛ هر که از سوز فراقم گشته محرم شاهد است

چون خرامان شد به گلشن آن بهار دلبری ؛ از خجالت گل عرق آورد شبنم شاهد است

بر شهید بیکسی هر شب شب قتل است و بس ؛ عید دیدارش نمی‌بینم محرم شاهد است

بی نوای شاهنشه خوبی چگویم تا چه شد ؛ عشرت آباد دلم بر باد شد غم شاهد است

یاد آن موی میان در دل نصیب کس مباد ؛ پیچ و تابی خورده‌ام آن زلف پر خم شاهد است

بلبل اگرچه بر رخ گل گشته اشک بار ؛ لیکن غنیمت است که با شبنم آشنا است

از سوزش درون من آگاه نیست کس ؛ لا داغ دل خوشم که عجب محرم آشنا است

اشعارِ ہندی

(اشعارِ ریختہ)

یاد رکھہ ای دل خون گشتہ کہ جیون نگمۂ لعل ٭ جامہ زیبوں کے گریبان کا گلوگیر نہ ہو
ہوا ہے دستِ بیعت خانوادے میں ترے غم کے ٭ رہے گا سلسلہ آنسوں کا جاری روزِ محشر تک
ترش رودی کی تم اپنے نے لگے طرز یں نئی ٭ کوی دنوں تھی فصلِ ہی ہو گی سو شاید ہو گئی
مجھ نگین داغ دلپر نقش ہے حرفِ وفا ٭ عشق کے امت میں ہوں مہرِ نبوت کی قسم
بہار ساقی ہی بزمِ گلشن ہیں مطرب تو چمن شرابی ٭ پیالہ گل سر سبز شیشہ شراب بو اور گل گلابی
شعرِ رنگین کے غزالوں کو کیا صید سراج ٭ رشتۂ دام ہے تارِ نگہِ چشمِ خیال

۹۔ مولوی محمد باقر شہید تخلص (وفات قبل ۱۱۹۲ھ) طہرانی الاصل است
تولد او در گجرات شدہ از چند سال در بلدہ اورنگ آباد اقامت دارد با انواع فضایل متحلی است بتوکل میگذارند با ستعداد علمیت و قابلیت فکرِ اشعار دارد صاحب دیوانست ایں چند ابیات زادہ طبع اوست ؎

اشکِ خونین لبِ خشک و رخ گاہی با قیمت ٭ زاد راہ سفرِ عشق کما ہی با قیمت
ہستی و بخت مرا کلکِ قضا توام ریخت ٭ تا لبِ یار رسیدیم و سیاہی با قیمت
مندرس گشت اگر محضرِ من باکے نیست ٭ مہر داغ دل عاشق بگواہی با قیمت
قبلۂ اہلِ صفا کعبۂ اربابِ وفاست ٭ دلِ ہر کس کہ درو نورِ الٰہی با قیمت
دارسد از خود ایں قطرہ بمحیط است شہید ٭ چہ تنا ہیست کہ تا لا متناہی با قیمت
بہار کعبہ و دیر است دلداری کہ من دارم ٭ ندارد ہیچ کس یاری چنیں یاری کہ من دارم

؎ تذکرہ بے نظیر ص ۷۵، اردو کلام گل عجائب ص ۶۷ -

نشد یکدم که گیرم کام دل زان گل بتقریبی ؞ همیشه می خلد در پای دل خاری که من دارم

شب و روز است کار من شهید از کار بگذشتن ؞ نمی آید بکار هیچ کس کاری که من دارم

کجا غبار ره یار میتوان گشتن ؞ هنوز بر سر خود خاک ریختن باقیست

فهمیده گو سخن که ره یار نازک است ؞ آهسته پا گذار سر دار نازکست

هزار حیف تو ای گل نکردی آزادش ؞ ز آه و نالهٔ بلبل دل قفس می سوخت

دید تا کیفیت حسن تو دل بیتاب شد ؞ عاقبت این شیشه از بیطاقتیها آب شد

سینه شد طنبور گل فریاد کردن ساز کرد ؞ یاد مژگان تو بر تار نفس مضراب شد

تا چند شود بسمل نازت به تغافل ؞ بالله شهیدت به جگر آه ندارد

ایمن است از آفت بد نفسی ایام دهر ؞ هر که بنشیند میان خانه تنها چون نگین

محضری بر مدعا در دست دارد بی سخن ؞ هر که در دعوی خود گردید گویا چون نگین

از صفا آئینه شان چینی ز جبیں کردیم طرح ؞ ما بنای خانهٔ دل را چنین کردیم طرح

شمع را با ما درین کاشانه توام ریختند ؞ خانه خود را از آه آتشین کردیم طرح

پیش بردیم عاقبت از خاکساری کار خویش ؞ خویش را در پیش او مثل زمین کردیم طرح

با همه نام و نشان یا بی نشانی ساختیم ؞ سعی ها کردیم تا نام از نگین کردیم طرح

دست تا شستیم زین هستی موهومی شهید ؞ غیر ازین دست دگر از آستین کردیم طرح

عرصه شد تنگ بر اهل هنر از بسکه شهید ؞ دل شان خون شد از جوهر شمشیر گذشت

خواستم در خون طپیم بار دگر دل گفت بس ؞ هیچ پروای نکردم در رهش از سوختن

سوختیم چندانکه آخر شمع محفل گشت بس ؞ غرق در جلوهٔ یاریم و ازین بی خبریم

رفتیم بخاک از غم او با دل صد چاک ∴ چوں لالہ بود چاک سراپا کفن ما

خواہم بہتر از تسبیح دست آویز در محشر ∴ ز صدرہ میرسانم تا شہید کربلا خود را

وا نشد غنچۂ دل در چمن دہر دمے ∴ ماند سربستہ بہ پیشت غم پنہانی ما

دل بے معرفت ہرگز نہ بیند نور ایمان را ∴ کند چوں طفل بے ادراک کاغذ باد قرآں را

دریغ از ما مکن ای شوخ طرز خوش نگاہی را ∴ بیا بہر خدا بکشاد فیض الٰہی را

ابیات ریختہ ہندی

شہید اوراق ہستی جمع کر جیون پتریاں توں ∴ یہ رنگیں جیب سوں شاید کہ لعل یار کوں پہنچے

بہار درد کوں اس غنچۂ دل میں توں مخفی رکھ ∴ نہ کر ہر گل خزاں چہرہ سوں راز نہاں میرا

غنیم نفس کوں ہرگز نہ دے دست تصرف توں ∴ خدا کے واسطے اے دل شرم رکھ اپنی ہستی کا

توں قانون عمل کا نادرست توڑ ∴ کمر طاعت سوں خم کر چنگ ہو جا

شہید اس نفس کافر کیش کوں مار ∴ حقیقت کا مظفر جنگ ہو جا

۱۰- میر عنایت اللہ خبیری بصفات درویشی آراستہ بود فہم رسا داشت نواب نظام الملک آصف جاہ از ملاقاتش بسیار محظوظ گشتہ چند روز سرگرم صحبتش ماند در یساق ارکاٹ ہمراہ رکاب رفت۔ "میخواست کہ صدر الصدور دکن نماید چوں معلوم نمود کہ مذہب شیعہ دارد از تفویض ایں کار تغافل نمود و دیگر فرصت مصاحبت نیز نماند" بعد از شہادت نواب نظام الدولہ شہید روزیکہ میاں افاغنہ و ملاعنہ بہ ہمت خان ملعون و ہدایت محی الدین خان جنگ واقع گردید بہ ضرب بندوق راہ سفر آخرت گزید۔ طبع قابلیت شعر خوب میگفت قصیدہ کہ

پیش از ملاقات بجناب نواب آصف جاه فرستاده بود تحریر می آرد قصیده۔

ای که دارد سایه اش خاصیت ظل هما ؛ آستینش موج دریا آستان اوج سما
گر دهد سرمایه ابر از آب تیغ قدرتش ؛ سینهٔ خارا شگافد خنجر برگ گیا
هیبت او لرزه را گر عام سازد در مثل ؛ جوهر آئینه از جوش طپش گردد جدا
تیغ او باشد ظفر را شاهد آئینه رو ؛ می ستاند نقد جان دشمنانش رونما
گر گزیند فیض روز افزونی از اقبال او ؛ چون مه نو بدر آید روز و شب در ارتقا
شیشهٔ چرخ دیده خورشید را عینک شود ؛ مصحف عدلش تلاوت گر کند سیر سما
غنچه گوید زیر لب اسرار خلقش با نسیم ؛ هم صبا در باغ سازد شرح فیضش بر ملا
از سواد لشکر فیروزمندش سرمه دار ؛ چشم نصرت دیده اقبال می گیرد جلا
در دل شب چون درخشد آفتاب صبح او ؛ می توان بر وقت گردون ظهر تابت را ادا
یکدم معجز طرازش همچو عیسی در زمان ؛ زنده در آئینه سازد قالب تمثال را
از هراس احتساب شرع در ایام او ؛ جا بجا اندر گلوی بی گره بندد نوا
در زمان اتقانش کز رواج ورع و زهد ؛ زهره خواهد طیلسان مشتری سازد ردا
بسکه استعداد جرم اندر طبیعت ها نماند ؛ نشنود هم گوش شنوا صوت چنگ و نغمه ها
سالها گر دفتر اشعار بنویسم هنوز ؛ شمهٔ از شرح اوصافش نیاید در ادا
چند بیتی در دعا املا نمودم حسب حال ؛ لحظه از لطف و احسان گوش کن ابیات ما
ای طواف بارگاهت آرزوی جان و دل ؛ ای غبار آستانت چشم ما را توتیا
اشتیاق درگهت بر من چو عالم تیره کرد ؛ سر برون آورد شام و صبح ما از یک قبا
گرچه دورم لیک دوری یکدو روزی بیش نیست ؛ صبح شبنم بر زمین و چاشت با مهر سما

باوجود یہ از فیضت تیا شم نا امید ؛ ذرہ روی زمین از مہرمی یابد ضیا

تہمت دوربیست لیکن انچہ می یابد بچشم ؛ روز و شب در خلوت آئینہ دل کرد جا

تن دریجا ساکن و جان را حریمش کرد است ؛ گاہ را یا شد رجوع آری بسوی کہربا

ای عنایت چند ایں آرایش طول کلام ؛ زینت یا ئی سخن کردان تو طلخال دعا

تا کہ یا شد در چمن باد صبا نکہت رساں ؛ سبز دارد گلشن اقبال توفیق خدا

۱۱- آصفجاہ نظام الملک بہادر فتح جنگ سپہ سالار- آصف تخلص

داشت شمۂ از جامعیت وحالات ذات قدسی آیات و بعضی از فضایل

آں یگانۂ روزگار کہ باعث زیب و زینت ایں اختصار است بر سبیل

اجمال می نگارد کہ آں عالی نسب والا حسب خلف الصدق غازی الدین خاں

بہادر فیروز جنگ سپہ سردار و دختر زادہ جملۃ الملکی سعد اللہ خاں وزیر

شاہجہاں پادشاہ صاحقران ثانی و نبیرۂ عابد خاں صدر الصدور مملکت

ہندوستان است، عالم شیخ جد امجدش از اکابر افاضل و مشایخ ولایت

ماوراء النہر بود و نسب بہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی ایں

امیر کبیر در عہد عالمگیر پادشاہ از پدر جدا شدہ بہ منصب چہار ہزاری و

خطاب چین قلیچ خاں بہادر وصوبہ داری بیجاپور یافت بعد از ارتحال

عالمگیر در زمان سلطنت بہادر شاہ از بے عنایتی پادشاہ بمقتضائے غیرت

و حمیت باستعفای منصب پرداخت و چوں بحکم قضائے ایزد متعال

بہادر شاہ دل از ملک و مال برداشتہ بسر منزل خاموشاں شتافت

ھ تذکرہ بے نظیر ص ۲۶، سفینہ ہندی ص

محمد معزالدین و عظیم الشان و رفیع الشان و جہاں شاہ پسرانش در بلدہ
لاہور از یکدیگر تخلف نمودہ بمنازعت در پیوستند بحسن تدبیر و تدویر
ذوالفقار خاں بہادر نصرت جنگ محمد معزالدین بر برادران مظفر و منصور
گشت و بر تخت سلطنت نشست و بجلدوی تردداتش وزارت بہ ذوالفقار خاں
مقرر کرد و خود از صبح تا شام بتجرع جام مدام با مطربہ لال کنور نام مشغول
گردید در خلال این حال خبر یافت کہ محمد فرخ سیر پسر عظیم الشان از
بنگالہ بہ قصد قصاص خون پدر بقوت رفاقت سید عبداللہ خاں و سید
حسن علی خاں سادات بارہہ متوجہ آں حدود داشت مضطر گشتہ در نواح این
اکبرآباد لشکرے فراہم آورد درین ضمن محمد فرخ سیر بر سبیل استعجال
قطع مسافت نمودہ بر سرش رسیدہ بمحاربہ و مجادلہ در پیش آمد چون
تلاقی فریقین دست داد از ضربت صمصام خون آشام سادات
بارہہ کہ بارہا شجاعت و دلاوری آں ہا در معرکہ ننگ و نام مشہور
خاص و عام است محمد معزالدین پائے ثبات قایم نداشتہ مع ذوالفقار خاں
رو بہ وادی فرار نہادہ بہ شاہجہاں آباد رسیدند در آنجا باد زیر
دستگیر بحکم محمد فرخ سیر بہ قتل آمدند ذوالفقار خاں مقتول محمد اسمٰعیل نام داشت
بعد قرار سیخواست در دکن آمدہ باتفاق راجہ ساہو دست گرفتہ خود
علم بغی و طغیان برافرازد اسد خاں پدرش کہ نام او محمد ابراہیم بود
بگمان اشتے بمناسبت نامہا تاریخ قتل او خوب یافتہ اند ؎
ہاتف شام غریباں از دو چشم خونفشاں ☆ گفت ابراہیم اسمٰعیل را قربان نمود

وتاریخ تولد اوست ع زبوج اسد رونمود آفتاب۔

بعد کہ تخت شاہی بجلوس میمنت مانوس فرخ شاہی زیب و زینت یافت سید عبد اللہ خاں بخطاب قطب الملک و بہ والا پایۂ وزارت رسید و سید حسین علی خاں بخدمت میر بخشی گری و خطاب امیر الامرائی حسن سربلند گردید و ایں امیر نامدار از قدر دانی بادشاہ فلک اقتدار منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار و خطاب نظام الملک و بہ صوبہ داری دکن امتیاز یافتہ بدکن اختصاص فرمود در کمتر فرصت امیر الامرا از تغیرش صوبہ دار دکن گشت باستماع ایں خبر آستان ملایک پاسبان شاہ جہاں رسیدہ شرف ملازمت سعادت حاصل ساخت و امیر الامرا از مستقر خلافت راہی گشتہ بعد از طے مراحل در بلدہ برہان پور دکن رسید داود خاں افغان پنّی کہ دراں بلدہ اقامت داشت اظہار مخالفت نمود بمقام حرب و پیکار در آمد امیر الامرا مشہور خاں بہادر خویشگی را جہت مصالحہ و تسلیہ پیش او فرستاد و بر صلح نیامدہ محاربہ و مجادلہ نمود و باکمال جرأت و دلیری در قلب سپاہ حریف در آمدہ بعضے سرداران ہراولی را از ضربت شمشیر بیجان گشت آخر از سرخروی براہ عدم رفت امیر الامرا مظفر و منصور شدہ داخل بلدہ اورنگ آباد شدہ باستقلال تمام بانتظام مہام جمہور انام اشتغال داشت از آنجا کہ ہر اتفاقی را افتراقی و ہر اقبالی را ادباری لازم است در شاہجہاں آباد میان شاہ و وزیر صفائی کہ بود بہ تیرگی مبدل گشت و خصومت و

عداوت جانی بدرجۂ نہایت رسیدٔ ازیں خبر امیر الامرا عالم علی خاں برادرزادۂ خود را نیابتاً در دکن گذاشتہ بعزم امداد و اعانت ارادۂ باطل روانۂ شاہجہاں آباد گردیدٔ چوں داخل بلدہ شد اندرون قلعہ بادشاہی بندوبست خود نمود و بتقریب ملازمت بادشاہ از ہوش رفتہ را دستگیر کردہ بہ شہادت رسانیدٔ مرزا عبد القادر بیدل تاریخ آں حادثہ یافتہ ۔

سادات بوی نمک حرامی کردند

بعد از شہادت بادشاہ رفیع الدولہ و رفیع الدرجات مرۃً بعد آخری باختیار سادات بر تخت نشستہ بہ انقضائے دو ماہ از اجل طبعی بر تختہ تابوت رفتندٔ سیوم بار بادشاہ زادہ محمد شاہ بر تخت سلطنت نشستٔ درآں ہنگام ایں امیر صاحب نام از فوجداری مرادآباد تغیر گشتہ بصوبہ داری مالوہ در بلدہ اُجین اقامت داشتٔ سادات در فکر استیصال دولت بے زوالش درآمدہ فرماتے مشتمل بر طلب حضور روانہ ساختٔ بعد ورود فرمان با مقربان مشورت فرمودٔ محمد عنایت خاں از ملازمان قدیم دودمان عالی شان و فدوی جانفشان بعرض رسانید بر فتن حضور از خصمان قوی پنجہ خلاصی و زندگانی نخواہد شدٔ الحال مناسب حال آنچہ بصلاح اقرب و اصوب است آنست کہ عبور دریائی نربدا کردہ عالم علیخاں را از میان باید برداشتٔ بہ مصلحت آں فدوی دولت خواہ متوکلاً علی اللہ رایات ظفر آیات بجانب دکن برافراشت و از دریای مسطور گذشتہ قلعہ اسیر مضرب خیام ساختہ بعون عنایت ایزدی

قلعه به قبضهٔ تصرف در آمد از آنجا به برہان پور موفور السرور رسید،
محمد انور خاں نائب صوبه بقدم اطاعت پیش آمده مطیع و منقاد گشت
و راو رنبھاجی نیمالکر سردار عمدهٔ مرہٹه به ملازمت سعادت فائز گردید
نواب عضد الدوله بہادر صوبه دار که خدیجه بیگم عمهٔ مکرمه آں حضرت
در سلک ازواج او بود با جمعیت خوب ملحق شده شرف از ملازمت
سعادت دریافت و از آنطرف دلاور خاں با فوج گراں نیز رسیده
بامر محاربت پرداخت، بعد از تلاقی عسکرین بہادران طرفین بازار
جنگ و ہنگامهٔ نام و ننگ گرم ساختند حربے عظیم واقع شد دلاوران
عسکر نصرت اثر که تیر اندازی مبادرت نموده از غایت قدرت یرتی
شجاعت بضرب شمشیر مخالف را از پیش برداشتند، دریں جنگ
از سید لشکر خاں بہادر نصرت جنگ که دراں وقت خطاب سید مسافر
خانی داشت تردد نمایاں بظہور رسید چنانچه دوازده زخم شمشیر
برداشت و شمشیر زنی ایں ناسخ داستان رستم را آصف جاه بچشم
خود معائنه نمود و موجب ترقی دولت به سبب ہمیں شجاعت گشت
آخر کار دلاور خاں با اکثر سرداران کشته گردید و نسیم فتح و ظفر بر پرچم
اعلام ظفر انجام وزید، بندگان حضرت سجدات شکر الٰہی بجا آورده
طبل فتح و فیروزی نواخته داخل لشکر ظفر اثر شده نعش دلاور خاں
را پیش عالم علی خاں که با سوار و پیاده بسیار از اورنگ آباد به قصد
محاربه می آمد فرستاد و خود بدولت و اقبال نیز روانه صوب لشکر

گشت از آنجانب سید عالم علی خاں نیز رسیده معرکه آرائی برگردید
شجاعان هر دو طرف دست بر تیغ خوں ریز برده داد مردی و مردانگی
میدادند آخر الامر بزور بازوی سپاه ظفر دستگاه کشتی حیات سرداران
عالم علی خاں در گرداب فنا غرق گردید سید عالم علی خاں از مشاهده ایں
حال و فوج فیروزی حمله آور شده با نهایت پردلی تردد سپاه گری
بظهور آورده بدار القرار شتافت بندگان حضرت بر فتح و فیروزی
بدار الامارت اورنگ آباد تشریف ارزانی فرمود امیر الامرا باستماع
ایں خبر قطب الملک را در شاهجهاں آباد گذاشت خود محمد شاه بادشاه
که باختیارش بود همراه گرفته راهی گشت محمد امین خاں بهادر بتیغ عم
ایں عالیشان مخفی در صدد انتقام خوں آں خسرو مظلوم شهید مشورت
داشت میر حیدر بدخشی یکه جوان نامی که پیش شجاعت رستم و اسفندیار
بگمنامی اند از جان خود دست شسته کشتن امیر الامرا بذمه خود گرفت
صبح آں از دربار بادشاه که امیر الامرا می آمد در اثنای راه التماس
احوال خود میر حید ربدست امیر الامرا داد چوں بمطالعه در آمد بحلد دستی
بسیار از خنجر آبدار جگر گاه امیر الامرا پاره پاره ساخت ؎

چو بدگردی مشو ایمن ز آفات
که بد را بد بود بیشک مکافات

بعد ازاں که امیر الامرا بسزای اعمال قبیح خویش رسید قطب الملک
از شاهجهاں آباد با یکصد هزار سوار که فراهم آورده بود بعزم رزم
برآمده بر لشکر بادشاهی آمد بادشاه جم جاه محمد شاه بصلاح امین خاں بهادر

ترتیب افواج قاہرہ پرداشت چوں تلاقی عساکرین دست داد
حیدرعلی خاں میر آتش آتش مقابلہ مشتعل ساختہ دمار را از روزگار
مخالفین برآورد دلیران نامدار بادشاہ سپہر اقتدار از ہر طرف
آثار مردانگی ظاہر ساختند شکست فاحش و تفرقہ عظیم بر سپاہش افتاد
قطب الملک از شجاعت و جلادت خود را از فیل انداخت شجاعان
بادشاہی بر سرش رسیدہ زندہ بدست آوردند بحکم ظل اللہ بقتل آمد
جہاں ای برادر نماند بکس   دل اندر جہاں آفرین بند و بس
بعد روداد فتح عظیمے محمد شاہ بادشاہ محمد امین خاں بہادر بہ عطائے
خلعت وزارت سرافراز فرمودہ خدمت میر بخشی گری بہ خواجہ عاصم خاندوران
بہادر مقرر نمودہ و فرمان عنایت عنوان با حقیقت احوال مشعر و حا
پائیں فدوی جاں نثار فرستاد باستقبال فرمان قضا جریان شتافتہ
در بلدۂ اورنگ آباد طبل شادی نواختہ باستقلال تمام بانتظام
مہام پرداخت از آنجا کہ ہیچ آفریدہ دریں دار دنیای بے وفا جام
مراد مہیا نگشتہ در کمتر فرصت محمد امین خاں بہادر باجل طبیعی در گذشت
از خبر واقعہ او مزاج اقدس ہمدم کلفت و الم گردید بعد از فوتش
قمر الدین خاں بہادر پسر رشید او بہ منصب وزارت سربلندی یافتہ
امیرالامرا خاندوران بہادر برسائی فہم و فراست دخیل کارہائے
سلطنت گشتہ بصلاحش فرمان طلب حضور بنام رکن السلطنت
پیرایہ اصدار یافت حسب الحکم والا عضد الدولہ عوض خاں بہادر

قسوره جنگ را در دکن نائب مستقل کرده به مستقر سریر سلطنت رسید و خلعت وزارت پوشید چون قواعد و ضوابط پادشاهی از میان برخاسته بود خواسته که بقانون درست بند و بست نماید خاندوران بهادر به مقام مخالفت درآمده باتفاق جمیع امرا برهم زن گشت و پیش رفتن نداد ناچار شده وزارت بدستور سابق بنام قمرالدینخان مقرر داشت و وکالت مطلق پادشاهی که در سلطنت هندوستان برتر ازین پایهٔ دیگر نیست بنام نامی خود گرفت و غازی الدینخان بهادر فیروز جنگ پسر کلان را به نیابت وکالت در حضور پر نور گذاشت و علم مراجعت از رخصت پادشاه بصوب دکن برافراشت؛ خاندوران بهادر از جناب عالی عناد بهم رسانیده فرمان صوبه داری دکن بمبارزخان بهادر که صوبه دار حیدرآباد بود فرستاد خان مسطور باهنگ جنگ از حیدرآباد روانه گشت شرح کیفیت از روی عنایت نامه که به عبارت موسوی خان جرأت میر منشی براجه ساهو و دیگر امراء نوشته ظاهر و هویدا میگردد۔

نقل عنایت نامهٔ مبارزخان را فساد طینت و برگشتگی طالع در پیرانه سری باقتضای خرافت سن باغوای سبک مغزی چند هوای ریاست دکن در سر افتاد و سررشته پاس حقوق احسانها که وضیع شریف را علم تفضیلی بآن حاصل است از دست داد و پا از پایه حق شناسی و سخن شنوی فراتر گذاشت یعنی کارش ازمرتبه بهایم و سباع درگذشت

اولئک کالانعام ملهم اصل هرچند به مقتضای الدین النصیحه
والحیای سستی اراده اش بدلایل ساطعه و حجج قاطعه در قالب تعبیر و
تحریر آمده ابواب مراسلات موعظت آمیز مفتوح گشت اما بمقتضای

بیت مشهور ؎

گلیم بخت کسی را که بافتند سیاه
بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

آن ردل سهیل و آن پیر ابوجهل اصلاً و قطعاً به سخنان مفید و
موثر اثر پذیرد نصیحت نیوش نگشته پای شقاوت بر جادهٔ مخالفت
قایم نموده بادیه پیمای جهل و شرارت گردید و از کثرت نخوت و
وفور غرور باوصف تکرار نصایح و تفهیمات فردیال و نکال سلمین
مطلق نه اندیشیده و باسوار و پیاده بی شمار و توپ و جرایل و
بان گجنال در مکله بسیار د بند و قچیان منتخب کرناٹکی زیاده از حد
وعد و سرداران ممتحن کار دیده جرار که به تطمیع و تذویر از اطراف
واکناف و جوانب آنها فراهم آورده رفیق جنگ و پرخاش ساخته
بود قطع مراحل و طی منازل نموده بترتیب لشکر و تسویه صفوف پرداخته
بهادر خان پسر و برادر عبدالنبی خان دلیر خان و جمیع افاغنه دست
راست و دلاور خان با دو پسر دست و چپ و غالب خان را
با فوج تمام سعادت الله خان و امین خان و سید عبدالوهاب خان
و قریش خان و محمد بیگ خان و فایق خان و جمع غفیری از نوکران
خود هراول و سه پسر دیگر با فواج گران التمش طرح قرار داده

امین

د فوج بسته روز پنجشنبه بیست و چهارم محرم الحرام در نواح قصبه شکر
کهیڑه چهل کروهی خجسته بنیاد معرکه آرای نبرد گردید سرداران ممتحن کور
باسایر سپاه دکن تاکی های برقند از بهادران نصرت قرین مانند
ننا زیر پا شیران و شیران دره آویخته یک پهر دو گهڑی کامل بکار
فرمائی آتش خانه و حمله های رستمانه داد تهور و جلادت دادند
و دقیقه از دقایق کوشش فرو نگذاشته از شدت گرمی هنگامه
کارزار ابواب حسرت را بر روی تماشیان ملاء اعلی کشادند
آخر کار به مقتضای الحق یعلو نسیم فتح و ظفر از مهب عنایت ازلی
بر پرچم اهل حق وزیدن گرفت و خاشاک وجود شرارت آموزان
سرکرده اشرار معه پسران و بهادر خان و امین خان و غالب خان
و پسر و برادر عبد النبی خان و دلیر خان و خان زمان خان و عزت بیگ خان
و سید عبد الوهاب خان با جمع کثیری از فجار بباد فنا رفت ان
الباطل کان زهوقا در یک موضع چهار هزار سوار که اکثر از ینها
پیاده شده بجنگ کوته یراق مبادرت نموده بودند به قتل رسیدند
و از کشته ها پشته ها شد دو هزار سوار همانجا زخمی افتادند و تتمه
در اطراف و اکناف رزمگاه جریح و قتیل گشتند (دو هزار هفت صد
اسپ و دو فیل کشته شد و بقیه غنیمت گشته حاصل که کم کسی از آنها
جان بر شد و از احوال پیاده ها که آنجا مقتول گشتند چه توان نوشت
که از حیز شمار خارج بودند شهامت پناه باجی راؤ و تهور دستگاه

سلطانجی وجلادت انتباہ پیلاجی در استیصال مخالف ترددات
نمایاں بہ تقدیم میرسانید نذ مسائی جمیلہ ایں مردم کہ فی الحقیقت پرتو
اخلاص آں منبع الشان بیش از بیش باعث خورسندی وخورمی
خاطر دوستی مآثر شدہ ادسجانہ دوستان یکدل را دوستکام دارد
والسلام یک دو رقعہ دیگر بنابر اظہار استعداد عبارت نثر جرأت
می نماید ازنفسی کرم عمیم بزرگان ناظران عذر خواہ است ۔

عرضداشت شکر عنایت پان بجناب محمد شاہ پادشاہ از جانب رکن السلطنت آصفجاہ

بعد ادای آداب بموقف عرض باریافتگان محفل قدسی منزل میرساند
کہ ایں فدوی ارادت توامان عطیہ الوش پان را کہ ہر ورق آں دفتریست
از عنایت خاص در مقام مباہات بر فرق خلوص اعتقاد گذاشتہ
سرسبز وفور اختصاص گردید و ایں موہبت عظمی نکات خصوصیت
مراحم مقدس معلی و دقایق عواطف والا را بآب و رنگ
سحر بیانی میرمن ساختہ ایں کمترین فدویان را بہ اتامل ارادت
در گلشن یک رنگی بہ گلچین آداب تسلیمات سرخرو گردانید طائر بلند پرواز
معنی رنگین ترانہ عندلیب گلستان شیراز در اوج توصیف ایں نعمت
الوان کرم بال افشانی است ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

ہمانا نقاش قدرت کاملہ شگرف سرخروئی عشرتکدہ ابروپیسا زد
کہ بمجرد ہمزبانی ہر ورق زبان فدویان را بآب رنگ گلگونہ رخسار

پری طلعتان حنای ساخته سرخرو ئی عشق تکدهٔ ابرو میسازد بروز قش دورویه جلوه گاه سیر مهندی نژادان دلربا دهر برگ سبزش برنگ طوطی بزبان حال گویا که هر قوی طالعے که برنگ آمیزی بخت سبزاز بوتهٔ امتحان یکرنگی مانند طلائی خالص سرخرو برآید بسر سبزی گلگردن این عنایت خاص برنگ گوہر شاداب بایک جہاں آب ورنگ امتیاز سرمایه اندوز را بردست زبان گویای ہزاردا ستان خامه در گلشن سرای بیان دلفریبی این حسن سبز لال اگر شاخ و برگ درختان اقلام و اوراق و دریا ہا مداد گردد تحریر شمه از اوصافش محال دکان البحر مدادا الکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولوجئنا بمثله مددا نخل برومند خلافت وکشور کشائی برشحات سحاب تائیدات لاریبی درگلشن اقبال ابد اتصال لایزال سرسبز وخورم باد

رقعه درطلب گھڑیال فرنگی مهربان صاحب من اطفال شایق گھڑیال اند واکثر ساعات صدای استدعای آں بگوش ہوش ایں تماشائی گردش معرکہ لیل ونہار میرساند اگرچه حوصله مانند شیشه ساعت لبریز گرد کدورت روزگار است لاکن پاس خاطر ایں بیخبران هنگامه ساعت ضرور بود بنابر آں طریق جرأت پیمود طلبم ممدود القصه میاد زخاں به قتل آمد چند سال با ستقلال کمال باجرائی امور صوبه جات دکن پرداخت خاندوران بهادر که خالی از فهم و فراست نبود از کردهٔ خود نادم گشته آزرده بودن چناں امیر عالی مقدار مناسب ندانسته

از نوشت و خواند در طریق دوستی درآمد و بادشاه نیز فرمان
بحالی صوبه داری فرستاده درصدد نوازش و دلجوئی بوده رفع ملال
خاطر ساخت تا در سنه یکهزار و یکصد و پنجاه هجری منشور لامع النور
متضمن طلب حضور پیرایه اصدار یافت از صفائی عقیدت لوائے
عزیمت بجانب مستقر خلافت برافراشت به نیابت دکن صاحبزادهٔ
عالمیان نواب نظام الدوله بهادر ناصر جنگ را گذاشت و به عزل
ونصب عمال و اہل خدمات و تنخواه سپاه محمد انوار اللہ خاں دیوان
را صاحب اختیار ساخت بعد از طے مراحل شرف از ملازمت پادشاه
دریافت و رحل اقامت به شاہجہان آباد انداخت تاریخ رسیدن
شاہجہان آباد یافته اند ؎

صد شکر که ذات دین پناہی آمد | رونق ده ملک پادشاہی آمد
تاریخ رسیدنش بگوشم ہاتف | گفت آیهٔ رحمت الٰہی آمد

بعد از دو سال ہنگامہ خروج نادر شاہ برخاست تبئین ایں احوال
پر اختلال بر سبیل اجمال انچه بزبان مغلیهٔ ایران مسموع شده ایں
است که نادر شاہ از قوم افشار بود طہماسپ قلی نام داشت پدرش
بمزد پوستین دوزی صرف اوقات می نمود طہماسپ قلی از پدر جدا
شده در ذیل قطاع الطریق درآمد بعد که پیش رفت ایں کار
ندید با پانزده سوار از حالت نہایت پریشانی به ارادهٔ نوکری
شاہ ایران در مشہد آمده بوسیلهٔ ارکان دولت در سلک ملازمان

شاہی غمناک گردید چوں بلند بالا و جوان نمایاں بود بفرمان بادشاہ
در صحبت یساولان حضور سرافرازی یافت در آں ہنگام افاغنہ
غلبۂ تمام بہم رسانیدہ مملکت ایران بہ ضبط خود می آوردند فتح خاں
قجر کہ رکن السلطنۃ بود بادشاہ روزے شکایت او در خلوت میکرد،
طہماسپ قلی بعرض رسانید کہ اگر باین بندہ حکم شود سرش از تن جدا
سازد در فردای آں کہ فتح خاں قجر باریاب حضور شد بادشاہ بزبان
درست بہ سخن آمد کہ غلبہ افاغنہ روز افزوں است و از تو ہیچ فکری
و کارے بظہور نمی آید او در جواب می خواست کہ چیزے بعرض رساند
بادشاہ بغضب در آمدہ بطہماسپ قلی فرمود ایں را بہ کش بمجرد حکم
بجلد دستی چناں تیغ بر سرش راند کہ فتح خاں ہماں ساعت بر زمین
افتاد و زندگانی را جواب داد از رو داد ایں سرگذشت تمام قوم قجر
مستعد و آمادہ جنگ گشتند طہماسپ قلی جمعیت بادشاہی باخود گرفتہ
بمقابلہ آنہا رسیدہ بمحاربہ پیش آمدہ براں جماعہ فتح و ظفر یافتہ از
جملۂ امرائی عظیم الشان گشت و بہ جنگ افاغنہ رفت بعون عنایت
ایزدی افاغنہ از دست او شکست فاحش بنوعی یافتند کہ نامے
ازاں قوم نماند بعد کارش بجائے رسید کہ بادشاہ ایران را کہ از اولاد
شاہان صفویہ بود بوفور غرور و نمک حرامی از میان برداشتہ بر سریر
سلطنت نشستہ خطبہ و سکہ خویش رواج داد سکہ او ست ؎
نگیں دولت دیں چونکہ رفتہ بود از جا بنام نادر ایران قرار داد خدا

چون مملکت ایران از گرد وجود مخالفان مصفا گردایند و خاطر از
بند و بست من کل الوجوه جمع ساخت عزم تسخیر هفت اقلیم پیش نهاد
همت ساخته اولاً بطرف ماوراء النهر توجه فرمود. با پادشاه آنجا چند
حرب واقع شد عاقبت بر آں غالب آمده باخذ خراج از عهد و پیمان
سلطنت باو باز داشته مراجعت نموده با لشکر عظیم روانه هندوستان
شده تا بصوبه کابل رسیده برا فاغنه دره های کوهستان که بیشتر
از مور و ملخ اند غالب گشته از آں دره ها و کوها گذشته تا به بلده لاهور
رسید محمد شاه بادشاه عالیجاه که با پری چہرگان گل رخسار و مطربان
شیریں گفتار برقص طرب و عیش و عشرت اشتغال داشت از
اہمال و اغفال تا ایں حال در فکر و تدبیر استیصال اعادی نپرداخت
تا بحدیکه بحد صوبه شاہجہاں آباد نزول ادبار یافت آں وقت باجتماع
افواج و تیاری توپ و توپ خانه بسیار پرداخت در نواح پانی پت
و کرنال مضرب خیام ساخت، دراں ایام برہان الملک سعادت خاں
بہادر صوبه دار پورب با جمعیت بست ہزار سوار جرار بآستان
بوسی پادشاه می آمد روز ملازمت بنه و بنگا عقب گذاشته بمنزل
طویل بحضور پر نور رسید فوج نادرشاہی بر سر عقب ماندگان رسیده
تمام لشکر و بنگاه او را بباد تاراج برداد چوں جاسوسان ایں خبر آوردند
رکن السلطنت وزیر الممالک باریاب جناب بارگاه شاہی بودند
برہان الملک از بسکه شجاع بود به قصد انتقام استدعای رخصت

بجانب نمود بادشاه به جناب امیر الامرا خان دوران توجه فرمود امیر الامرا
لب بجواب برهان الملک کشود که در امر محاربه حضرت جهان پناه باهمه
بندگان تابع رای آصف جاه اند آنچه رای مصلحت پیرای ایشان
اقتضا نماید عین صواب است حضرت بادشاه نیز بر زبان گوهر فشان
گذرانید الحق چنانست این امیر صایب تدبیر برهان الملک گفت
که باوجود قریب بودن چنان دشمن قوی بنگاه را عقب گذاشته از
بے پروائی آمدن مناسب نداشت الحال انچه شدنی بود شد بالفعل
در منزل خود رفته فرود باید آمد تا سپاه از تعب راه برآساید فردا
انشاءالله تعالیٰ باتفاق یکدیگر دمار از روزگار معاندان برآورده
میشود برهان الملک قبول نکرده جواب داد که تدارک از اعادی
نگرفتن موجب جبن و بددلی است پانزده هزار سوار جرار جنگ آزموده
با توپخانه بسیار موجود دارد بقدر مقدور در امر محاربه کوشش می نماید
اگر از مهب عنایت ایزدی نسیم فتح و ظفر در درگاه والاجاه آبروی
حاصل می نماید و اگر قضیه نوع دیگر شود باری میان اهل عالم و جمهور
بنی آدم از نامردی و بزدلی منسوب نخواهد شد ؎

همه کار جهان ناموس و نام است
وگرنه نیم نان روزی تمام است

ازین قبیل سخنان بسیار گفته اصرار بر رخصت زیاده از حد نمود بادشاه
لاعلاج شده رخصت فرمود همان ساعت سوار گشته توقف جایز
نداشته روی بصوب فوج بادشاهی آورده بکار سازی رزم و پیکار

مشغول کردید و به ضرب شمشیر و تیر و تفنگ تزلزل در جمعیت
دشمنان انداخت .... درین ضمن قضا را تیر بندوق
که بر بدنش رسید مجروح گشته از بیهوشی افتاد بمعائنه این حال تفرقه
بسپاهش رو داد چون این خبر بعرض پادشاه رسید امیر الامرا خاندوران
بهادر را با پانزده هزار سوار خونخوار بر سبیل کومک متعاقب
ارسال فرمود و خود با بقیه سپاه در لشکر قرار گرفت امیر الامرا روانه
شد ما بین لشکر هر دو پادشاه نهر آب واقع شده بود رکن السلطنت
مصحوب معتمدے به امیر الامرا رقعه فرستاد که از آب نهر قدم پیشتر نخواهد
گذاشت بعد مطالعه رقعه امیر الامرا جواب داد که فرصت نوشتن رقعه
نمانده زبانی ظاهر نمایند که فیل نشان و هراول از نهر گذاشته اند
الحال بودن من پایین طرف نهر صورت نمی گیرد از نهر عبور نموده با فوج
نادر شاه در آویخت شجاعان هندوستان را که از مدتے ملازم او
بودند دست به شمشیر برده به تیغ بے دریغ فوجے را که در مقابل آنها بود
منهزم و مقهور ساختند، نادر شاه باستماع غلبه فوج هندوستان
بست هزار سوار دیگر انتخابی که در تمام لشکرش ممتاز بودند فرستاد
و متعاقب خود نیز به پشت گرمی آنها آمد چون این فوج تازه که نمونه
واقعه حشر بود رسید و مستعد کارزار گردید بهادران لشکر منصور دست
از جان شسته فدائی وار مشغول جنگ و پیکار گشتند هر چند سعی نمودند
نیز تقدیر را به سپر تدبیر رد نتوانستند کرد تا فوجی دیگر از نادر شاهی

جز ایں برداران قدر اندازہ بہیئت اجتماعی رسیدند از توپ خانہ
آتشبار تمام سرداران ہراولی امیر الامرا جان نثار گشتند و بسیاری
از سپاہ در میدان مصافت از آبرو جان خود را فدا ساختند تا آنکہ
چند زخم کاری برتن امیر الامرا نیز رسید فیل بان فیل سواری امیر الامرا
بدست دشمنان ندادہ تا لشکر بادشاہی آورد چوں از زخم کاری
حالتی نداشت بعالم جاودانی شتافت، دراں وقت وزیر الممالک
اعتماد الدولہ بہادر قمر الدین خاں وزیر و دیگر امرایان دولت حاضر
بودند رکن السلطنت سید لشکر خاں بہادر و شیخ ابو الخیر خاں رفیقان
خود را نیز طلب نمود بادشاہ از امرایان عظام مشورت طلب فرمود
ہر یکے موافق فہم خویش اصرار بر جنگ نمودند ایں امیر کبیر بغرض رسانید
کہ امیر الامرا و برہان الملک اگرچہ بغیرت و حمیت شجاعت از راہ فدویت
بسر خدمت جاں نثاری نمودند اما سخن ناشنوی آنہا کار کلی حضرت
ولی نعمت ضائع ساخت، الحال جنگے نماندہ بالفعل آنچہ بصلاح
دولت اصوب و اقرب است آنست کہ بارسال پیغام صلح و صلاح
غبار فتنہ و شر این اشرار فرو باید نشاند اگر بحسن کردار و لطف گفتار
صورت مصالحہ روی نمود فہو المقصود و الا متوکلا علی اللہ و مستعینا
من اللہ مستعد و آمادہ جنگ باید شد بادشاہ فرمود مصرع

صلاح من ہمہ آنست کان تراست صلاح

صورت مصالحہ را بخود مقرر کردہ فردای آں ہمراہ عزیز یار خاں فرستاد

نادرشاه که پیش از جنگ امیرالامرا و برهان الملک پیغام صلح آورده بود
روانه خدمت نادرشاه گشت و به لشکر او رسیده ملازمت حاصل ساخت
نادرشاه از عنایت و مرحمت نزدیک طلبیده بزبان رفق و مدارا
مذکور صلح و مصالح با عهد و پیمان بیان فرمود بعد از سوال و جواب
درست از نادرشاه رخصت گرفته بخدمت پادشاه خود آمد و از همه
ابواب خاطر مبارک را جمع کرده به ملاقات نادرشاه همراه چون به
لشکرش رسیدند نادرشاه از تعظیم و تکریم ملاقات با محمد شاه نموده
رخصت ساخت و سید لشکرخان بهادر که چندین دفعه پیش نادرشاه
رفته سوال و جواب مصالحه نمود طلب داشتند فرمود که پادشاه شما را
بر طبق عهد و پیمان خویش رخصت دادیم و بسیار خواستیم و گفتیم که
شب یکجا بوده به تماشای رقص و سرود مشغول باشیم قبول نمود
آنچه دریافتیم قابلیت پادشاهی ندارد سید لشکرخان بهادر بعرض
رسانید که پادشاهان هندوستان در غایت عالی دماغی می باشند
با امرایان عظام خود بقدر ضرور همکلام می شوند چون در حضور حضرت
کثرت بود شاید ازین سبب رخصت خواسته باشد آینده هم صحبتی
شاهنشاه بفراغ خاطر جلسه خواهد کرد نادرشاه سکوت کرد درین ضمن
نادرشاه درخواست مبلغ بست کرور روپیه نمود رکن السلطنت
جواب داد که وصول این قدر مبلغ ممکن نخواهد شد همین ذکر بمیان
بود و برهان الملک که در قید نادرشاه زخمی شده آمده بود گفته

فرستاد که محمد شاه بادشاه در دست آصف جاه است و در دادن
زرهای مطلوبه نیز اهمال دارد تا که تعیید واقعی نخواهد شد کار خاطر خواه
صورت نخواهد بست نادرشاه این معنی را موجب بر آمد کار خود دانسته
بایں امیر نامدار پیغام داد که شما مهمان ما باشید چند روز نظر بند
نگاه داشت چوں ایں امیر کبیر در فصاحت و بلاغت بے نظیر بود
بحسن تقریر دلپذیر بجواب های درست نوعے ذہن نشین خاطرش
ساخت که نادرشاه بسیار محظوظ گشته بحضور خود طلب داشت
بعد ازاں که میان هر دو بادشاه سر رشتهٔ اتحاد و صحبت استحکام یافت
باخلاص بے قیاس از اتفاق کوچ نموده روانهٔ شاهجهان آباد گشتند
چوں بدار السلطنت رسیدند محمد شاه بادشاه منازل خوب جهت
نزول نادرشاه مقرر فرمود از اتفاقات روزی در کوچه و بازار
اشتهار یافت که نادرشاه بقتل آمد از شهرت ایں خبر مردم شهر
مغلیه نادرشاهی را هر جامی یافتند میکشتند از معائنهٔ ایں حال
نادرشاه در قهر و غضب آمده حکم قتل عام نمود قزلباش و اوزبک
و قلماق از حضورش بر آمده مستعد قتل عام شدند خلقی کثیر را کشتند
دراں حالت قهاری و جباری کسی را قدرت و مجال عرض بخشایش
نبود آخر الامر لاعلاج رکن السلطنت بقدم جرأت پیش رفته از عجز و
انکسار طلب امان نمود عرض والتماس او قبول فرمود به نسقچیان
امر کرد که از قتل عام امان دادم همیں که نسقچی الامان فریاد کرد بمجرد

شنیدن دست ہر کس بہر جائیکہ رسیدہ بود ہمانجا ماند سبحان اللہ
زہے حکمرانی والا در تواریخ مذکور است کہ در زمانیکہ صاحب
قران تیمور شاہ بہ شاہجہاں آباد دہلی آمدہ بود در عہد او نیز
قتل عام شدہ وقتیکہ حکم منع کرد تا ہفت روز دیگر سپاہ او دست
از قتل برنداشت، بہر حال نادر شاہ چند ماہ اقامت در
شاہجہاں آباد کردہ جواہر بسیار و خزانہ بے شمار با تخت طاؤسی
کہ قریب یک کرور و پنجاہ لک روپیہ قیمت داشت گرفتہ مراجعت
با یران نمود، ہنگام مراجعت با ایں امیر کبیر در خلوت فرمود کہ من
مثل تو کسی را ندیدہ ام قابل بادشاہی ہستی محمد شاہ لیاقت
سلطنت ندارد، ترا بادشاہ می کنم و دہ ہزار سوار خونخوار با تو نگاہ
میدارم کہ اگر احدے سر از اطاعت تو بردارد پوست از بدنش
جدا سازند، در جواب بعرض رسانید کہ قوت و عظمت شاہنشاہ
بہمیں درجہ است لیکن ایں کار در باب شہنشاہ خوب نیست
نادر شاہ حیران و متعجب گشتہ پرسید کہ برائے من از چہ راہ خوب
نیست، عرض کرد کہ در جمیع ممالک بعالمیان خبر رسیدہ کہ شاہنشاہ
از بادشاہ ہندوستان عہد و پیمان کردہ سلطنت را بادیحال
داشت اکنوں کہ او را از سلطنت خواہند برداشت شاہنشاہ
بہ بدعہدی و بدقولی مشہور و معروف می شوند و بادشاہان
صاحب عزم را بدعہدی و بدقولی بسیار بد است، نادر شاہ

لاجواب گشت و بر عقل این امیر صافی ضمیر تحسین کرد و چنان
راضی و شاکر رفت که از ولایت ایران چندین بار رقم مصحوب
ایلچیان یعنی فرمان فرستاد و همیشه می نوشت که اگر فوجے مطلوب
باشد بطلبید' اما نادرشاه پادشاه ظالم و سفاک بود آخر بسبب
ظلم رفیقانش عاجز آمده او را کشتند' سلطنت هندوستان رفته
بود به همین سعی و تدبیر امیر روشن ضمیر بحال ماند' بعد که نادرشاه
روانه وطن مالوف خود گردید از دکن متواتر اخبار رسید که نواب
نظام الدوله بهادر ناصر جنگ پرگنات جاگیر خاص به امرایان
تنخواه نمود و مبلغ ده لک روپیه نقد به سید جمال خان پسر عضد الدوله
مرحوم از خزانه بخشیده بخدمت صوبه داری برار سرافراز ساخت
و باجی راؤ مرهٹه نیز فساد عظیم برخاست به استماع این اخبار
رکن السلطنت بجناب پادشاه عرض نمود که در دکن خانه زاد
آنحضرت به سبب عدم تجارب پست و بلند روزگار به تقسیم ملک و
مال پرداخته یا مرهٹه فساد برداشته است رفتن فدوی به فروری
از فضل و کرم رخصت یابد تا بندوبست دکن که از دست رفته
در میرود پرداخته بجناب والا می رسد' پادشاه رخصت فرمود
از شاهجهان آباد برآمده متوجه دکن گردید درینجا صاحبزاده
عالم باغوای عبدالعزیز خان عرف مقبول عالم فکر بغی و طغیان
بخاطر آورد' درین ضمن رکن السلطنت طی مراحل کرده داخل

بلدہ برہان پور گشت تاریخ آمدن این سال عارف الدینخان عاجز گفتہ

سردار و سرو و سرور در دالسرور آمد   والاہمم و عادل در کل امور آمد
در اسعد سال آمد الہام مراد دل   گو سرور ملک آمد سالار دہور آمد

واز جبر یعنی فرزند یہ نگاہ داشت سپاہ و بہ تیاری سازو سامان
جنگ مشغول گردید واز راجہ ساہو امداد و اعانت نمود راجہ
مسطور باجی راو را با چہل ہزار سوار بکومک آنحضرت فرستاد خود
بدولت از برہان پور کوچ فرمود نواب نظام الدولہ بہادر کہ ارادہ
یعنی از دل نداشت تمام خزانہ و فوج با توپ خانہ ہمراہ بختی الملک
دکن محتشم خاں بہادر بحضور پدر بزرگوار فرستاد و بروضۂ منورہ
حضرت شاہ برہان الدین غریب رفتہ انزوا اختیار ساخت،
سید جمال خاں بہادر و سید عبدالرزاق خاں کہ الحال خطاب
شاہنواز خانی دارد و ہمت یار خاں کہ صاحبزادہ عالمیان با خان
مذکور نسبت ہمشیرہ زادگی دارد رفیق صاحبزادہ شدند و عبدالعزیز خاں
متوی در قلعہ جنیر کہ قلعہ از آنجا بود رفت، آنحضرت بدولت و
اقبال با جاہ و جلال داخل بلدہ اورنگ آباد شد عرضی عبدالعزیز خاں
متضمن عفو گناہ رسید بمقتضائے کرم ذاتی جرم او بخشیدہ عنایت نامہ
طلب حضور مرحمت فرمود از قلعہ جنیر آمدہ شرف از ملازمت
با سعادت یافت، بعد انقضای چند ماہ عبدالعزیز خاں رخصت
گرفتہ بروضہ منورہ بخدمت صاحبزادہ رسیدہ بفعل شیطانی باز

لاجواب گشت و بر عقل این امیر صافی ضمیر تحسین کرد وچنان راضی و شاکر رفت که از ولایت ایران چندین بار رقم مصحوب ایلچیان یعنی فرمان فرستاد و همیشه می نوشت که اگر فوج مطلوب باشد بطلبد، اما نادرشاه بادشاه ظالم و سفاک بود آخر بسبب ظلم رفیقانش عاجز آمده اورا کشتند، سلطنت هندوستان رفته بود به همین سعی و تدبیر امیر روشن ضمیر بحال ماند، بعد که نادرشاه روانه وطن مالوف خود گردید از دکن متواتر اخبار رسید که نواب نظام الدوله بهادر ناصر جنگ پرگنات جاگیر خاص به امرایان تنخواه نمود و مبلغ ده لک روپیه نقد به سید جمال خاں پسر عضد الدوله مرحوم از خزانه بخشیده بخدمت صوبه داری برار سرافراز ساخت و باجی راؤ مرہٹہ نیز فساد عظیم برخاست به استماع این اخبار رکن السلطنت بجناب بادشاه عرض نمود که در دکن خانه زاد آنحضرت به سبب عدم تجارب پست و بلند روزگار به تقسیم ملک و مال پرداخته با مرہٹہ فساد برداشته است رفتن فدوی پرفروی از فضل و کرم رخصت یابد تا بندوبست دکن که از دست رفته و میرود پرداخته بجناب والاجی رسد، بادشاه رخصت فرمود از شاہجہاں آباد برآمده متوجه دکن گردید درینجا صاحبزاده عالم باغوای عبدالعزیز خاں عرف مقبول عالم فکر بغی وطغیان بخاطر آورد، درین ضمن رکن السلطنت طی مراحل کرده داخل

بلدہ برہان پور گشت تاریخ آمدن این سال عارف الدینخان عاجز گفتہ

سرداد و سرو سرور در دالسرور آمد   والاہمم و عادل در کل امور آمد
درا اسعد سال آمد الہام مراد دل   گو سرور ملک آمد سالار دہور آمد

واز خبر بغی فرزند بہ نگاہ داشت سپاہ و بہ تیاری سازو سامان جنگ مشغول گردید و از راجہ ساہو امداد و اعانت نمود راجہ مسطور باجی راو را با چہل ہزار سوار بکومک آنحضرت فرستاد خود بدولت از برہان پور کوچ فرمود نواب نظام الدولہ بہادر کہ ارادہ بغی از دل نداشت تمام خزانہ و فوج با توپ خانہ ہمراہ بخشی الملک دکن محتشم خان بہادر بحضور پدر بزرگوار فرستاد و بروضۂ منورہ حضرت شاہ برہان الدین غریب رفتہ انزوا اختیار ساخت، سید جمال خان بہادر و سید عبد الرزاق خان کہ الحال خطاب شاہنواز خانی دارد و ہمت یار خان کہ صاحبزادہ عالمیان با خان مذکور نسبت ہمشیرہ زادگی دارد رفیق صاحبزادہ شدند و عبد العزیز خان متوی در قلعہ جنیر کہ قلعہ دار آنجا بود رفت، آنحضرت بدولت و اقبال با جاہ و جلال داخل بلدہ اورنگ آباد شد عرضی عبد العزیز خان متضمن عفو گناہ رسید بمقتضائے کرم ذاتی جرم او بخشیدہ عنایت نامہ طلب حضور مرحمت فرمود از قلعہ جنیر آمدہ شرف از ملازمت با سعادت یافت، بعد انقضای چند ماہ عبد العزیز خان رخصت گرفتہ بروضۂ منورہ نجدمت صاحبزادہ رسیدہ بفعل شیطانی باز

از راہ بردہ یار ادہ جنگ برخاش صاحبزادہ را بہ قلعہ ہلہیر بردہ در آں
وقت ہمت یار خاں قبول رفاقت نکردہ برخاستہ بہ اورنگ آباد
آمدہ نشست و بہ ملازمت بندگان حضرت نیز رفت، ہمت یار خاں
مرحوم علامہ روزگار و ذو فنون بود بہ رنگینی طبیعت با صحبت مردم
نجیب شوق مفرط داشت در خانہ اش عجب عجب صحبت ہا می شد
فقیر محرر اکثر بخدمتش میرسید مہربانی و عنایت می فرمود از روضہ
متورہ کہ برخاستہ آمد احقر بدیدنش رفت، اتفاقاً دراں وقت
در خلوت نشستہ سرود مطربان می شنید خبر یافتہ طلبید فقیر سبب
آمدن پرسید گفت کہ سبب چہ پرسید نست پدر صاحب و پسر صاحبزادہ
و من از نمک آنہا پرورش یافتہ ام بر کدام آنہا شمشیر بکشم چنانچہ
ہمیں سبب بخاطر اقدس بندگان حضرت نیز گرانی نیاید بعد از
فتح از اصل و اضافہ بہ منصب پنج ہزاری و دو ہزار سوار و بعطائے
فیل و علم سرافراز فرمودہ بہ صوبہ داری بیجاپور و فوجداری
ادونی و رائچور را امتیاز بخشید از بسکہ ہمت بلند داشت دریں
صوبہ داری یار فقا و سپاہ رعایت ہائے مبلغ کلی نمود با وصف
ایں ہمہ مراعات سپاہ تعصبات روز جنگ کہ با ہمت خان بلوان
فوجدار کرنول رو داد تن ندادہ یک بار فرار اختیار کرد
ہمت یار خاں کہ بہ صفت شجاعت موصوف بود تنہا بذات خود
خوب جنگ کردہ بکار آمد خدا بیامرزد، چوں صاحبزادہ

بگفتۂ عبدالعزیز خان در قلعه ملهیر رفت در آنجا هفت هزار سوار
نگاه داشت نمود بندگان حضرت به سبب موسم برسات در بلده
خجسته بنیاد چهاؤنی مقرر فرمود تمام سپاه و کاردان جنسی و دیگر کارخانجات
بجائی فرستاد صاحبزاده بمشورت عبدالعزیز خان این وقت را
قابو دانسته از قلعه ملهیر راهی گشته قریب بلده اورنگ آباد رسید
بندگان حضرت به کوتوال حکم فرمود که گاودان عصار و بهلیانان شهر
جمع آورده توپ و رهکله را بیرون برآرند و خود بدولت نیز در میدان
عیدگاه داخل خیمه شد در آن وقت زیاده از سه چهار هزار سوار
در رکاب عالی حاضر نبود فردا که جنگ رو خواهد داد وقت نصف شب
خبر رسید که صاحبزاده می خواهد بسرکردگی فتح یاب خان فوجی طرف
سرای هرسول که کارخانه جنسی سرکار در آنجا است تعین سازد تا
سامان حرب و باروت و بان وغیره بدست آورد اگرچه این خبر
اصلی نداشت اما بنابر مزید احتیاط به فتح الدین علی خان عرض
بیگی فرمود که رساله دار که جمعیت خوب داشته باشد تجویز نماید تا در آن
سرای رفته باخبر باشد عرض بیگی نام احقر محرر بعرض رسانید فرمود
بسیار خوب است بطلبند حسب الطلب باریاب گشت نواب سید
لشکر خان بهادر و شیخ ابوالخیر خان و دیگر از امرای غلام بودند
بایشان می فرمود که بعالم علی خان و مبارز خان چه نصائح و مواعظ
نوشتم نشنیدند و با اینها هم آنچه شرط نصیحت بود کردیم اصغا می نمایند

داین بیت نیز بر زبان مبارک راند ؎

لطف حق با تو مواساہا کند　　چونکہ از حد بگذرد رسوا کند

بعد جانب این کمترین توجہ فرمودہ بر زبان گوہرفشاں گذرانید کہ مسموع شد فردا فوجی بجانب سرای ہرسول می آمد شما با رسالہ رفتہ احتیاط نمایند یا نصد سوار و یا نصد جراہل دیگر تعینات می فرمایم درآنوقت نواب سید لشکرخان بہادر سلمہ اللہ تعالیٰ درباب فقیر کلمات خیر بعرض اقدس رسانید فرمود بلی آدم بکار است از نصف شب گذشتہ باشد کہ فقیر با رسالہ و جمعیت متعینہ بسرای ہرسول رسیدہ مورچال بندی کردہ مستعد و آمادہ ماند فردای آں وقت سہ پہر روز شروع جنگ شد سید جمال خان و سید عبدالعزیز خاں و فتح یاب خان کہ دم سپاہ گری می زدند با کمال نامردی از افیال سواری خود فرود آمدہ روئے بوادی گریز نہادند ۔ ع

کے غضنفر یابد از روباہ شل ہرگز ضرر

مگر صاحبزادہ عار فرار قبول نکردہ درمیان فوج منصور درآمد از ہرطرف تیر و تفنگ میرسید درین اثنا سید لشکر خان بہادر بسرعت تمام فیل خود را نزدیک رسانیدہ صاحبزادہ را بر فیل خود آورد بفضل الٰہی آسیبے نرسید ازین سبب سید لشکرخان را در عنایت نامہ جات برادر جان بخش القاب می نوشت ؎

باولی نعمت از برون آئی　　کز سپہری کہ سرنگوں آئی

بندگان حضرت طبل فتح و فیروزی نواختہ داخل بلدہ شدہ صاحبزادہ
را حوالہ سید لشکرخان بہادر فرمود تا نظر بند نگاہ دارد پیش ازیں
جنگ خان بہادر مسطور بہ سبب درخواست جاگیر از جناب عالی
آزردہ خاطر گشتہ باستعفای منصب در اورنگ آباد نشستہ بود،
از روئے نمک حلالی و محبتے کہ با حضرت داشت بنا بر روداد جنگ
برفاقت پرداخت بعد از فراغ محاربہ بدستور خانہ نشین گشتہ
بنابر آں صاحبزادہ سپرد واجد علی خان شد درہمیں سال خبر رسید
کہ علی دوست خان فوجدار آرکاٹ از دست رگھوجی مرہٹہ درجۂ
شہادت یافت باستماع ایں خبر نصیر الدولہ بہادر عموی را باورنگ آباد
گذاشتہ متوجہ آرکاٹ گردید در آنجا رسیدہ بہ بندوبست آں ضلع
پرداختہ فوجداری بنام خواجہ عبد اللہ خان کہ از عمدہ مقربان بود
مقرر ساخت دراں ہنگام خبر فوت نصیر الدولہ بہادر رسید سید
لشکرخان بہادر را کہ بجای فرزنداں میدانست پاس خاطرش
نگاہ داشتہ از راہ عنایت سند صوبہ داری اورنگ آباد بمعہ جاگیرے
کہ درخواست می نمود مرحمت فرمود بعد از فراغ نظم و نسق ارکاٹ
عنان عزیمت بصوب دار الملک معطوف داشت خواجہ عبد اللہ خان
بنابر حصول بعضے مطالب تا قلعہ گنجی کوٹہ در رکاب ظفر انتساب
ہمراہ آمد دریں منزل بعطای نقارہ و علم سرافرازی یافت صبح
آں یکایک ملک الموت نقارۂ موت او بنواخت سید ہاروی ثلل

منشی تاریخ عطائے نقارہ در رحلتش خوب یافتہ ؎

قضا بر دوش عبد الله زد نقارۂ آخر قدر از چشم حیرت کرد یک نظارۂ آخر
بر آہنگ سفر زد کوس رحلت صبحدم خواجہ بشام غم ثوابت رفت ہم سیارۂ آخر
طبیب حاذقی از حال خواجہ گفت با مردم کہ اعضا جملہ بحس گشتہ ہم امارۂ آخر
بہ پرسیدم ز ہاتف سال این نقارہ در رحلت بگفت از من چہ میپرسی بگو نقارۂ آخر

بعد از ارتحال خواجہ عبد الله خان مرحوم بندگان حضرت بخداوندہ خان دیوان و انوار الدین خان بہادر و دیگر مقربان امر تجویز فوجداری ارکاٹ فرمود حسب الامر این امرا باہمدیگر بہ فکر تجویز فوجدار شدند انوار الدین خان بہادر از مطایبہ و شوخی گفت کہ من شخص خوب را تجویز کردہ ام کہ برائے این کار بہتر از وکسی دیگر نیست خداوندہ خان دیوان و دیگر امرایان پرسیدند کہ او کیست گفت انوار الدینخان است آنہا تبسم کردہ گفتند بسیار خوب چنانچہ تجویز نام انوار الدین خان بہادر بعرض عالی رسانیدند در حقیقت کہ باین کار بہ از دیگرے نبود منظور فرمود انوار الدین خان بہادر بعطائے خلعت فوجداری ارکاٹ سرفرازی یافتہ شرف دستوری حاصل ساختہ بندگان عالی متعالی علم معاودت بہ جانب اورنگ آباد برافروخت بعد از انقضائے چہار سال بہ مقتضائے این بیت ؎

سر وارث ملک تا بر تن است تن ملک را فتنہ پیراہن است

فتنہ و فساد احمد ابدالی افغان برخاست کہ او از طرف کابل با فوج

کثیر بداعیه سلطنت هندوستان تا نواح سرهند رسید جهت دفع و رفع آن محمد شاه بادشاه خلایق پناه مرزا احد پسر خود را همراه وزیر الممالک قمر الدین خان بهادر نامزد فرمود و این امیر نامدار نیز طلب حضور نمود درین ایام عارضه بیماری بر ذات اقدس روی داده بود با وصف کسل طبیعت از روی ارادت بعزم آستان بوس ظل الهی از بلده اورنگ آباد روانه شده برهان پور را بفر قدوم خویش رونق بخشید در انجا خبر رسید که میان بادشاهزاده و احمد ابدالی جنگ عظیم واقع شد درین جنگ از مغلیه برادری محمد امین خان مرحوم که همراه ذریعه با چهار هزار سوار بودند، تردد مردانگی خوب بظهور آمد وزیر الممالک جان نثار گردید آخر کار احمد ابدالی به شکست فاحش بجانب کابل آواره گشت و محمد شاه بادشاه نیز از اجل طبعی ازین سرائی فانی بعالم جاودانی رفت و احمد شاه بجای پدر بر تخت سلطنت نشست مدن سنگه موزون تاریخ جلوس گفت ؎

چو شاه شاهان شه بهادر گرفت تیغ جهان ستانی
به ضرب شمشیر شد مظفر بعرصهٔ رزم خسروانی
برید از تیغ فرق اعدا ز بهر سالش بدلخوشی گفت
سروش تاریخ سلطنت جلوس صاحبقران ثانی

از استماع خبر رحلت بادشاه وزیر متالم و متاسف گردید، چون

دریں وقت از شدت امراض بر مزاج شریف ضعف کلی مستولی گشتہ
آثار ناتوانی روز بروز بیشتر از بیشتر ظاہر می شد، در آنحال بے حال
از برہان پور روی توجہ بجانب اورنگ آباد نہاد دو کروہے منزل
فرمود بر بستر ضعف و بیہوشی افتاد، ہر چند اطبا در معالجہ کوشیدند،
چوں قضا کار خود ساختہ بود اثرے برآں مترتب نشد تا ازیں دار
بے اعتبار جدائی اختیار نمود چہارم ربیع الآخر روز یکشنبہ سنہ
یک ہزار یکصد و شصت و یک ہجری بعد از نماز عصر بہ آرامگاہ عالم
بقا آرام ساخت، صاحبزادہ نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ با برادران
از غم و الم جامہ ہا چاک کردند فغان و شیون از جہانیان برخاست،
صاحبزادہ عالمیاں با دل بریاں و دیدۂ گریاں از اکابر و اعیان
بتغسیل و تدفین جسد مبارکش پرداختہ جنازۂ مطہر را بروضۂ منورہ
حضرت برہان الدین اولیاؒ فرستاد بجوار مرقد آں اولیا مدفون گشت یہ
جانش مقیم روضہ دار السرور باد   گلشن سرای مرقد او پر ز نور باد
واں امیر جنت پذیر را حق سبحانہ و تعالیٰ شش پسر و پنج دختر کرامت
فرمودہ بود، اول عماد الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کہ
از شاہجہاں آباد بدکن نیامد دوم نظام الدولہ میر احمد خاں بہادر
ناصر جنگ کہ بحسب عقل و تمیز و اوصاف حمیدہ درمیان اخوان
ممتاز بود، بعد از پدر سہ سال صوبہ داری نمود چنانچہ شرح احوال
پر اختلال آں نیز تحریر خواہد نمود، سیوم سید محمد خاں بہادر

صلابت جنگ، چہارم نظام علی بہادر اسد جنگ، پنجم میر سید شریف خاں بہادر بسالت جنگ ششم میر مغل خاں بصغر سن است
چوں بہ حسب تقدیر رب قدیر محمد شاہ بادشاہ اعتماد الدولہ قمر الدین خاں بہادر وزیر ایں امیر کبیر در یک سال بدعیت حیات سپردند میر غلام علی آزاد بلگرامی تاریخ رحلت ہر سہ رکن اعظم دریک مصرع یافتہ ؎

سہ رکن مملکت ہند از جہاں رفتند
فنا دحیف سہ دُر یگانہ از کف دہر
برائے رحلت ایں ہر سہ یافتم تاریخ
نماند شاہ زماں و وزیر و آصف دہر

دریں بیت از تعمیہ نیز تاریخ از فکر میر صاحب مرقوم است ؎

گشت تاریخ چوں کشیدم آہ — موت شاہ و وزیر آصف جاہ

دعارف الدین خاں عاجز نیز تاریخ یافتہ ؎

وادریغا سرور دوراں نماند — افسر فرق خردمنداں نماند
رفت وادیلا کریم گنج بخش — مظہر جمعیت انسان نماند
یافت شمشیر شجاعت بے می — آبروی جوہر مرداں نماند
عاجز از تاریخ سال رحلتش — خواستم گویم بقالب جاں نماند
ناگہاں ہاتف خروشی کرد و گفت — آہ آصفجاہ ذی احسان نماند

مدن سنگہ موزوں ایں تاریخ متعمہ گفتہ ؎

رفت چوں آصف خورشید علم   در گلستان بہشت اعظم

دردِ فراقش ہمہ بیدل گشتند   زیب و فیض و ہنر و جود و کرم

و تاریخ تولد نیک بخت است بموجب ہمیں تاریخ ایام عمر از نیک بختیا صرف نمود ہفتاد و نہ سال عمر یافتہ بود از آنجملہ بیست سال در خدمت والد بزرگوار خود گذرانید و بیست و نہ سال از عہد سلطنت عالمگیر بادشاہ تا زمان محمد فرخ سیر بکار ہائے بادشاہی صرف نمود و سی سال در مملکت دکن لوائے حکومت برافراخت، اوصاف حمیدہ آں خدا رسیدہ آں کہ دریں مدت حکومت ہرگز بہ قتل احدے نفرمود احیاناً اگر از کسی خونے واقع می شد امر صادر می کردند کہ بہ شرع شریف رجوع نمایند تا بموجب حکم شریعت غرّا آنچہ برو لازم آید بہ عمل آرند، ہر سال مبلغ بسیار بحرمین الشریفین نیاز می فرستاد و مبلغ لکوک بعنوان خیرات و تصدقات بفقرا و مساکین و بیوہ ضعیفہ میرسد سوائے آں بر خزانہ ہر بلدہ یومیہ بہ محتاجان مقرر بود کہ ماہ بماہ می یافتند و ہر حاجتمندی کہ از مسافت بعید بہ امید رحمت آں جنت مکان حاضر می گشت بوسیلہ صدر الصدور و امرا و مقربان منظور عنایت شدہ مقضی المرام بہ مقام خود مراجعت می نمود در فضایل حمیدہ و خصایل پسندیدہ آں مغفرت نشان اگر دفترہا نوشتہ شود از ہزار یکی و از بسیار اندکے خواہد بود یادِ تمام چند اشعار کہ از زادہای طبع گہر سنج اوست

این مجموعه را زیب و زینت می دهد

تا شهید خنجر مژگان یار رم کرده اند | سرمه در چشم قیامت از غبارم کرده اند

افسوس که با طبع بتان نیست گوارا | ای باغ و فا آب هوای که تو داری

در خیابان باغ نظاره | آصف خسته را نهال کنید

از خضایم نبود مطلب دیگر بخیال | آنقدر هست که آهو نگهان رم نه کنند

جوهر ذاتی ندارد احتیاج تربیت | منت از صیقل نمی جوید دم شمشیر نے

نے بسته است چیست کمر را از چند جا | تا در راه و فا نه کنند ناله کوتهی

آصف نهال خبر نشاندن درین چمن | یار آورد ز باغ مراد و جهان بهی

از سوز فراق تو بود تشنه لب ما | گر کاسهٔ آبے طلبد چشم پر آب است

پئے دل بردن مردم تملق را کسب کردم | بدشمن نیز جوشیدم بان گرمی که تب کردم

آصف ز حدیث نبوی میچشند این جام | بی مهر علی آب نه کوثر نتوان یافت

دل صد پارهٔ ما زلف تو در بر دارد | این چه تار است که یکسر همه گوهر دارد

از تصور کردن زردی چمن پیرائے او | در نظر آصف چه باغ دلکش داریم ما

در تعریف ٹیکا که عورات میان هر دو ابرو می گذارند فرموده

زمرد رنگ گلبرگی میان ابرویش دیدم | بود یک قبضه مینا دو شمشیر فرنگی را

دعا گفتیم از شور جنون امروز طاقت را | که ما دیدیم در جولان آن قامت قیامت را

بیخواب بود چشم در ایام فراقت | مصروف بیاد تو بود روز و شب ما

خوے تندش چو آتش افتاد است | طبع آن شوخ سرکش افتاد است

ناگزیر است صید گشتن ما | دام زلف تو دلکش افتاد است

سخن راست ز آصف بشنو — سرو را خوبی رفتار تو نیست
تا لبش ناخنده او یار شد — با مه تابان قران مشتری است
دل را بدل رهی است در آئین اتحاد — گفت هر آنچه با دل خود ما شنیده ایم
در تلاش کوشش آصف که غرق افشان شوم — در ره او کامیاب ز آبرو خواهم شدن
بذوق یاد حق صیقل بزن آئینه دل را — برای میهمان درخانه فکر روشنائی کن
شهیدان را ز یکرنگی توان دو جدا آوردن — اگر ای لب بسوی کشتگان یار احیائی کن
چو هستی مانع وصل است بگذر از خودی آصف — وصال یار مقصود است تدبیر جدائی کن
نی مایل چرا بر عاشق جانباز ای ظالم — که زور جنگ خواهان است استطاعت مردا تحصیدا
نماند در دلم از رفتن تو صبر و قرار — بهر که رود بادشه سپاه رود
امید بردن غفلت ز صبح پیری شد — ز چشم خلق برون خواب صبحگاه رود
اگر پیش نظر باشد نگاری صندلی انکی — ز تشویش دو عالم هیچ دردسر نمی ماند
سبز فامان دل ما را ز کف ما بردند — هست انگور در آنجا که بود تاک آنجا
نه می روم قدمی پیش نه تو می آئی — مرا ادب شده مانع ترا حیا نگذاشت
بجو وصف یار بود لاشریک را آصف — خود است در همه جا بهر غیر جا نگذاشت
نظاره این باغ چو نرگس که نماید — در خانه چشم آنکه زری داشته باشد
از غنچه فیض اگر نیست بود همچو خسی — جیب نرگس چه شد امروز که باشد پر زر
آصف نبود مستی ما از مئے دیگر — مستیم درین میکده از جام محمد
حاجت شمع ندارد شب این گلشن هیچ — مهر و نوریست به گلزار چو بالای علی
چشم او طرفه بلائیست که صد ناوک در دست — نکهم از گل این فتنه چه دیده است هنوز

ای موی میان من کجائی   محسوس نۂ مگر صدائی

داغ است ز رنگ یار گلشن   آید گل لالہ زاں نشانی

لفظے است میانش کہ تو معنیش نیابی   ہر چند تو بندی کمر خویش نیابی

از آہ بلندای دل تو مید مشو ہرگز   ایں نخل کہ می بالد بر بار شود روزی

ای اشک چوں بخانۂ چشم نشستۂ   دریا دادی چرا پئے طوفان نمیروی

نہایت شوخ من کر دنگاہے عجبے   اضطراب عجبی دارم و آہ عجبے

مردمان چشم ترا شاہ جہاں بیں گویند   صف مژگان کجت ہست سپاہ عجبے

پر تو حسن ترا وصف نمودن نتواں   گفتن روئے تو خورشید گناہ عجبے

بزنخداں و بزلفت چو نگاہم افتاد   ریسماں عجبے دیدم و چاہے عجبے

میکشتے کہ قدم از جلوۂ شوخی و ناز   میکشد آصف بیتاب تو آہے عجبے

نہ انداز نسیم جلوۂ محبوب طنازی   بگوشم میرسد واہم ز ہر برگ گل آوازی

اگر ناخن بدل زد حسن زیبایش کہ جا داد   بدست نازنینش پنجہ گیرا تو بازی

نمایاں میکند خود را ولیکن دور تر از ما   برنگ ماہ یا شد وحشی ما ہم فلک تازی

ز شوخی نیست ہر گشت اوبے جنبشی یکدم   نمی بندد حنا بر دست ازان رو یا گلناری

محبت نیست محتاج محرک در طلب آصف   بغیر بال دیرہم میکند سوی تو پروانے

۱۲۔ نظام الدولہ[۵] بہادر میر احمد خاں ناصر جنگ ناصر تخلص
خلف الصدق آصف جاہ نظام الملک بہادر فتح جنگ سپہ سالار
است، شرح شرافت حسب و نسب خاندان عالی شان او

۵؎ تذکرۂ بے نظیر ص ۱۶۵۔

درضمن احوال پدر بزرگوارش سمت گذارش یافت اکنون عنان قلم عبرت رقم بصوب حالات وواقعات عجیبه وغریبه این مجبور قضا و قدر معطوف می نماید که چون کوکب حیات جناب والد ماجد او غروب نمود بعد از تقدیم شرائط ماتم و عزا بر مسند حکومت ممالک محروسه دکن متمکن گردیده به ترتیب و استمالت امرا و خوانین و سائر ملازمین مستحقین توجه فرموده مجموع را بنوازش و عواطف مسرور و مطمئن گردانید و از عدل و انصاف بنای ظلم و ستم منهدم ساخت ؎

نکردی هیچ کس از ظلم او فریاد　　　قبائے گل نگشته پاره از باد

و بجهت تمشیت مهمات ملکی قامت قابلیت میر عبدالرزاق خان خوافی که بوفور کاردانی و اصابت رائے از همگنان ممتاز بود بخلعت دیوانی مدار المهامی آرایش بخشیده بخطاب شاه نواز خانی و لعطای طبل و علم سرفراز نموده چون انتظام مهام جمهور انام به کف کفایت و دیانت آں وزیر بے نظیر تعلق یافت من کل الوجوه مطمئن خاطر شده باشتغال عیش و عشرت می پرداخت درین ضمن منشور لامع النور احمد شاه بادشاه خلایق پناه مزین بخط قدسی نمط مشعر بر طلب حضور بالقاب فرزند ارجمند ورود مسعود فرموده دریں آوان هدایت محی الدین خان پسر متوسل خان بن حفظ الله خان بن سعد الله خان نبسئه رکن السلطنه آصف جاه که فوجدار ادونی و رائچور بود علم بغی و طغیان برافراشته هوای سروری و سرداری در دماغ بے مغز خود جائی داده جمعیتے

فراہم آوردہ بعضی پرگنات جاگیرات خاص آں حدود بتغلب و تسلط متصرف شدہ سر بہ فتنہ و فساد برداشتہ بود سید لشکر خاں بہادر نصیر جنگ و مدار المہام شاہ نواز خاں بہادر را بجہت بند و بست ممالک محروسۂ دکن و اطفای نائرہ فتنۂ آں اعدای دولت رخصت ارزانی فرمود و خود از صفائی عقیدت و خلوص عبودیت بموجب امر اولو الامر روانہ مستقر خلافت گردید آں ہر دو سردار نامدار باتفاق و اخلاص بارادۂ ہدایت محی الدین خاں روانہ شدند چوں بنواح قلعہ کویل کنڈہ رسیدند موسم برسات ہم رسیدہ بود لاجرم در انجا چہار ماہ اقامت نمودہ رسل و رسایل مواعظ و نصایح بہ ہدایت محی الدین خاں نوشتند از بسکہ دود غرور چشم او را از راہ صواب پوشیدہ بود نصیحت و پند سودمند نیفتاد و ابواب مخالفت زیادہ بر سابق بکشاد باغوائے حسین دوست خاں عرف چندا کہ ریاست فوجداری ارکاٹ از آبا و اجداد داشت و از قید مرہٹہ خلاصی یافتہ از دیوستہ بود بہ قصد تسخیر ملک ارکاٹ قدم پیشتر گذاشت از استماع ایں خبر انور الدین خاں بہادر فوجدار ارکاٹ کہ از قدیم الخدمتان ایں دودمان بود باکمال شجاعت از بسیاری جمعیت دشمن و کمی سپاہ خود ملاحظہ نکردہ از ارکاٹ برآمدہ در اثنای راہ با مخالف مقابل شدہ بجنگ درپیوست بعد از کشش و کوشش بسیار مردانہ در راہ دار القرار گرفت ہدایت محی الدین خاں غیبت بندگان حضرت را غنیمت دانستہ بفراغ خاطر داخل بلدہ ارکاٹ شدہ

باموسی تبلیس فرانسیس کہ باسردار فرنگیان پھولچری بندر راست رابطۂ اتحاد و یک دلی باستحکام تمام بہم رسانیدہ بہ ضبط وسیع ملک ارکاٹ پرداخت، دریں ایام اعلام ظفرانجام تا دریای تریدا کہ سرحد دکن و ہندوستان است نزول اجلال داشت کہ فرمان ثانی حضرت ظل سبحانی مشتمل بر معاودت پیرایہ اصدار یافت، برطبق فرمان قضاجریان مراجعت کردہ بدارالامارت بلدہ خجستہ بنیاد نہضت فرمود، چوں از منہیان خبر قتل انورالدین خاں بعرض عالی رسید آثار غضب بر چہرۂ انورش ہویدا گردید و ہماں وقت بلا توقف و اہمال رایات فتح آیات بصوب استیصال آں بے اقبال برافراشتہ منزل بہ منزل طے مراحل نمود، چوں لشکر ظفر اثر بحوالی قلعہ کوبل کنڈہ مضرب خیام ساخت سید لشکر خاں بہادر نصیر جنگ و مدارالمہام شاہ نواز خاں بہادر باستقبال موکب جاہ و جلال شتافتہ بعز ملازمت فائز شد بعد ازاں مکان در چند منزل دیگر کہ عبور دریای کشنا واقع شد افاغنہ ملاعنہ عبدالنبی خاں فوجدار کڑپہ و ہمت خاں بے ہمت لعین فوجدار کرنول بہ لشکر نصرت اثر ملحق گشتہ شرف از ملازمت سعادت عالی دریافتند، دراں وقت موازی پنجاہ ہزار سوار خونخوار و صد ہزار پیادہ جرار با توپ و توپ خانہ آتش بار در سایۂ حمایتش مجتمع آمدہ بودند، برائی دیدن تماشائی افواج دریا امواج بر کوہچہ مرتفع کہ محاذی آں زمین مسطح و ہموار بود با امرایان عظام و مقربان خاص نشستہ تماشا دیدہ بہ لشکرگاہ تشریف آورد، صبح آں ازآنجا کوچ شد، بعد از قطع مسافت

درچند روز که مضرب خیام ظفر اعتصام مقارن گهاٹ ارکاٹ گردید
ہدایت محی الدین خاں بہ قلعہ تنجاور که از قلاع معتبر آں ولایت است
و قریب بود که مفتوح سازد از آمدن لشکر قیامت اثر دست از محاصره
برداشته خود را به پھولچری بندر رسانیده متعلقان را در آنجا گذاشته
جمعیت توپ خانه فرنگ همراه گرفته باتفاق حسین دوست خاں عرف
چندا باہنگ جنگ از بندر مذکور بر آمد بندگان عالی متعالی سید محمد دایم بخشی
توپ خانه و راجه رام چندر راو و راجه هنونت راو پسر سلطان جی بنالکر و
راو جانوجی بنالکر نمک حرام و دیگر برادران را با سواران قزاق چنده
برگزیده برسم منقلا بیشتر تعین فرمود تا لشکر ضلالت اثر مخالف احاطه کرده
نوعی تقید بکار برند که از تنگی غله و آذوقه علف تمام لشکرش بمعرض تلف
در آید سرداران مذکور با سائر سپاه منصور از حضور شرف دستوری یافته
باطراف لشکر آں سرکش رسیدند و دریں ضمن به هنونت راو بنالکر خبر رسید که
سیتارام دیوان حسین دوست خاں از جمعیت سه ہزار سوار با خزانه
قلیلی از طرف سرداپلی و نیلور باراده ملحق شدن فوج مخالف می رود
هنونت راو با جمعیت همراهی خود بر آں مقهور تاخته جنگ انداخته
او را به جهنم رسانید غنایم اموال و افیال و سائر اسباب بدست آورد
شامل فوج منقلا گشت و خبر فتح بدرگاه والا معروض داشت خداوند جهاں
ایں فتح را مقدم فتوحات تصور فرموده هنونت راو را تحسین و آفرین
نمود چوں روزے چند بگذشت و آں باغی از فوج منقلا مغلوب نگشت

خود بنفس نفیس متوجه دفع او شده بتفاوت دو کروهی از لشکر مخالف
فرود آمد روز دیگر به ترتیب صفوف پرداخته پیشتر راهی گردید معاند
نیز به تعبیه جنود خویش صف آرا گشت، به صف شکن خان میر آتش حکم
صادر شد که توپ و توپ خانه جنسے پیش برده شروع محاربه و مجادله شد
و حسب الحکم محکم میر آتش مسطور مستعد سر دادن توپ ها گشت و از جانب
مخالف نیز گوله های توپ رسیدن گرفت همچنان تا شام از طرفین گوله اندازی
درمیان ماند چون شب برسر دست آمد سپاه عسکرین جا بجا کمربسته مستعد
و سرگرم جانفشانی بودند درین اثنا وقت آخر شب حسین دوست خان
معه نابکاران فرنگ از حشمت و شوکت سپاه منصور که زهره دریدن و
آب گردید بود بدون جنگ فرار نمود و خواست که هدایت محی الدین خان
را نیز بگریز برآورد و چون خان مذکور با جناب عالی نسبت همشیره زادگی
داشت و به صفت شجاعت موصوف بود به حسین دوست خان جواب داد که ع
بیرون شدن از معرکه رزم عار ماست آن بے عار با جمعیت فرنگ بغیر
ستیز رو بگریز نهاد و در آن وقت فتور و تفرقه تمام باحوال لشکرش
راه یافت. هدایت محی الدین با دو هزار سوار بر بجای خویش بامید
عفو گناه استاده ماند قریب به صبح صادق خبر فرار حسین دوست خان
و فرنگیان بعرض اقدس رسید نواختن طبل فتح و فیروزی امر صادر
گردید بندهای جان نثار تهنیت و مبارک باد و صاحب سخنان زمان
تاریخ در سلک نظم در نظر انور گذرانیدند مدن گوپال مستوفی این

قطعهٔ تاریخ گفته

بیا ساقی که عشرت شد دو بالا   بده جامے بما تا خط بغداد
شه عادل نظام الدوله غازی   به تدبیرش کند تقدیر امداد
مزاج او زبس مصروف خیر است   مخالف هم بدستش زنده افتاد
خرد تاریخ این می جست در دل   سروشم گفت این فتح خداداد

تاریخ مسکوک راے:-

شکر ایزد که فوج اهل بغی   خورد زخمی شکست چندین رنگ
شد ز فتح فضل حق تاریخ   فتح یاب نبرد ناصر جنگ

فقرهٔ تاریخ گر ز حسین دوست خاں چندا فقره چندا لے عهد دعا داد عارف الدین خاں عرف مرزا ای عاجز تخلص تاریخی که از ابیات دو عیسه هر مصرعش تاریخ بر می آید گفته مصرع تاج فتح مبارک باد

نظام الملک ناصر جنگ غازی   که مسکوک است از نامش زر فتح
چو دیهیم ظفر به نهاد بر سر   به تسخیرش در آمد کشور فتح
به کرناٹک پے تنبیه اعدا   رسید و کرد عریاں خنجر فتح
چو دیدم در صفت فولاد پوشاں   نمایاں شد ز تیغش جوهر فتح
دعائے خطبهٔ عید ظفر را   چنیں خواندم بروئے منبر فتح
الهیٰ تا که آں ممتاز کونین   بود شاهنشه بحر و بر فتح
چو گل بر فرق سیفش دایم از جاه   همایوں طره یادا افسر فتح
بروئے ناوکش پیوسته از جنگ   بچشم صید وا یادا در فتح

رہین اوج اقبالش بہر رزم | بود روئے قفائے عسکر فتح
بدرس جنگ جنگ اسم نصیرش | زروز جمع بادا مصدر فتح
مدام از بام شرق اوج عزمش | نمایاں باد نور نیر فتح
کلاہ فتح بدایع لیسر مبارکباد | عروس ملک مبارک بیر مبارکباد

بعد از فراغ ادای مبارکبادی بدار المہام و سید محمد دایم بموجب امر جلیل القدر باستقبال ہدایت محی الدین خان رفتہ باخود آوردند بنابر مصلحت ملکی به مدار المہام حکم شد که در قید نگاه دارد ؎

ز انقلاب زمانه عجب مدار که چرخ | ازیں فساد ہزاراں ہزار داد دیاد

چوں آں حادثه رسیده گرفتار شده بسپرد مدار المہام در آمدان روز از نبرو گاه بعزم تسخیر قلعه پھولچری بندر دو کروه پیشتر حکم کوچ فرمود و یتقادت شش کرده آں قلعه چند مقام نمود بر لشکر منصور از غله و آذوقه وکاه تنگی پذیرفت بدیں سبب توقف در انجا متعذر گردید لاعلاج تسخیر آں را بتوقف گذاشته مراجعت نموده بلده ارکاٹ را از قدوم خویش منور گردانیده جمیع امرایان عظام و مقربان را طلب داشته در بند و بست فوجداری ارکاٹ صلح و جنگ با کفار فرنگ مشورت فرمود سید لشکر خان بہادر نصیر جنگ تربیت یافته جناب رکن السلطنت آصف جاه و سید شریف خان بہادر شجاعت جنگ سردار کہن سال عالم گیری و وزیر صاحب تدبیر مدار المہام شاه نواز خان بہادر باتفاق بعرض رسانیده که بعون عنایت ایزدی چنیں فتح عظیم نصیب اولیائی دولت

ظاہر گردید و مخالف ذلیل و اسیر گشت و موسی تبلیس سردار فرنگیان وکیل معتبر خود را با تحائف و ہدایائے بسیار بحضور فرستادہ عجز و زاری و از دو عہد و شرط در میان می آرد کہ من بعد قدم مخالفت وادی عصیان نہ پیماید از روئے ترحم گناہ آں مجرم عفو گردد و از نواز شات عالی بہ فوجداری ارکاٹ سربلند شود زرے کہ مقرر است سال بہ سال خواہد فرستاد چوں کارپردازان عالم تقدیر بند و بست دیگر داشتند مصلحت و مشورت معقول خیر خواہان بہ سمع رضا مقبول نہ گشت و بعد از چند روز سید لشکر خاں بہادر نصیر جنگ صوبہ دار اورنگ آباد و سید شریف خاں بہادر شجاعت جنگ صوبہ دار برار رخصت یافتند کہ بہ تعلقہ خود ہا رفتہ بحفظ و حراست آں ضلع پردازند خود بدولت داخل حویلی ارکاٹ شدہ و کارخانہ جات بموجب حکم بہ چراگاہ رفتہ محمد علی خاں پسر انوار الدین خاں مقتول باضافہ منصب و خطاب پدر سرافراز شدہ بخدمت فوجداری ارکاٹ ممتاز گردیدہ رخصت یافت کہ بہ تحصیل محالات پرداختہ بہ آبادی سعی فراواں بکار بردہ بعضی تہانجات کہ متصرف گماشتگان کفار نصاری است خلاص نماید و ترکسطہماسپ خاں قبچاق رسالہ دار سواران کہ در شجاعت ناسخ داستان رستم و اسفندیار بود برائے استخلاص قلعہ چکل پیٹ کہ بہ قبضہ متصرکان در آمدہ بود، تعین گشت موسی تبلیس با سردار فرنگیان چوں از عفو تقصیرات خویش مایوس شد جمعیتے از توپ خانہ فرنگ ہمراہی کرد کہ با سرداران فوج

منصور بقابوی خود بجنگ پیش آیند' انور الدین خاں فوجدار ارکاٹ
وصف شکن خاں میر آتش با پانزدہ ہزار سوار و بست ہزار پیادہ
بر تند از یکجا گشتہ مستعد قتال و جدال بودند تا گاہ فرنگیان کفار بر لشکر
ایں دو سردار رسیدند چوں سرداران از عدم تجارب پست و بلند روزگار
لوازم پاس احتیاط نداشتند براہ گریز از جان خود بسلامت بر آمدند،
تمامی اسباب لشکر بتاراج رفت و ذرہماں نزدیکی ترک طہماسپ خاں
قبچاق بہزار مردانگی در قلعہ چکل پیٹ شہید شد و قلعہ نصرت کدہ عرف
چینجی بدست آں سرکشاں آمد از استماع خبر دلیری آں بے جراتان
خود دولت و اقبال ہفتدہم شوال سنہ یکہزار و یکصد و شصت و سہ
ہجری از بلدہ ارکاٹ بعزم استیصال آں فرقہ ضالہ متوجہ قلعۂ چینجی
گشتہ تتش کرمہے مضرب خیام ساختہ میر ظفر بدخشی را حکم فرمود کہ با سواران
قزاق تردد ے در قتل نصارٰی نماید آں شیر بیشۂ شجاعت از لشکر
ظفر اثر بر آمدہ بقدم دلاوری و جرائت بر فرنگیاں تاخت و بسیاری
را ازاں بے دیناں بر خاک ہلاک انداخت و سرہائے آں ہا را
بر نوک نیزہ ہا بستہ روانہ حضور ساخت' ہمیں قسم روز دیگر کہ براں
فریق زندیق حملہ آور گشتہ بود کہ از قضا تیر بندوقے بر سینہ اش رسید
بسر خرو ئی جاں نثار گردید' ہمبریں منوال تا مدت سہ ماہ متوالی
الایام میان کفار لیام و غازیان اسلام نایرہ محاربہ و مجادلہ ملتہب
ماند فوج فیروزی بہر جانبے کہ رومی آورد صورت فتح و ظفر در آئینہ مراد

ہیچ یک جلوہ گر نمیگشت، با وجود ایں حالت چشم آں گروہ کہ از شکوہ لشکر قیامت اثر ترساں و لرزاں بود در میدان مصاف رو نمی آورد و موسی تبلیس سرگروہ آنہا از بیدر پھولچری بعجز و زاری پیغام مصالحہ بوسیلہ مدار المہام شاہ نواز خاں بہادر می نمود تا روزی خان بہادر مسطور بعرض رسانید کہ مدت یک سال دریں مہم منقضی گشت، بندوبست مملکت دیگر از دست رفت، موسی تبلیس قدم اطاعت از جادہ فرمانبرداری بیروں نمی گذارد بہ عقل فدوی خیر خواہ آنچہ در صلاح ملکی بصواب اقرب است آنست کہ عفو تقصیرات فرنگیاں کردہ انور الدین را بعہد و پیمان با آنہا یک دل ساختہ علم مراجعت بدار الملک خود باید برافراشت، از سخنان مصلحت آمیز وزیر نیک اندیش گراں خاطر گشتہ برآشفت بر زبان مبارک آورد کہ ایں ہمہ اصرار و تکرار برائے صلح از خوف و ہراس فرنگیاں خواہد بود، مدار المہام نیز آزردہ خاطر گشتہ لب بجواب کشاد کہ از راہ دولت خواہی آنچہ بدریافت ناقص آمدہ بود عرض نمود، الحال کہ بخاطر اقدس چناں راہ یافتہ آئندہ اگر حرفے در مقدمہ صلح و جنگ فرنگ بر زبان آورد سوگند است، چنانچہ ہمیں قسم بہ عمل آورد تا دریں اثناء از قضاء آسمانی چہل روز متواتر باداں بنوعی شد کہ جہاں پر از آب گشتہ نشان طوفان بر زمین آشکارا گشت کہ طاقت حرکت از مکان نماند و رسد آذوقہ و غلہ و کاہ کمیر سید، از نایافت دانہ و علف ہر روز ہزار ہزار جانور بہ تلف می آمد، از ورود ایں آفت سماوی در لشکر تفرقہ روی داد،

اکثر از سپاه مضطرب و سراسیمه گشته بهر طرف رفت سرب و باروت و بان و دیگر ساز و سامان تمامی ضایع گشت از رو داد این حادثه افاغنه ناساخته عبد النبی خان فوجدار کڑپه و همت خان بے همت قلعه دار و فوجدار کرنول و راو جانوجی بنالکر مردود قدم در بادیه حرام خوری نهاده با فرنگیان مخفی متفق گشته و عهد و پیمان بسته از کیفیت احوال پر اختلال عسکر جاه و جلال آگهی داد و فرنگیان را جهت شبخون طلب داشته آن فریق زندیق از قلعه چنجی شب شانزدهم محرم الحرام که آغاز سال یک هزار و یک صد و شصت و چهار هجری بود قصد شبخون نمودند ـ

جهان خونریز بنیاد است هشدار ۔۔۔ سر سال از محرم آفریدند

خبر اراده آن فرقه ضاله جاسوسان قریب به شام رسانیدند همان وقت رضوی خان بموجب امر جلیل القدر به طلب مدار المهام آمد و ثانی رقعه دستخط خاص نیز رسید فی الفور مدار المهام روانه شده باریاب خلوت گشت راقم الحروف نیز کمر بسته و همراهش رفته بگوشه نشست راجه رام چند پسر راجه چندرسین متواتر خبر آمدن نصاری کفار می فرستاد مدار المهام و بعضی دیگر از مقربان بعرض میرسانیدند که نقاره نواخته بترتیب صفوف پرداخته توپ و توپ خانه را پیش فرستاده مستعد و آماده باید استاد با وجود عقل رسا و فهم ذکا بحکم قضا قبول نفرموده به جمیع سرداران حکم فرستاد که جابجای خود با خبر باشند چون نصف گذشت مدار المهام از خلوت خاص بیرون تشریف آورده به احقر محرر امر نمود که فرنگیان می آیند اما از سمت

هراولی که مثل ماست نمی آیند میخواهند از عقب لشکر بیایند شما در فوج
همراهی ما رفته باتفاق بخشیان با سایر سپاه بحزم و هوشیاری باشند فقیر
در جواب جرأت نمود که با وصف آمدن فرنگیان از بندگان عالی این همه
غفلت و بی پروائی از چه راه و جدا بودن آن قدادند درین وقت از
فوج چرا فرمودگیا نه مذکور در حضور شد که آمدن فرنگیان را مقرر نمیدانند
دم از رخصت نمی فرمایند لهذا فرستادن شما مقرر کردیم از خدمت تشریفش
مرخص شده در فوج هراولی رسیده جمیع بخشیان را تاکید نمود که بجای خود
باخبر باشند چهار گهری از شب باقی بود که صدای توپ و تفنگ بلند گشت
درانوقت بندگان عالی از اندرون محل باضطراب تمام برآمده باداء وضو
پرداخت و با خود گفت که ای بیر احمد الحال خدا با تست بر فیل سوار شده
بنفس نفیس برروی دشمنان راهی گشت آن وقت همراه جناب عالی زیاده
از دو صد سوار نبودند مدار المهام شاه نواز خان بهادر را حکم شد که
در هراولی پیش فیل ما برود با ایشان همگی بیست سوار بوده اند عقب
فیل نشان هجوم گهنالیان بود و بس سبحان الله زهی قدرت نمائی حضرت
رب قدیر فوجی باین همه عظمت و توپ و توپ خانه باین قدر کثرت که
به هیچ سلاطین روزگار نشده بود چگونه این امیر با مدار را غافل ساخت
که به فکر و تدبیر نه پرداخت القصه این شیر بیشهٔ شجاعت بمقابل توپخانه
آتشبار کفار تا چهار ساعت بخوبی کوه آسا بوقار خود بمقر مجادله
از غایت پردلی پای ثبات قایم داشت مقارن آن حال که طلوع

صبح صادق پدید گشت، فوج عبدالنبی خاں وہمت خاں ملاعین کہ پر فریب بود بنظر انور در آمد، بخاطر مبارک گذرانید کہ الحال جہان ظلمانی از اشعۂ خورشید نورانی میگردد فوجے کہ متفرق است جمع می آید، بالفعل افاغنہ با پنج ہزار سوار دریں نزدیکی اند آنہارا یا خود باید گرفت، بعد از انکہ تمامی فوج جمع گشتہ بہیئت اجتماعی یک بار حملہ آوردہ خرمن حیات آں بیدینان را بدار البوار باید فرستاد، ازیں تدبیر بجانب افاغنہ ملاعنہ متوجہ شد، چوں قریب فیل ہمت خاں بے ہمت رسید آں ملعون آداب سلام بجا نیاورد، بندگان عالی دانست کہ ہنوز روشنی روز خوب ظاہر نیست ظاہرا آں لعین نشناختہ جہت شناسائی خود را از عماری فیل خاص بلند ساخت، آں گمراہ از حق ناشناسی بسرعت سریعہ بندوق سرداد، چند تیر بندوقہای از فیل نشان دیگر کہ اطراف وجوانب آں ناپاک بودند نیز بر بدن ہمایوں رسید، ہماں ساعت از غربت وبیکسی تربت شہادت چشید یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید ہمدران حین افغانی از اولاد شمر بر فیل رفتہ سر مبارک از تن جدا ساختہ بر سر نیزہ نمودار کرد، چوں ایں حادثۂ جاں سوز روی نمود فغان وشیون از جہانیاں برخاست در ماتم آں مظلوم عالمی خونابۂ غم اندوہ از دیدہ نشاندہ

در ماتم او دہر لبے شیون کرد ‏ ‏ ‏ لالہ ہمہ خوں دیدہ در دامن کرد
گل جیب قبای ارغوانی بدرید ‏ ‏ ‏ قمری نمد سیاہ در گردن کرد

میر غلام علی آزاد بلگرامی تاریخ شہادت یافتہ ؎

نواب عدل گستر عالی جناب رفت
فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت

در شانزدہ زماہ محرم شہید شد
تاریخ گفت نوحہ گری آفتاب رفت

واین تاریخ نیز از فکر میر صاحب است ؎

نواب آفتاب جہاں تاب معدلت
محشور با جناب حسینؑ ابن فاطمہ

تاریخ خواستم ز برائے شہادتش
ارشاد کرد پیر خرد حسن خاتمہ

و در نسخہ مرد آزادی نویسد کہ حسن خاتمہ برخاطر فقیر القا شد و الحق ذاینچنیں تاریخ از الہامات است و عارف الدین خاں عرف میرزائی عاجز دریں مرثیہ تاریخ گفتہ ؎

والی ملک و جاہ ناصر جنگ
بود در عزم و خط سکندر و جم

در محرم شہید اکبر شد
از قضائی معلق و مبرم

شد سرش چوں سر امام حسینؑ
بہ سر نیزہ یزید علم

ہر کہ دید آہ کرد و بیدم گشت
ہر کہ بہ شنید گفت از ماتم

وہ چہ شد آں نشان آصفجاہ
وہ چہ شد آں خلاصۂ عالم

وہ چہ شد آں خدیو ملک دکن
وہ چہ شد آں شہ دیار حشم

وہ چہ شد آں امیر یوسف شکل
وہ چہ شد آں عزیز مصر ہمم

وہ چہ شد آں بہار باغ کرم
وہ چہ شد آں ہزیر بیشۂ رزم

وہ چہ شد آں مراد بخش جہاں
وہ چہ شد آں دلیر شیر شیم

وہ چہ شد آں زمانہ را حاتم
وہ چہ شد آں ذبیح خنجر ظلم

کز غمش دل طپید چوں بسمل
وہ چہ شد آں شہید تیغ ستم

کز غمش شد بلند شعلۂ آہ	شد کباب شرار آتش غم
....	چوں سمندر پرید طائر دم
کز غمش ابر فیض بے نم گشت	گوہر جود شد بہ بحر عدم
آہ عاجز ز مرگ آں مظلوم	شد چو کونین درہم و برہم
فکر سال شہادتش کردم	بہ فلک رفت گرد نوج الم
دہر تاریخ گشت و ہاتف گفت	شد نہاں آفتاب اوج کرم

۱۱۶۲ھ

حافظ محمد اسعد درویش صاحب کمال و ذی حال بود نقل فرمود کہ بخاطرم گذشت کہ نظام الدولہ برتبۂ شہادت فائز گردیدہ یا شد یا نہ، دریں اندیشہ خوابم آمد، دیدم کہ دو عرب پاک صورت بایکدیگر نشستہ اند، یکے از دیگرے پرسید کہ در شہادت نظام الدولہ چہ می فرمائی، جواب داد بہ لشہید واللہ لحق قتلاً چوں بیدار گشتم ایں عبارت را نوشتم و حساب حروف از روی ابجد کردم تاریخ شہادت نیز یافتم معتقد گشتم کہ او شہید است، چوں بافضال خالق انس و جان آن شہید اعلی علیین مکان را بہ قبولیت ہر دو جہاں نصیبہ داشت قبل از شہادت از جمیع مناہی توفیق توبہ یافت و سبب توبہ آں داشت روزیکہ از بلدہ ارکاٹ بعزم جہاد کفار نصاری برآمدہ داخل خیمہ گشت، آں روز شاہ غلام مصطفیٰ قادری ساکن بلدۂ مسطور مدار المہام شاہنواز خاں را طلب داشتہ فرمود کہ در معاملہ دیدہ شد کہ چند کس قبرے درست میکردند و طرفے مسندے آرایش می یافت، چوں استفسار نمودم معلوم شد کہ قبر از نظام الدولہ و مسند از ہدایت محی الدین بود، دریں صورت پیمانۂ عمر

نظام الدولہ آخر است، بنابر محبت دینی ایں معنی را مکشوف کردہ ام الحال باید کہ از جمیع معاصی توبہ نمایند، مدار المہام جواب داد کہ باظہار حقیقت درستی قبر ومند جرأت نخواہد شد و ارشادیکہ برائے توبہ شدہ البتہ بعرض میرسانم، بعد کہ از خدمت آں درویش صفا کیش رخصت یافتہ باریاب حضور گشت آنچہ درویش تاکید توبہ نمودہ بود عرض نمود، فرمود کہ حسب الارشاد کرامت بنیاد آں مقبول الٰہی از ہمہ مناہی توبہ از جان و دل کردیم مشتاق ملاقات آں دوست آخرت گشتیم کسے اشتیاق ما را برساند و ایں کہ توبہ نمودہ ایم نیز ظاہر سازد و مدار المہام راقم الحروف را بحضور طلبداشتہ حسب الامر عالی جناب شتافتہ و بگذارش امری کہ شدہ بود بتقریر مناسب پرداخت، بعد از استماع راضی بملاقات گشتہ در تکیہ درویشی کہ قریب بہ لشکر ظفر اثر بود تشریف آورد، نواب عالی جناب بخدمت فیض موہبت او رسیدہ فیض صحبت شریفش دریافت، کیفیت مرقوم الصدر کہ محرر تحریر نمودہ بود بلا شائبہ نفاوت و خارج از اغراض نفسانی است ؎

ہزار لعن براں ناقلے کہ از رہ کذب … دروغ را از پئے نفس شوم خود گوید

بعد ازاں کہ از دست یزید ثانی بعز شہادت فائز گردید جفا کاران دفن نکردند فاعتبروا یا اولی الابصار روز دوم قاضی لشکر بہ لوازم تغسیل و تکفین پرداختہ می خواست جائے دفن نماید، دریں ضمن ولی بیگ نام کہ از کمینہ چاکرانش بود و بہ سبب صحبت یساولی رو شناسی داشت رسید و از روی نمک حلالی بدوں گفتہ آں نمک حراماں باکمال دلیری جنازۂ پاک

اورا بر داشتہ روانۂ اورنگ آباد گردید در یک دو منزل دیگر محمد انور پسر عبد القادر قوال کہ بتقریب خدمت خوشبوئی خانہ شب و روز حاضر باش جناب عالی او بود، نیز رفیق ولی بیگ گشتہ نعش مطہر را در روضۂ منورہ حضرت شیخ برہان الدین غریب قدس سرہ آوردند سید لشکر خاں بہادر نصیر جنگ و خلایق بسیار حاضر گشتہ بیرون گنبد مبارک حضرت متصل قبر آصف جاہ علیہ الرحمۃ مدفون ساختند، ولی بیگ یکہ سوار بیچارہ چہ طاقت و قدرت داشت کہ از جماعۂ آن مخالفان ناپاک جنازہ شریف او را می بر داشت، ایں ہمہ امداد و اعانت روح پر فتوح آں شہید مظلوم بود کہ بعمل آورد، بعد وقوع ایں واقعہ جانسوز نواب شاہنواز خان از درد و غم دست از منصب و نوکری بر داشتہ بہ ارادۂ انزوا از کاٹہ بہ بلدہ اورنگ آباد خجستہ بنیاد تشریف می آورد، ایں جامع اوراق نیز برفاقتش بود از کاٹہ تا روضہ منورہ دیدہ آمد کہ در ہر موضعی کہ جنازہ را گذاشتہ بودند در آنجا تربتے درست شدہ است غلاف پوشانیدہ مجاوران نشستہ اند، سکنای مواضع اطراف و جوانب ہر روز با نذر و نیاز می آیند، ہر شام روشنائی مدام مینمایند، چناں قبولیتی کہ ایں شہید مظلوم یافتہ چشمے ندید و گوشے نشنید، دیگر آں کہ دشمنانش کہ بہوائے ریاست و امارت پیروی یزید لعین کردہ بودند، در عرصۂ دو ماہ اندر رسوائی و روسیاہی در خاک مذلت افتادند، تبیین ایں مقال آنکہ روزیکہ نواب مغفرت مآب بہ شہادت رسید، ہمت خاں شیطان ہدایت علی الدین خان

سردار لشکر ساخت، چوں نواسۂ آصف جاہ بود تمامی امیران دکن با طاعت
و فرماں برداری او درآمدند، ہمت خاں و عبدالنبی خاں ملاعین و
ہدایت محی الدین خاں و موسی تلبیس ابلیس با سردار فرنگیان از خزانہ
و جواہر آنچہ بدست آوردہ بودند بایک دیگر قسمت کردہ گرفتند و
ہدایت محی الدین خاں در بندر پھولچری رفتہ با اہل و عیال خویش
ملاقات کردہ جشنے و شادی نمودہ، باتفاق افاغنہ ملاعنہ تماشائے
رقص و سرود دیدہ از بندر مذکور بارادہ گرفتن خزانۂ قلعہ محمد نگر عرف
گلکنڈہ کہ سہ کرور روپیہ در آنجا بود راہی گشتند تا قلعہ رایچوٹی متصل
کرپہ تعلقہ عبدالنبی خاں رسیدند دریں میاں میان ہدایت محی الدین خاں
و بے ہمت خاں و عبدالنبی خاں از وجوہات چند در چینہ جنگ واقع
شد، چنانچہ شانزدہم ربیع الاول ہدایت محی الدین خاں و ہمت خاں
کشتہ گردیدند و دیگر بدخواہان بے رتبہ نیز در ہماں روز واصل جہنم شدند،
عبدالنبی خاں عار فرار اختیار کردہ پشت بہزیمت نہاد، درآں وقت
کہ بسبب کشتہ شدن ہدایت محی الدین خاں فوج و لشکر بے سردار بود،
نواب سید محمد خاں بہادر صلابت جنگ برادر شہید مقتول فیل سواری
خود را پیش کردہ استاد و تمامی فوج را بانعش ہدایت محی الدین خاں
تا لشکر رسانید، بعد دہم روز بر مسند صوبہ داری دکن جلوس نمودہ بود،
ریاست دکن در خاندان عالی شان آصف جاہ در آمد و بدل خلایق
خورمی و خورسندی تمام رسید، مردم لشکر کہ از ظلم و جفای بے ہمت خاں

سوختہ بودند سرآں ناپاک را آوردہ در نجاست خاکروبان انداختند و
کسے از غصہ در مقعد میخ چوبی انداخت سزای افعال خود باین زودی
بہ فضیحت و رسوائی یافت جعفر محمد خاں تاریخ قتل بے ہمت مردود گفتہ ؎

بہ بے ہمتی کشت نواب را | بعذرا نکہ مردود شد در عباد
خدا منتقم ست دید بعوض بود ماہ | سر او بہ بول نجاست فتاد
خرد گفت تاریخ قتل شقی | بہ ملعون اماں خون ناحق نداد

و عارف الدین عاجز نیز ایں تاریخ یافتہ ؎

چو ناصر جنگ غازی را شہادت | رسید از خنجر فجار مکار
صلابت جنگ غازی و اسد جنگ | گرفتند انتقام از تیغ خونخوار
سر سگ زادہا بر سر رزم | جدا کردند از تائید قہار
چو سال مرگ آں عقرب نژاد ان | تفحص کردم و گشتم طلبگار
شنیدم از غلیوازی کہ می گفت | فریق بے حیا مردند مردار

بعد شہادتش شخصے دیوان شہید مظلوم را کشود سر صفحہ ایں بیت برآمد ؎

گر ترا خواہش قتل است بیا بسم اللہ | دم شمشیر تو و گردن ما بسم اللہ

میر غلام علی آزاد بلگرامی میفرمود کہ شبے غزلے فکر کردیم ایں بیت گفت
ذوق نمود و بہ تکرار می خواند ؎

از بہ نیجۂ اجل نہ ہراسیم ہیچ گاہ | ما ناف خود بہ تیغ شہادت بریدہ ام

نواب شہید مقتول چہل سال عمر یافت جامعیت داشت استاد علم موسیقی
بود بہ عقل رسا از جمیع فنون آشنائی داشت بہ قوت طبیعت فکر اشعار

فارسی و کبت و دوہرہ می نمود و در فارسی دیوان دارد این چند اشعار آبدار بر صفحۂ روزگار است ؎

کدام گل بچمن گوشۂ نقاب شکست　　که شبنم آئینہ بر روی آفتاب شکست
دلی که آه نداد دگران بخاطر داشت　　بدوش یار بود چوں رگ رباب شکست
ستاره ریز شود حسن دیگران به پیشش　　چو آفتاب دمد قدر ماهتاب شکست
جدائی تو همیں ننگ خود نمائیهاست　　یکے به بحر شود چوں سر حباب شکست
جواب داد و نیامد به بزم من آں شوخ　　چه نیش ها بدل من ازیں جواب شکست
هر که دیدۂ بیناست محو او باشد　　بچشم آئینہ حیرت نه رنگ خواب شکست
چه بہره یاب شود محتسب ز کرده خویش　　دلے شکست چو کس شیشۂ شراب شکست
رسید پیری و ناصر هنوز بے خبرم　　خمار خواب جوانی به این گلاب شکست

خوش آں زماں که بپائی گل فشاند نقد جان بلبل　　مبادا آں روز بد یا رب که گل بار سفر بندد
مرا آں سیمتن و دست نگاریں یاد می آید　　چو شبنم شاخ گل را در چمن عقد گہر بندد
عرق از جبہۂ خورشید تاباں می چکد ناصر　　اگر زریں قبایم بر سر خود تاج زر بندد

نگاه گرم که یا رب به گلستان افتاد　　که آتشے گل سیراب را بجاں افتاد
در مرده دلاں خستہ شود روز قیامت　　طبعے که بار باب طرب ساز ندارد
خامشی گنج مراد است دریں سبز چمن　　کیسۂ غنچه لب بستہ پر از زر باشد
ناصرا آں غزل حضرت مرزای من است　　که چو دل آب شود چشمۂ کوثر باشد

چو قمری نه فلک دارد بگردن طوق زنجیرش　　روان گلشنش به بالا سرو بالا اینچنیں باید
چو نرگس یک قلم شد بند بندم چشم از شوقت　　نظر باز ترا چشم تماشا اینچنیں باید

می فشاند مشک بر داغ دل سودائیها　　زلف معشوق است بیداری شب تارها — پنداری

این چنین آہنگ شوخی در عراق و شام نیست　　میزند ناخن بدلہا داگ ملہار بہار

نار پستان او نمایان شد　　نونہال طرب ثمر کردہ است

آتش رنگ آن گل رخسار　　لالہ را داغ بر جگر کردہ است

ناصر امروز یار مے آید　　طپش دل مرا خبر کردہ است

رخسار کیست آئینہ ناصر درین چمن　　ہر برگ سبز طوطی شیرین تکلم است

عاشق صادق باندک التفاتے خوشدل است　　حضرت یعقوب را از پیرہن بوی بس است

نونہال قامت او گر چمن پیرا شود　　سرو گلشن گردباد دامن صحرا شود

از داغ خویش لالہ نسوزد اگر چراغ　　شمعے دگر بخاک شہیداں کہ می برد

در گلشنے کہ باد صبا را گذار نیست　　از من خبر بآں گل رعنا کہ می برد

نرگس از حیرت نظارۂ رخسار کسی　　در چمن دیدہ قربان شدہ را می ماند

دل ناصر بہ تماشائے رخش از گلشن　　دیدۂ شبنم حیران شدہ را می ماند

ناصر از آہ دل ما بہ بیاباں جنوں　　کوہ چوں کبک دری مست خرام آمدہ است

در تعریف بلدہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد فرماید

دل نشہ کار خجستہ بنیاد است　　بیقرار خجستہ بنیاد است

انتفائی کہ سرمہ می بخشد　　در غبار خجستہ بنیاد است

دلربا تر ز کاکل خوباں　　شب تار خجستہ بنیاد است

روز و شب جلوہ گاہ سرو قداں　　رہ گذار خجستہ بنیاد است

شاہ برہان غریب قطب زماں　　شہسوار خجستہ بنیاد است

دولت آباد را قلعه بی مثل — در جوار خجسته بنیاد است

شکر الله که حضرت آصف — شهریار خجسته بنیاد است

ناصر هر که هست از دل و جان — دوستدار خجسته بنیاد است

از غم دنیا چه پروا عاشق دل خسته را — نیست باک از جور ظالم دست از جان شسته را

حسن از عشق محال است که غافل گردد — کاه هر جا ست کشد جانب خود کاه ربا

هر کرا چاشنی ذوق شهادت دادند — آب تیغ تو گوارا بود از آب بقا

این غزل بر خانان بلخ در اورنگ آباد در سال یافته بود

از رخت آئینه دارد در نظر سامان عید — هست هر روز ترا صبح بهار افشان عید

تا بعزم سیر بیرون آمدی ای شهسوار — بر گل خورشید شد از پرتوت دامان عید

چه دل سبز گلستان طرب پای شد خطت — لعل میگون تو باشد غنچه خندان عید سبز

بیش ازین دیگر چه میباشد حلاوت در جهان — موج عشرت میزند شیر و شکر در خوان عید

حرفه بزمی غره شوال در افگنده است — عالم وجد است برخیز ای مستان عید

عشرت امروز بر فردا نمی باید فگند — نیست تا سال روز دیگر تاوان عید

بعد سالی جلوه پیرا می شود مانند گل — میتوان دانست ناصر غنچم مهمان عید

هر کسی که لب خشک و چشم تر بخشند — هزار بار از آن به که بحر و بر بخشند

این کبت که در نعت حضرت سید المرسلین است حاجی سلیمانی کلاونت که از ملازمان سرکار بود بحضور احقر محرر در راگنی دهناسری در باری خوانده گفت که این زاده طبع نواب صاحب است روزی که درست کردند روی بسوی مدینه منوره کرده یا ادب نشسته خود بدولت بوجه

خوب خواندند ؎

حضرت رسول اللہ کی رحمۃ للعالمین — شاہنشاہ تاج الانبیاء مرشد الکاملین
جک نستارن کام تارن ناصر المومنین — احمد تم ہن شفاعت جاہت شفیع المذنبین

۱۴۳۔ متوسل خاں بہادر قابل تخلص از نبایر سعد اللہ خاں وزیر شاہجہاں بادشاہ است، در کنار عاطفت غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ والد آصف جاہ مہر وزیر پرورش یافتہ خیر النسا بیگم صبیہ آصفجاہ در سلک ازدواج او بود، شجاعت خوب داشت در جنگ دلاور علی خاں کار مردانہ بہ ظہور رسانید، بسبب درشتی مزاج و عالی دماغی چندیں بار بارکن السلطنت آصف جاہ ناخوشی درمیان آمد امّا بنا بر محبت مفرط و حقوق خدمت حضرت آصف جاہ از خود جدا نساخت بخدمت صوبہ داری بیجاپور و فوجداری ادونی و رائچور سرافرازی داشت در آں جا بمرض استسقا مبتلا گردیدہ ازیں سرائے فانی بعالم جاودانی شتافت، در صحن روضہ مقدسہ حضرت شیخ برہان الدین غریب مدفون گشت، بعد فوتش ہدایت محی الدین خاں پسر او بخدمات پدر امتیاز یافت، چنانچہ کیفیت بغی او در شرح احوال نواب نظام الدولہ بہادر سابقاً بہ تحریر آوردہ، متوسل خاں قابل قابلیت داشت شعر خوب می گفت ایں ابیات زادہ طبع اوست ؎

خانی

درشتی

ہیچ کس یارب اسیر جذبہ الفت مباد — مرغ دست آموز در پرواز ہم آزاد نیست

از خدا چشم ترے میخواہم | صدف پر گہرے می خواہم
چوں نگیں بندۂ ہر کس نشوم | صاحب نامورے می خواہم

روزے بسیر باغ محمد غیاث خاں مرحوم در عالم مستی شراب پایش لغزش یافت بوقت افتیدن لفظ یا شراب یا شراب از روی شوخی طبیعت بر زبان راند و ایں بیت بدیہہ گفتہ خواند ؎

بسکہ عمری کردہ ام دستگیری ہا شراب | گر بلغزد پائے من از جا بگویم یا شراب — باثمن

۴۱- خواجہ بابا خاں بخاری خواجگی تخلص از اولاد خواجہ احمد مشہور بہ مخدوم اعظم و احفاد حضرت خواجہ احرار است، اجدادش ہمہ اکابر ولایت ماوراء النہر بودہ اند بہ سبب بزرگی خاندان عالیشانش رکن السلطنت آصف جاہ بادشاہ بیگم صبیبہ خود را کہ ہمشیرہ حقیقی نواب شہید مقبول بود در عقد نکاح او در آوردہ بہ منصب عمدہ و عطائے جاگیر سرافرازی یافت، چوں از بزرگی بکار ہائے دنیا آشنائی نداشت خدمتے نیافت، عالم بعلوم عربی است فکر شعر ہم می نماید صاحب دیوان است از وست ؎

چرخ ثانی

برق آہم گر چنیں انجم فشانی می کند | گردش موج ہوا را چرخ ثانی میکند
نسبتے با آں خم ابرو بآسانی نیافت | ماہ نو عمریست مشق ناتوانی میکند
ہر سحر کہ از گل خورشید جامش برکف است | پیر صبح از فیض بیداری جوانی میکند
در عدم از قرب بعدش خوش فزائی داشتم | مرگ را نزدیک یا ما زندگانی میکند
اشک غمازا نمی سازد رہا دل از کنار | ورنہ صد جوش بہار از گلفشانی میکند

خواجگی کج طینتان رانیست انصاف سخن | خامش اینجا چاره تا تر بانی میکنند
شور عشق و شکر حسن بهم بیخته اند | قرص خورشید رخت را نمکین ریخته اند
نازم آن گوهر دندان لب شیرین را | شکر و شیر لطافت بهم آمیخته اند
خواجگی گشتم غبار از ناتوانیهائے عشق | می کند خالی نسیمے گرد رد از جام را

رباعیات

ای از گل رخسار تو آئینه در چمن | گل برده طراوت از رخت در گلشن
خورشید ز مهر عارضت تاب گرفت | چندانکه ز پرتوش جهان شد روشن

بر صفحه رویش که خط ریحان است | از مشک نوشته آیت قرآن است
از نقطه چو خال عنبرین داده نشان | زیر و زبرش از دو صف مژگان است

دل را که بجز عشق سر و کاری نیست | هیچ است که در غم رخ یاری نیست
چون دیده اعمی است تهی از بینش | آن دیده که در حسرت دیداری نیست

ای هرزه تلاش عافیت داده ز دست | ای بیهوده گفت گوی ابرام پرست
از خوان فلک عبث چه روزی طلبی | کز غیب رسانند ترا دست بدست

۱۵ - خواجم قلیخان بهادر قایم جنگ موزون تخلص پسر نذر بین ترکمان دیوان بیگی سبحان قلی خان بادشاه بخارا است پدرش در عهد عالمگیر بادشاه

بتقریب ایلچی گری سبحان قلی خاں بہ ہندوستان آمدہ بنوازشات پادشاہی خوش دل شدہ، یوسف بیگ پسر خود را کہ بخطاب مبارز خاں سرافراز گردید در حضور گذاشتہ بہ ولایت توران مراجعت کرد و از بیشتر بیشتر دخیل کارہائے سلطنت گشت، امرایان از راہ حسد و عداوت متفق شدہ او را بہ قتل آوردند، و دراں ہنگام یک سالہ عمر داشت والدہ اش در ہندوستان آورد و چوں بہ سن تمیز رسید در زمان پادشاہی محمد فرخ سیر بہ منصب سربلندی یافتہ با برادر (بیگ ارخاں) خود کہ قلعہ دار قلعہ دھارور شدہ بود آمد بعد از چند سال کہ برادرش از قلعہ داری تغیر شد بہ رفاقت رکن السلطنت آصفجاہ بدکن رسید، دریں جا بعارضہ جنونی درگذشت، بعد فوتش رکن السلطنۃ آصفجاہ از روئے قدردانی بہ منصب بلند و خدمات عمدہ سرافراز فرمود، بہ صفت شجاعت موصوف دماغ عالی دارد و از طبع رسا فکر شعری نماید دیوانے ترتیب دادہ ایں غزلیات از وست، مطلع دیوان ؎

الٰہی بر فروز از برق وحدت شمع جانم را
برنگ شعلہ گرم سیر شوقت کن روانم را

بساں لالہ کن داغ دلم را رونق گلشن
ز آب رحمت خود سبز گرداں بوستانم را

تنم چوں مور نازک شد ز ضعف خود پرستیہا
توانا کن بعشق خویش جسم ناتوانم را

بتن از شوق خود چوں شمع سرگرم تجلی کن
ز سوز سینہ روشن ساز مغز استخوانم را

زبس خوردہ است از جوی وحدت گلشن طبعم
نسازد فرق کس از برگ گل برگ خزانم را

دلم ہمچوں صدف دارد امید قطرہ از جودت
گہر افشاں ز جود خویش کن یارب بیانم را

ز پندار خودی یارب تہی کن خاطر موزوں
چو نے دمساز کن با نغمہ پردازی دہانم را

نهان چون غنچه نتوان کرد در صد پرده راز اینجا
چو شمع از آتش دل گل کند سوز و گداز اینجا

جنونم همچو گل خندان و من چون غنچه دل تنگم
که جز چاک گریبانم نشد کس چاره ساز اینجا

به پیش چشم مستت نیست کارم جز سجود امشب
چو مینا می کنم در عین مستی ها نماز این جا

بیاد قامت شوخی که از خود رفته ام یارب
بچشم هر گیاهی مینماید سرو ناز این جا

ز دود شمع آید نکهت مشک ختن هر دم
اگر گویم سخن امشب از آن زلف دراز اینجا

ز بیگانگان عشقش زاهد از مشرب چه می پرسی
میان مسجد و میخانه نبود امتیاز این جا

براه عشق منشین یکزمان بی چشم تر موزون
چو شمع از کف مده سر رشته سوز و گداز اینجا

ز بس دارد صفا از جوش حسنش پیکرم امشب
بجای اشک ریزد گوهر از چشم ترم امشب

بیاد چشم مخمورش ز بس از خویشتن رفتم
چو نرگس مست حیرت گشت بر کف ساغرم امشب

خیال شمع رخسار که دارد گرم پروازم
که چون پروانه ریزد آتش از بال و پرم امشب

بسان شمع سرگرم است بهر سوختن آهم
نمیدانم هوای کیست یارب در سرم امشب

نمی دانم سپند آتش روی که شد داغم
که موج لاله دارد دامن خاکسترم امشب

ز بس یاد بنا گوشش هم آغوش خیالم شد
توان چیدن گل نسرین سحر از بسترم امشب

بسان ذره دارد جلوه هر موج نگاه من
ز بس تابید از خورشید رویش اخترم امشب

ز بس دل شد خموش از ناله کردن پیش لعل او
برنگ غنچه می ماند قبائے اخگرم امشب

ندارم بر رخ آرائی نگه موزون
طپیدن می برد دل را برنگ پیکرم امشب

۱۶ — مرشد قلی خان بهادر رستم جنگ مخمور تخلص با نواب شجاع الدوله مرحوم که ناظم بنگاله بود نسبت دامادی داشت سالے که اله وردیخان ملازم شجاع الدوله

باغی شده سرفراز خان صاحبزاده خود را بقتل آورد رستم جنگ صوبه داری کٹک داشت آن نمکحرام برسر ایں رسید جنگے بمیان آمد از غلبه الہ وردی خان شکست یافته مع متعلقان به حیدرآباد رسید و شرف اندوز ملازمت آصفجاه گردید بعد از چند سال ودیعت حیات نمود سلیم النفس و پسندیده اطوار بود فکر شعر می نمود ایں چند اشعار آبدار از زاده طبع اوست ؎

چو مجنوں کے توانم کرد جولاں در بیاباں
مرا ہمچوں نگیں باید به قدر نام میدانی

خدا از موج اشکم دل را نگه دارد
که دارد در نظر چشم من امشب طرفه طوفانی

میندار از ضعیفان کار سنگین بر نمی آید
که گوہر میشود صورت پذیر از خامه موئی

ز چاک سینه می آید بگوشم ناله زاری
دلست ایں یا جرس یا در قفس مرغ گرفتاری

بیک صورت بود با نیک و بد طور سلوک من
برنگ صفحه آئینه دارم وضع ہمواری

چه از مستاں علاج درد خود مخمور می جوئی
بروں دست سبو کے آرد از پای کسے خاری

بساں شیشه ساعت رفیق کار پیدا کن
بیک ساعت زمین و آسماں را زیر و بالا کن

نمی گردد نگیں سنگے که ناہموار می باشد
به ہمواری تلاش برتری در کار دنیا کن

ہر نازکے درکار دلم کرد نگاہش
بر دیده چو آئینه پذیرفتم و رفتم

زنہار مپیچید بحرف من مخمور
در عالم مستی سخنے گفتم و رفتم

ز ارباب دول زینت پذیر رسم دینداری
ازاں در ذکر حق تسبیح افشاں طلا گشتم

دریں دریا بپاس آبرو چنداں بسر بردم
که مانند گہر یک قطره آب بے بہا گشتم

بہم چوں دیده تصویر مژگانم نمی آید
ازاں روزیکه محو روی آں حیرت فزا گشتم

نخل فیضے که برومند ہزاراں ثمر است
میشود سبز ز سرچشمه بیداری دل

بود فضل خدا بر زیر دستان بیشتر شامل
زمین پست افزون یابد آب از چشمه جوشش

هر آنچه بود به تحصیل آبرو دادم
چو حوض کردم ازین آب پر خزانهٔ خویش

هوا رسیده عشقم ز بند بند چو نے
به شور و ناله ام از درد استخوانهٔ خویش

مکن زنهار خورسندی که آتش در کمین دارد
گل نه شگفته در گلشن ز دست انداز میماند

ز دونان کے بخود درماندگان را کار بکشاید
گره امکان ندارد باز از انگشت پا گردد

در مذهب ما طول امل کفر عظیم است
با خویشتن این رشتهٔ زنار مدارید

از کوه گران سنگ مکافات بترسید
با شیشهٔ ناموس کسے کار ندارید

دل آزاری ندارد حاصلی غیر از پشیمانی
ز تیر انگشت افسوس بلب دایم کمان دارد

نگاه دیدهٔ آئینه را سازد پر طوطی
بهار سبزهٔ خطے که روی دلستان دارد

مستانه گریه کردنم از چشم مست کیست
این آه بے قراری جانم ز دست کیست

زان نسبتے که هست به سنگ آبگینه را
ای سنگدل شکست من آخر شکست کیست

هر لحظه چون سپند ز جا می جهم بلند
این آتشم بجان و دل از حرف پست کیست

زنجیرها ز حلقهٔ جوهر کشیده اند
در حیرتم که خانهٔ آئینه بست کیست

مانند رشته افتد آخر گره بکارش
در دست غیر هر کس داد اختیار خود را

چون ساغری که گردد لبریز باده مخمور
آغوش خود کشیدم مستانه یار خود را

دل عینک است روشن در چشم اهل بینش
زین شیشه میتوان دید صورت طراز خود را

از پاس آبروها بهتر عبادتے نیست
با این وضو گذارند مردان نماز خود را

از گل ساغر و از سبزه مینا مخمور
هر طرف جوش بهار است بمیخانهٔ ما

۱۷ میرزا ہدایت اللہ ارادت خاں پسر میرزا مبارک اللہ ارادت خاں واضح است، جدش اعظم خاں مدت دو سال بکارہای وزارت شاہ جہاں بادشاہ پرداخت، بعد صوبہ داری دکن، آخر در فوجداری جونپور بہ سرور موفور ازیں عالم رفت، پسرش میرزا ہدایت اللہ مذکور در عہد سلطنت بادشاہ عالمگیر بہ خطاب پدر امتیاز یافت، خاندان عالی دارد مشارٌ الیہ نیز بہ خطاب موروثی ممتاز بود، فوجداری ڈک پرا ہہ داشت، بعد از تغیری برفاقت رکن السلطنت آصف جاہ بدکن آمدہ مورد مرحمت و عنایت گردید ابتدا چند سال بخدمت دیوانی دکن سرافراز شدہ تغیر گشت بوضع و اطوار خویش بیگانہ روزگار بود، فکر اشعار می نمود ایں چند اشعار از طبع اوست ؎

زجام لالہ تا خوردم شرابے داغ دل دارم
بپای گل فتادم کردہ ام تقصیر در گلشن
طراز خود بدور عارضت چوں جدول مصحف
خط ریحاں شدہ سرمایہ تحریر در گلشن

۱۸ میر محمد نعیم دلاور خاں نصرت سیالکوٹی از سادات صحیح النسب است، صبیہ عنایت اللہ خاں کشمیری کہ بقرب و مصاحبت بادشاہ عالمگیر در امور سلطنت اختیار کلی داشت در سلک ازدواج او بود و صبیہ دوم عنایت اللہ خاں از عاشقی بنکاح مبارز خاں در آمدہ بہ سبب ایں قرابت خاں بہادر نصرت در حیدر آباد می گذرانید، ابیاے کہ

مبارز خاں بعزم رزم آصف جاہ کمر بست خاں متار الیہ نیز رفیق او گشت بعد از اں کہ سر کردہ اش بہ قتل آمد روزے چند بہ عتاب آصفجاہی ماند چوں بنا بر ہمدرسی حضرت آصف جاہ را محبت دلی با او بود میلا زمت سعادت خویش طلبیدہ و بہ عطائے خدمت فوجداری ادونی و رائچور باضافہ مناصب سر بلندی بخشید در آنجا رہ نورد وادی آخرت گردید بادراک عالی و خوش فہمی طبع نظمی درست داشت صاحب دیوان است ایں اشعار آبدار از فکر روشن اوست ؎

روز بد بارے نمی آید ز یاران دیدہ ام — سایہ ہم در زیر پا کم میشود وقت زوال
مژگاں ہم نیامد دلدار بے نقاب است — کے خواب میتواں کرد در خانہ آفتاب است
شہرت تمام آوری سرمایہ آرام نیست — جز خراش دل نگیں را حاصلی از نام نیست
چشم نعمت داشتن از سفرہ گردوں غلط — نان خشکے دارد آنہم صبح ہست و شام نیست
ماہ روئے چو آفتاب ایں است — سخن صاف تر ز آب ایں است
طرف صبح از نقاب برا — مطلع مہر را جواب ایں است
سوئے دلدار میروم نصرت — سفر روبہ آفتاب ایں است
دامن از گل کشیدہ می آید — نگر آئینہ دیدہ ے است
در تہہ خاک نیز راحت نیست — سبزہ دامن کشیدہ می آید
بسکہ تنگ است دامن صحرا — آہو از خود رمیدہ می آید
میرسد بید ماغ نصرت یار — حرف بدگو شنیدہ می آید
چشم بر آئینہ ام وانکند — ناز پرور و حیا را عشق است

به محفلے که بیک درد صد دو بخشند | چه می شود دل مارا اگر بما بخشند
قصور و حور به زاهد بمیکشاں می ناب | بمن زهر دو جهاں کاشکے ترا بخشند
زباز پرس قیامت غمی مشو نصرت | که عاصیان جهان را بمصطفے بخشند
ذره از خورشید رو گرداں شود | گر زروی خویش برگیری نقاب
از مہر خاکم نشدی مستانه دوش | در کفن کردی مرا آخر کباب •
مصحف روی بتاں را دیده ام | سورهٔ اخلاص کردم انتخاب
سخن از محفلے برون نرود | گفت کو در زبان خاموشی است
منت باده که کشتم ساقی | بر زگاه تو جام خاموشی است
بیرنگی است مشرب هم رنگ آشنائیم | آئینه می شناسد در عالمی که مائیم
هرجا غنا زدند دیبای خوش تمائیم | آنجا که فقر جویند چوں نقش بوریائیم

در یاد آں از دوش از بسکه محو گشتیم
آئینه می فروشیم هرجا لبغل کتائیم

۱۹۔ میر محمد هاشم جرأت تخلص او ایں خطاب هاشم علی خاں داشت الحال بخطاب موسوی خاں مامور است از سادات موسوی و گیلانی الاصل است در قرب و مصاحبت آصف جاه ثانی نداشت بخدمت میر منشی گری مامور بود آخر ها لسببے تغیر گشته در عتاب آمد عالم به جمیع علوم است در فن شعر و انشا نظیر ندارد روزیکه ملازمت محمد شاه بادشاه نمود رکن السلطنت آصف جاه بعرض رسانید که ایں ابو الفضل عصر است

در فکر نظم و نثر و سائر کمالات انسانی از اقران امتیاز دارد، این اشعار آبدار او ست ؎

از خاتم دل نقش سلیمان بکف آید
نقش است برو نام خدا نام محمد

تا نقاب آن پری را از رگ گل یافتند
اطلس پیراهنم از چشم بلبل یافتند

میشود از اختلاط ناتوان سرکش قوی
شاهباز شعله را خاشاک بال و پر شود

شب که نقد هستی من بیتو صرف اشک بود
در شبستان شمع سرگرم گداز رشک بود

شب که در بزم چمن ساز طرب آماده بود
دانهٔ انگور قندیل چراغ باده بود

روز وصلت جرأت از شرم تهیدستی گداخت
مایهٔ آتش دل بود دل را روز اول داده بود

فلک بادا مطیع حکم آصفجاه دین پرور
که نامش دهر را روشن بآئین قمر دارد

بود قایم مقام وحی منزل حکم والایت
که چون نطق ملک حرف تو در دلها اثر دارد

بود لبریز نور از زیر پا تا سمت رامیشر
بعهد دولتت شام دکن فیض سحر دارد

زحال خسته آئینه ام این نکته روشن شد
که یکروئی درین اوقات حیرانی ثمر دارد

پاس دل گر میتوانی داشت سلطان میشوی
این نگین را چون بدست آری سلیمان میشوی

بی غبار کینه نتوان زیستن ای ساده لوح
از صفائی سینه چون آئینه حیران میشوی

صاف دل معتکف زاویهٔ حیرانی است
این سخن را سند از آئینه سازان کردیم

نه بهر آنکه منزل دور و پا لنگ است مینالم
دلم را چون جرس جای طپش تنگ است مینالم

شکست تن به مطلب میرساند اهل معنی را
بود چون آفتاب این نکته از برگ حنا روشن

قلم را در بیان درد دوری نارسا دیدم
چو مژگان یک قلمدان خامه در هجرش تراشیدم

باشد مسی بران لب مشکین تبسم؛
خطش بود بهارے از عنبر تبسم

تا در جهان نماند انکار معجز حسن — شق القمر عیان کرد پیغمبر تبسم
لاله طوفان کرد بعد از خاک گشتن از گلم — مردم و خویش چراغان میزند داغ دلم
چشم فیض از قرب ارباب دول هرگز مدار — در کنار بحرم و خشک لب چون ساحلم

کاکلش را چو بر رخش دیدم — معنی شب بخیر فهمیدم
چشم شوقم نگرانست براهت دایم — همچو نقش قدم از خاک نشینان توام
بسملم کردی و گرمی طپم آزرده مشو — میکنم رقص که در ذیل شهیدان توام

با بنای زمان چو شیره سامان تعب کردم — زگرمیهای خود با خلق چون خورشید تب کردم
حباب آسا خموشی آبروی هستیم باشد — گرفتم عبرت و ضبط نفس را مهر لب کردم
دوام هوش چندین رنگ آفت در کمین دارد — بطور شیعه جرأت متعه با بنت العنب کردم

درین وادی سر جولان کند این شعله خود دارد — که هر سو بحر وا کرده است آغوشی ز ساحلها
ز شوق لذت تیغش برای حفظ جان خود — تلاش طرفه دارند بعد از ذبح بسملها

دادیم دل بگردش چشم پری وشان — کردیم سیر گردش لیل و نهار را

چون گهر سیر چشم ایجادیم — توام ماست آب و دانهٔ ما
در تب و تاب آفتاب رخش — شام زلف است شامیانهٔ ما

زاهدی پسند دگر رنگ عاشقان را — بود عجب چه داد نه خر قدر زعفران را
تا شنیدم پند ناصح میگریزم از شراب — چون گزد کس را سگ دیوانه میترسد ز آب
آنکه اکثر دیده بر روی دریا موج نیست — بسته در عشق صنم سیمای من زنار آب
ما رسانند نغمه های تر بگوش میکشان — بسته بر طنبور بحر از موج چندین تار آب
موی مژگانم بود شمع سرشکم شعله — گر شبی در کلبه ام ای چراغان کرد نیست

افتاد سایهٔ مژهٔ او مگر بدشت   کار جفای خار ز نشتر گذشته است

جان را تن است باعث بگذشتن از صراط   معنی بپای لفظ ز مسطر گذشته است

بهر صید اهل دنیا بهتر از زر دام نیست   شعله هم با رشته تا روغن نباشد رام نیست

مایهٔ افزونی محصول جز تهدید نیست   هر کجا در لفظ تضعیف است بی تشدید نیست

دعوی پیغمبری مکتوب گر دارد بجاست   بی زبان مطلب ادا کردن کم از اعجاز نیست

کرد ایجاد ز هر نقش قدم گل دامنی   طرح صد دام ز یک جلوهٔ طاوسی ریخت

سلک مروارید در پر جیغهٔ آتش بسر   شمع ما جرأت شد و سلکش پای سامان گداخت

اتفاق ناتوان مایهٔ دولت بود   اوج موج جویبار از اجتماع قطره هاست

راز جانان نیز معشوق است باید پاس داشت   بهر این لیلی نباشد بهتر از دل محملی

دل خون گشته به چشمم چه بتاخیر چکید   وا نمی شد گره الفت او دیر چکید

حرف جانبازی فرهاد ز بس شیرین بود   خواستم سر کنم از جوی قلم شیره چکید

دمی که دیده بیاد دهان او تر شد   برنگ غنچه گره بست اشک و گوهر شد

ترمی بال و پر از غنا باشد ضعیفان را   که مور بے سر و پا چون برآورد پر نمی ماند

مگر به باغ سر میکشی است جانان را   بدوش شاخ گل از غنچه صد سبو دارد

سخن طرازی جرأت به بزم آصفجاه   چو طوطی است که آئینه پیش رو دارد

حذر ز مردم دیرینه کن که همچو کمان   بغیر فتنه ز قدهای خم نمی آید

بیان آتش پنهان شوق بسیار است   که سوز دل بزبان قلم نمی آید

دود تمنا که پیام آتش دوزخ بود   حقه کش از نے مدام انگشت حسرت میگزد

نور چشم اهل بینش میشود دل چون شکست   سرمه هم پیش از شکستن در بیابان سنگ بود

جرس ہر دم بآواز بلند این حرف میگوید　　کہ صاحبدل بلند آوازہ از بیتابی دل شد
کلام دلکش ملا غنی دل می برد جرأت　　طپیدن درمیاں جملہ اعضا قسمت دل شد

دل را آبرو سرمایۂ دوراں سر گردد　　کہ می پیچد بخود چوں رشتۂ تابیدہ تر گردد
بلند است این نوا از برجہای قلعہ گردوں　　بہ ساماں کاروبار عالم از اثنا عشر گردد

چشم گل ہر صبح از یاد تو پر نم می شود　　در گلستاں از ہمیں سبب طوفان شبنم میشود
بیاد روے تو خاکسترے بر روما لید　　بہ شوق جلوہ أنت آئینہ ہم قلندر شد

ز خود گذشتم و گشتم باد دو چار امروز　　ز فیض عشق و جنوں کردہ ام دو کار امروز
دہ جلوہ کرد بہ صحن چمن کہ نکہت گل　　ز بیخودیست بدوش صبا سوار امروز

گرفتہ جا بہ دلم مصرع علی جرأت　　گذشتہ ایم ازیں کوچہ از عبادہ مپرس
کدام عشوہ کہ از روی خود نقاب کشید　　کہ چاک کردہ بہ بزم چمن گریبان گل

رباعیات

تا دیدن روی او اشعار است مرا　　در باغ جہاں چو گل دو کار است مرا
میخندم و میدرم گریبان از شوق　　ایں شیوہ بہ بزم وصل یار است مرا

انسان معلوم و مایہ ہستی او　　ہوشیاری اوست عین بدمستی او
اقوی باشد حباب در بود زما　　حبس نفس است باعث ہستی او

ہر کس ز حیا کم سخن و الکن شد　　بے نور دریں زمانہ پر فن شد
در انجمن جہاں تاریک چو شمع　　بے چوب زبانی نتواں روشن شد

بے مشرب صاف صاحبدل نشوی | بے سیر خرابات تو کامل نشوی
اے زاہد خشک نرم شو بادہ بنوش | اے منشت غبار تا بکے گل نشوی

افلاس خمیر مایۂ شد باشد | مفلس بجہاں ہر کہ بود خر باشد
جمعیت دل چو لازدگشتن در ہر | وابستہ بگرد آوری زر باشد

از غم دارم دو دیدہ گریانے | وز آتش غصہ سینۂ بریانے
حالم ایں است یا مجیب الدعوات | رحمے کرمے عنایتے احسانے

۲۰۔ محمد رضا قزلباش خاں امید تخلص از قوم ہمدانی قراملوست بہ سبب شناسائی کہ با ذوالفقار خاں بہادر نصرت جنگ داشت از ولایت ایران در مملکت دکن رسیدند، نصرت جنگ محمد تقی خاں کہ خانساماں و مقرب و مصاحب ہم بود باستقبال او فرستادہ بملاقات خود مسرور ساخت بمنصب بادشاہی سرافراز گردیدند مدتے قلعہ داری قلعہ ہنی مرک تابع صوبہ حیدرآباد داشت از انجا بجناب نواب خلد منزلت آصف جاہ رسید سالے چند کسب سعادت خدمت نمودہ از جملہ قدوۂ مقربان گشت و ہمراہ رکاب فیض انتساب او بہ شاہجہاں آباد رفت در آنجا بنابر وجوہات بے عنایتی آصف جاہ بحالش راہ یافت باز بہ دکن نیامد ہمانجا ودیعت حیات بموکلان قضا و قدر سپرد، با آنکہ ولایت زا بود اما از عقل رسا مضامین

کبت و دوهره می فهمید و بقانونی سرود می خواند که مطربان کسبی باستماع نوای آن در مقام حیرت می آمدند، و در کلبه اش مجمع خوبان می شد، بدیدن تماشای رقص شوق مفرط داشت، برسائی طبع بلند شعر میگفت، اشعارش همه پر از متانت الفاظ و معانی است، صاحب دیوان است، این اشعار از طبع وقاد اوست ـــ

درین گلشن زبس آوارهٔ آشوب ایامم　　دمی چون بوی گل در خانهٔ خود نیست آرامم

زبس با چرخ ستمگر تیره بختم چون نگین دارد　　زمین بر جا نمی ماند نشانی گر بری نامم

نگو در چار سوی آفرینش پی خریدارم　　که همچون شمع گرم از سوختن ها گشته بازارم

به جمعیت سر و برگم چسان باشد که در گلشن　　پریشانی کند چون غنچهٔ گل از طرف دستارم

کمال هر که افزون شد نمیدارد خریداری　　چو گوهر از گران قدری شکست افتاد در کارم

سراسر همچو مهر و ماه گردیدیم دنیا را　　ندارد منزلی آسایشی دیدیم دنیا را

انتخاب کتاب ایجا دیم　　از وطن دور کرده اند مرا

من نمی گویم گل و باغ و بهار از دست رفت　　یک بهشت آرزو لیکن که یار از دست رفت

گر خموشم من زبان را زبی تقریر نیست　　شاهدی دیگر درین دعوی به از تصویر نیست

رفتن پا مانده دیده و مژگان نشد سد رهش　　خار این گلشن هزار افسوس دامنگیر نیست

حرفی بنامه نیست چو کردم رقم رقت　　از بس که عرصه داشت چونی شد صدا بلند

نویسم نامه او از بسکه خون میگریم از حسرت　　تو گویی کاغذ مکتوب من رنگ حنا دارد

چو من دیوانه از کوشش روم از ضعف تن　　سایه چون زنجیر می پیچد بدست و پا مرا

بیا به بین که بدریوزهٔ غبار رهت　　کدام دیده که چون کاسهٔ گدائی نیست

ز چرخ سنگدل کادش بتن تا چند بردارم | کسے تا کے بہ بندد تام خالی چوں نگیں باشد
بسا کشاد کہ در بستگی شود ظاہر | کلید روزی استاد قفل گر قفل است
روشن بود کہ شمع بہ شب دارد اعتبار | بیجا نمی خرند بہ ہندوستاں مرا
راست میگویند صحبت را اثر بودہ است | ایں قدر بیگانہ نکرد آشنائیہا مرا
مجو درماں دردے از مریہ تجبۂ دنیا | چہ می آید ازاں مردے کہ باشد کمتر از زن ہم

من آنچہ دیدہ ام از چشم یار می ترسم
خدا نہ کردہ مباد کسے دگر بیند

۲۱ - میر فقیر اللہ خاں نشا تخلص پسر ارادت مند خاں است کہ در عہد بادشاہ عالمگیر در اورنگ آباد خدمت دیوانی بیوتات بادشاہی داشت، ہمشیرہ نمادہ حقیقی دیانت خاں است کہ دیوان ممالک دکن بود، خلد منزلت آصف جاہ بمراعات خاندان عالی او ہمیشہ بخدمات سرافرازی فرمود، روزے بحضور خلد منزلت ایں بیت در شاہنامہ نادر شاہ کہ از خنکار روم شکست یافتہ نوبت روم بالشکر انبوہ باز بر روم آمدہ بود خواند خلد منزلت محظوظ شدہ فرمود کہ کیفیت فرار بخوبی گفتہ است بیت ایں است ؎

از یں رفتن و آمدن عار نیست | کہ بے جزر و مد موج ایجاد نیست

دریں ایام بخطاب پدر امتیاز یافتہ بہ قلعداری قلعہ پانگل نواح صوبہ حیدر آباد مامور است، بوسعت اخلاق زندگانی دارد با علم موسیقی آشنا است، فکر شعر ہم می نماید دیوانے ترتیب دادہ از وست ؎

بدیده باز نیامد سرشک افتاده   خدا کند که نیفتد کسے ز چشم کسے
بسکه بیدار بود دیدهٔ پر آب مرا   جوہر آئینہ گردید رگ خواب مرا
این آسمان کبود زتاثیر آه کیست   برگشته میزند مژه ات تیر از نگاه
این فتح در گریز نصیب سپاه کیست   عریان تن است اگرچه لباسش بود حریر
بر قد ہر که راست نیاید قبای فیض   از دم سرد لئیمان شمع دل در پرده دار۔
نیست بے فانوس در بزم ہوا ایمن چراغ   ....

گمان دارم بخاطر دارد استقبال مجنونے   کمر از دامن کہسار دیدم بسته صحرا را
شب به بزمم خنده مایل تا لب آں حور بود   از تبسم چوں سحر کاشانه ام پر نور بود
تا بہ بند تہمت بے دردیم دور فلک   از جہاں چوں نبض بسمل یک طپش منظور بود
ای آرزو اگر ہوس روشنی تراست   از بہر چشم خاک ره بو تراب گیر
بعرض مدعا جوشیده صورت نمی بندد   زباں چوں شمع گیرد شعله در ہنگام تقریرم
نظارهٔ داغ جگر از بسکه خوش افتاد   بر روئے گل اساک نکردیم نظر ہم
بجز گردش ندیدم از تلاش نارسائی خود   برائے مدعا ہر چند ہمچوں آسیا گشتیم

زبس مالیده ام از لطف صیاد
نگنجد در قفس بال و پر من

۲۲۔ میر قاسم خاں عاشق تخلص پسر خواجه عبد اللہ خاں است
که دیوان پادشاہی صوبه مالوه بود بعد عزل خدمت در دکن بخدمت آصفجاه
آمده مورد عنایات گردید به منصب عمده و بعطائے جاگیر و طبل و علم

سرافرازی داشت، نواب آصف جاه بکرات پیغام خدمات فرمود قبول نه نمود، هرگاه در حضور مذکور ذاتی به میان می آمد جوابہائے دوست و درشت بنوعے می گفت که از عمدہا دیگرے را مجال دیار آن نمود با آنکه فوجی و خدمتی نداشت هر روز نوبت پنج وقتی می نواخت، عزیز القدر بود، راه سفر آخرت پیمود بعد فوت پدر فرزند ارجمندش نیز کسب خدمت سعادت آصف جاه میکرد، بخدمت خانسامانی امتیاز یافت، بنابر جوہر قابلیت در اندک فرصت صاحب اختیار جمیع کارہاے سرکار عالم مدار شده مرجع و مآب خلایق گشت، درین اثنا یکی از ملازمان خود را بجان کشت ازین سبب در قهر و غضب آصف جاهی در آمد مصرع

اعتبارات آنچه دیدم گفتم اوهام است و بس

بشرافت حسب و نسب گوهر یکتا ست از اولاد حضرت مخدوم اعظم است درین ایام خانه نشینی اختیار کرده از کمال فهم و فراست طبع نظمی درست دارد، اشعار همه دلپذیر انداز اوست ؎

هر سال در بهار بکسب شرف جنون　　آید برهنه پا بطواف دماغ ما

این غزل در مبارکباد و توصیف شادی سالگره سال شصتم نواب آصفجاه طرح کرده ؎

صراحی در بغل دارد قدح در دست می آید　　ز بزم حسن آصفجاه ساقی مست می آید

ز فیض نو بهار سال شصتم ای بلند اختر　　تو ذو القرنینی و عالم ترا در دست می آید

مبارکباد سال نو ترا ای شاه جم شوکت　　زماہی تا بمه شاہا ترا در شست می آید

بگردون اگرچه می ساید سر خود همچو جمشیدی　　بچشم شرفهٔ کاخ بلندت پست می آید

براماننش زدم دست امید خویشتن عاشق

کز و بخشیدن هر دو جهان بکدست می آید

۲۳۔ خواجه ایوب مخاطب بجمیل بیگ خان نبیرهٔ جمیل بیگ خان

مرحوم است که در ایام سلطنت پادشاه زاده عالمگیر در دکن بعنایت خانجهان بهادر کوکلتاش بود، در اورنگ آباد جمیل پوره بنام او آباد است، مسجد عالی ساخته است پدر جمیل بیگ خان خواجه محمد ذاکر از مشائخ بلده کابل بود قوم مغل کلته پای از مریدان اوست، خان مذکور مدتے بسبب بیکاری از پریشانی می گذرانید، نواب عضد الدوله عوض خان بهادر مرحوم در نیابت صوبه داری دکن به عطائے منصب و جاگیر و ضلعداری پیضاپور مامور فرمود، آخرها بعنایت و قدردانی آصف جاه علیه الرحمه به صوبه داری صوبه براد امتیاز یافت، به صفت شجاعت موصوف است، بدیدن تماشای رقص و استماع سرود شوق مفرط دارد، بوقت شنیدن سرود و دیدن رقص از دردمندی گریه و زاری می نماید در مجلس او سکوت است درین ایام بنابر وجهے ترک روزگار کرده از قدیمان روزگار و سلف است گاهے فکر شعر می نماید از وست ؎

دل می طپد از ذوق ندانم خبرے کیست　　رنگم برد از چهره درین رهگذرے کیست

در نظرم سیه کنان قبله نما کیست　　پرواز نگه از اثر بال و پرے کیست

[عہ] بسوخت ز آتش شوق تو جان تن باقیست ، بسان شمع بسوزند و پیرہن باقیست
ہلاک گشتن مجنوں ہزار سال گذشت ، ہنوز در کفنش بوے سوختن باقیست
چراغ راہ ندارم بہ بزم سوختگاں ، مدام پرتو حسنت در انجمن باقیست
رسید تیر نگاہت بدل مشبک شد ، ہزار بخیہ بگردید و دوختن باقیست
بناز بر سر مقتول خود بیا ظالم ، بہ بیں کہ یک نفس از زیستن باقیست

ز شبنم نگہم دادہ آب بر رخ گل ، بہار گشتم و در برگ گل چو بو رفتم
گہر فشاں شدہ اشکم ز چشم بہار نثار ، بپاے بوس تو ہر دم بہ آبرو رفتم
ز گرمی نگہت چوں ز خویش آب شدہ ، برائے آں لب لعل تو در سبو رفتم

صدای قلقل مے تا شنیدہ مست شدم ، کسے چگونہ چشد قطرۂ ایاغ ترا

ز سردی زمانہ مراد در سر شدہ
صندل موافقت بہ سرم نمی کند

۲۴ - درگاہ قلی خاں پسر خاندان قلی خاں است والد ماجدش عمر خود را در خدمت نواب آصف جاہ بآخر رسانید سرای نظام آباد معروف اجنٹہ بسبب اعتمادے کہ داشت باہتمام او باتمام رسید ہٰذا البلد امنا تاریخ آں بر دروازہ سرای کتبہ کردہ ۱۵ نذ روزے حضرت آصف جاہ پرسید کہ لفظ خاندان کہ بر اسم شما است کدام خاندان است عرض نمود خاندان اہلبیت حضرت سید المرسلین صلعم فرمود پس شما شیعہ خواہند بود چوں بہرۂ از عقل داشت جواب داد کہ بندہ ہراتی الاصل است سکنائے انجا

لہ تذکرہ بے نظیر ص ۶۲ سفینہ ہندی ص ۶۵ عہ یہ اشعار دوسرے نسخے میں درگاہ قلی خاں کے تذکرے میں بھی ہو گئے ہیں۔

اکثرے اہل سنت جماعت اند صحبت دوست است، از مجمع یاران رنگین بخوشدلی می گذارند خورسند وشگفتہ روست با بسیاری عقل و دانش در جمیع کارہا سلیقہ درست دارد از تیز فہمی و بلند فطرتی گاہے فکر اشعار فارسی و تاریخ گوئی می نماید از وست شعر

دل میطپد از ذوق ندانم خبری کیست   رنگم بپرد از چہرہ دریں رہگذری کیست
در نظرم سپہ کناں قبلہ نما کیست   پرواز یکہ از اثر بال و پری کیست
بہ شوق زآتش شوق تو جان و تن باقیست   پسان شمع بسوزند و پیرہن باقیست
ہلاک گشتن مجنوں ہزار سال گذشت   ہنوز در کفنش بوے سوختن باقیست
چراغ راہ ندارم بہ بزم سوختگاں   مدام پرتو حسنت در انجمن باقیست
رسید تیر نگاہت بدل مشبک شد   ہزار رخنہ بکردند دوختن باقیست

بناز بر سر مقتول خود بیا ظالم
ببیں کہ یک نفس او زیستن باقیست

۲۵۔ امیر عبدالحی خاں وقار تخلص خلف الصدق نواب شاہ نواز خاں بہادر[1] سلمہم اللہ تعالے بخدمت دیوانی جاگیرات و دیوانی بادشاہی سرکار دولتمدار محالات صوبہ برار سرافراز است، از وفور کاردانی و معاملہ فہمی مجرائی نیکو خدمتی بہ ظہور آوردہ بہ منصب دو ہزاری و ہزار سوار بعطائے طوغ سربلندی یافت با آنکہ سن عمرش الحال از پایہ عشرین گذشتہ اما بتائید افضال حضرت پروردگار بحسب عقل و تمیز در تمکین وقار پسندیدہ اطوار

---

[1] تذکرہ بے نظیر ص ۱۳۲۔ یہ اشعار پہلے نسخے میں خواجہ ایوب کے تذکرے میں دیے گئے ہیں۔

مانند پدر بزرگوار خود است بجودت فهم و جودت طبع اشعار فارسی و
هندی طبع درست دارد از وست ؎

بداغ عشق سرشته دل چو لاله مرا ز خون خویش لبالب بود پیاله مرا
بهر کجا که رسم گریه سر کنم ز غمت چو نی ز درد ز دل لازم است ناله مرا
هزار شکر که محسود یار و اغیارم قضا بدست غمت کرد تا حواله مرا

نماند تاب مرا امشب و دل خرابم مرا بماهتاب بر آرند آفتاب مرا
سرمه گین چشم پر دیده جان مرا نیست ممکن صد افغان مرا پرده
شگون گل بود گر پیرهن بر تن درید تنها ببلبل هم مبارک باد هست آه از دل کشید تنها
هنرور کے تواند دید زیر چرخ آرامی در غلطان ندارد یا د شکل آرمید تنها
چه پرسی حالت من اضطرابی دارم از هجرت که گه دل گاه نبض از هم بر دو کوی طبید تنها
بجز بے حاصلی حاصل ندارد گردن افرازی بر شمشاد باشد بے بری از سر کشید تنها

کند آرام هر دم دختر رز در بر مینا بگردون میرسد زین نشئه طالع سر مینا
بود کے خوشنمایے حسن معنی صورت لفظی تهی از مے گل بیرنگ باشد پیکر مینا
چه سان آسان برم جان را ز دست ناز که ساقی که دارد بر کف خود بهر قتلم خنجر مینا
دل ما میکشی از شیشه نیلی هوس دارد تب ما را کند به شربت نیلوفر مینا
دے دارم بکف بهر نثار آن کف ساقی سرے دارم بدوش خود بلاگردان سر مینا

مارا بسوے شمع رخت دیدن آرزوست پروانه وار گرد تو گردیدن آرزوست
ای شوخ من بیا که درین فصل نوبهار با تو دمی نشستن و خندیدن آرزوست
ز شوق چشم او نرگس نگه بستن نمیداند بیاد قامتش شمشاد بنشستن نمیداند

ای که همواره لب لعل تو میگون باشد — شیشهٔ می ز لبت آبله خوں باشد

گه تغافل و گه ناز و گه جفا دارد — برائے کشتن عشاق شیوه‌ها دارد
چگونه جاں برد آسان ز ظلم خود ظالم — که تیر آه غریبانه بر قضا دارد

داشت شوق گل روئے تو نهانے نرگس — کز عدم چهره بر آورد و خزانے نرگس
ز روے کاسهٔ چشمش نبود بے وجهے — شد ز سودای نگاهت یرقانی نرگس

از تماب حسن روے تو نازد بجوش گل — از خون خویش شد بچمن باده نوش گل
اے تو بهار عزم گلستان نمودهٔ — کز شادی وصال تو شد سرخ پوش گل

ز شوق چشم خوست بد رفته رفته مست شدم — بیاد روے تو آخر صنم پرست شدم
نمیدانم چه شامت کرده ظالم گناه من — بگردوں میرسد هر لحظه از جور تو آه من
بامید که دیدنش جاں میدهم هیهات در قتلم — تغافل میکند بیداد شوخ کم نگاه من
نگه در دیده سویش کردم و از شرم این جرأت — نویسد سطرها از اشک چشم عذرخواه من

رباعیات

هر کس که ترا دید به کس رو نه کند — وانکس که ترا شنید گل بو نکند
عشاق تو فارغ اند از هر دو جهاں — مست می عشق تو بے خو نکند

یا رب همه جرم گشته در پیش مرا — در فکر شده است جان و دل ریش مرا
هر چند که افزود ز حد عصیانم — محروم مکن ز رحمت خویش مرا

دہر است کہ اتمام برو پیدا نیست — تا صبح شود شام درو پیدا نیست
چندیں شاہان دراں حکومت کردند — امروز زکس نام درو پیدا نیست

ای میخواران کہ صید دام شماست — شخص مینا بہ حلقۂ جام شماست
لازم گیرید یاد ما شیفتگان — صہبائے طرب کنوں کہ در کام شماست

ای بادہ کشاں دمی کہ می نوش کنید — حرفی بہ شما گویم اگر گوش کنید
دارید بدل ز خود فراموشان را — اے کاش فراموشی فراموش کنید

ظالم نگہاں بدل چو منزل کردند — صد جور و جفا بر من بے دل کردند
چشمک زدہ ساختند چوں وحشی رام — تیغ ابرو نمودہ بسمل کردند

از دیدۂ من کہ بر تو حیراں شدہ است — در عرض رہ تو فرش ساماں شدہ است
اے دوست بیا کہ بہر پا انداز ت — در کوے تو فرش نرگستان شدہ است

در ہجر تو دل چو ابر نیساں شدہ است — وز دیدہ نم از اشک نمایاں شدہ است
چوں برق جہد ز یاد رویت رگ شوق — ای دوست بیا کہ وقت باراں شدہ است

اشعار ہندی

نہیں رکھتا ہوں دستاویز اپنے خون ناحق کے — مگر قطرہ لہو کا دامن جلاد کون پہونچے

اسیروں کے قفس کے کس کے تئیں پروا ہے مرنے کی ہماری کس طرح فریاد اُس صیاد کوں پہنچے

چمن کے صحن میں ہم بھی نہال ہو جاتے جو تیرے پاؤں تلے پائمال ہو جاتے

مجھے گر جانکنی کا حکم وہ شیریں دہاں کرتا کہا اُس کا خدا کی سوں امے یارو بجان کرتا

فلک گر تا زمین پھٹتی چمن بے رنگ ہو جاتا اگر میں اپنے دل کا حال اے ظالم بیان کرتا

بجھانے میں جلے دل کے تیرے جو سخت دھیما ہے کلی میں جس ستمگر کو دیکھو لالا نیما ہے .

بتو خوان محبت پر ہماری بھر نظر دیکھو دل صد پارہ آخر کیا مزہ کا گوشت قیما ہے

گلستان محبت کا مجھے لالہ بنایا ہے سراپا غرق خوں ہو داغ دل تس پر ضمیما ہے

دیکھنے کوں غنچہ دگل کے جیب آتی ہے بہا تم بنا گلشن میں اپنا خون کھاتی ہے بہار

سجن تجھ زلف میں ہل مل رہا ہے ہمارے ہات میں کب دل رہا ہے

نہیں کھلتا بہار و باغ سوں دل یہی عقدہ مجھے مشکل رہا ہے

اس شوخ سے میں کہا کہ مجھ سیں بولو اس عاشق گریاں طرف آنکھیں کھولو

کیا بیش بہا ہیں آنسوؤں کے موتی کہتا ہے وہ ہنس کے رو رو رو لو

میں مدت کے بعد جو ایک دم سویا دیکھوں تو مجھ کنے ہے ظالم گویا

ایک آن میں حیف کھل گئی یہ آنکھیں پھر موند پلک میں وہ نہ دیکھا رویا

از بسکہ تم اے عشق کے سیکھے گھاتیں سب بھول گئے وہ سادگی کے باتیں

نکلا جو خط سیاہ گورے منھ پر اس وجہ سیں شاید کہ پھریں دن راتیں

کیوں کر گل باج دن بھرے گی بلبل آخر اس غم ستی مرے گی بلبل

آئی بہار اب نہ بیٹھے ہے پھول
ہووے گی خزاں تو کیا کرے گی بلبل

۲۶۔ عارف الدین عرف میرزای عاجز تخلص اورنگ آبادی بلخی[1] الاصل است۔ پدرش در زمان سلطنت عالمگیر بادشاه از بلخ به هندوستان آمد غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ به منصب سرافراز کنانیده با خود داشت۔ بعد ازانکه پدرش وفات کرد خاں مشارالیه صغیر بود و ازآنجاکه حضرت رب کریم و رحیم بندہائی خود را ضایع نمی گذارد به فضل عمیم از فہم و دانش نصیبه وافر بخشید۔ چوں بسن تمیز رسید به دستگیری و عنایت نواب سید لشکر خاں بہادر نصرت جنگ صوبه دار اورنگ آباد به عطائے منصب و خطاب خانی سرافراز گردید۔ به جاگیر قلیلے اوقات بسر می برد درین روزہا بخدمت بخشی گری رسالہ سواران که نواب نامدار مذکور سر بلند فرموده سرگرم خدمت و مستعد جانفشانی ست۔ نشه شجاعت هم دارد و با فقیر محرر از طفولیت همدم و یکدل است از روے اشفاق بدیدن احقر تشریف ارزانی می فرماید در کوتوال پوره بلده اورنگ آباد احقر العباد مکانے ساخته۔ روزے قدم رنجه داشته بود فقیر از راه شوخی جرأت نمود که دعوی تاریخ گوئی دارید تاریخ ایں مکان همیں زماں بدیهه بر زبان آرید۔ تبسم کرد و گفت پہ صله خواهید داد۔ گفتم هرچه بخواهید۔ لمحه سر در گریباں فرو برده بخود وجد نمود و ایں قطعه تاریخ بدیهه فرمود ؎

منزل عیش به از چار محل — کرد بنیاد چو مرزا افضل

گفت تاریخ بنایش هاتف — منزل جاه و مکان افضل

---

[1] تذکرہ بے نظیر ص ۹۹

فہم عالی دارد و طبع رسا در اشعار فارسی و ریختہ ہندی از نازک خیالان است و در تاریخ گوئی بے بدل دیوان فارسی و ریختہ ترتیب دادہ ایں چند اشعار آبدار از زادہ طبع اوست ؎

نسیم صبحدم تا وا کند بند قبایش را   شود رنگ گلستان موج شبنم آفتابش را
بصحرائے کہ آں کلگوں قبا گردد شکار افگن   ز خون صید بجز لالہ گوں سازد سرابش را
شود چوں شمع بزم ... نہ زیب قد دلجویش   کنند از خون دل پروانہا رنگین کالبش را
غبار سرمہ بیمدد از نگاہ وحشت آہو   چو بیند سایہ مژگان چشم نیم خوابش را
بہ تعریف سیہ چشماں رقم کرد آنچناں عاجز   کہ مثل سرمہ بیند ارند ہر سطر کتابش را

تا حریر خندہ آتش از نگہت گل بافتند   طیلسان گریہ ام از آہ بلبل بافتند
می پرستان تا مرا در حلقۂ بزم آورند   دامہا از رشتۂ آواز قلقل بافتند
جز حدیث کاکلش حرفے ندارم بر زبان   پردۂ تقریرم از رگ ہائے سنبل بافتند
از برای جان نثار نرگس مستش کفن   عاجز از تار خیال نشۂ مل بافتند

اے وائے بر غریبی کز غم فتادہ باشد   جان را بوحشت خاکے بر باد دادہ باشد
خوش عاشقی کہ یکدم بر روی جاں ستانی   در وقت جان سپردن چشمے کشادہ باشد
ہیہات آں زمانے کز چشم خوں فشانی   دل را رفتہ باشد عاجز ستادہ باشد

ایں دو بیت از قدیم است و ابیات مسطورہ در تتبع ہمیں گفتہ ؎

اے وائے بر اسیری در دام رفتہ باشد   در دام ماندہ باشد صیاد رفتہ باشد
شادم کہ از رقیباں دامن فشاں گذشتی   گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد
مدام آوازہ کوکوست در کاشانہ ام عاجز   ز خاک قمری نالاں مگر کردند تعمیرش

بتسمت بدلم آن قدر جنون انداخت | که غنچه کرد ز من پیرهن دریدن رقص

چنان بسیر عدم بال میزنم عاجز | که کرد شهپر عنقا ز من پریدن رقص

فلک در دل غبار کینه از من آنچنان دارد | که سوی ابر اگر بینم بچشمم خاک می آید

گدای خوش نوا مطرب ببزم زاهد است امشب | که آواز جگر سوز از نی مسواک می آید

بی قدش گلشن بود در دیده ام ماتم سرا | می نماید سرو دود آه در بستان مرا

مدتی بودم ببزم بی زبانی بسته لب | در سخن آورد لطف بید لشکرخان مرا

خیال موکمری بسکه ناتوانم کرد | ندید چشم اجل هر قدر که جست مرا

ما نمی فهمیم عاجز رمز معنی های پست | از کسی حرف بلند آید پسند گوش ما

گلرخان بعد وفاتم چه شود یاد کنند | خنده بر لحدم کرده مرا شاد کنید کنند / کنید

فصل گل آمد خون گشت دل ای صیاد ان | روح بیتاب مرا از قفس آزاد کنید

به چو خیال باده شوق او گذری کند بباغ ما | ز نسیم نشه بیخودی خللی رسد بدماغ ما

به بهار گلشن این جهان ز جفای باد خزان غم | نه دمید سبزه بکشت ما نشگفته غنچه بباغ ما

نه نشان سرو نه قمری نه گلی نه غنچه نه بلبلی | به چو دیم عاجز ازین چمن که رسد بوی بسراغ ما

ز خزان گلشن این جهان دل ما فسرده خون شده | بدرون سینه ما نگر که چه گل نموده بهار ما

رسیده عاجز ازین چمن بسر نصیبه ما گلی | مگر آنکه آمده لخت دل بکنار دیده زار ما

قامتم عاجز ز بار زندگی گردید خم | کیست گیرد جز لحد بار سر دوش مرا

دل درون سینه از یاد دلبش بیتاب سوخت | گشت آخر آتش یاقوت این سیماب را

نگهی سدسه خود ای مه جبین نقاب در آب | که تا کنیم تماشای ماهتاب در آب

نگاه نرگس مست تو تا فتاده ببحر | شده است دیده ماهی خم شراب در آب

سخن پرس ز عاجز بوقت جوش سرشک
که هیچکس ندید، ف را جواب در آب

دلبران سبزرنگ از بس بخاک آسوده اند
سودهٔ زنگ زمرد گرد هندوستان است

خط پیشانی من نقش کف پا گردید
بهر تعظیم اجل کس نه خمیده است چو من

نریزند چشمه مت جوش ز خاک لحدم
ای شهیدان قسم گل که شهید است چو من

از حیا چون رخ گلگون تو سازد عرقی
شود آئینه بدست تو گلابی درفی

تا جگر خاک نه گردد سخنی رو ندهد
خامه بی حرف بود تا بد نقش نیست شقّه

گردبادی نبود بر سر صحرا عاجز
مانده در خاک ز بیتابی مجنون نسقی

کفن از چادر مهتاب عاجز، اتوان کردن
که جان را داد بر طرز نزاکتهای مه روی

چنان مغزم از گرد کلفت یأس مخمر شد
که خاک آلود میریزد عرق از جبین پیشانی

شهید انتظار تیغ نازش گشته ام عاجز
نگاه حلقه بر خون میکنم چون چشم قربانی

چو صیادم قدم را بر دم نخچیری سازد
نگاهش در دل هر صید کار تیر میسازد

من آن دیوانهٔ گلزار حسن نازک اندامم
که بوی گل رگ جان مرا زنجیری سازد

از بهر شستن قدم نازکت به باغ
لبریز گشته است ز شبنم سبوی گل

سپه سالار عشقم صوبه دار وحشت آبادم
خطاب من خراب الدوله صحراست جاگیرم

چو وصف نشتر مژگان خونریزش بیان سازم
زند فوارهٔ خون از رگ اعضای تقریرم

برای باده نوشیهای شوخی نازک اندامی
خمیر نکهت گل می کنم پیمانه می سازم

ز وصف شمع رخسارش چراغان میکنم گل را
گلستان را مرصع از پر پروانه می سازم

ز وصف چشم مستش میدهم زینت دیوان را
ز مبهوتی خویش نازم

رسد شاید بدستم کاکل مشکین برای تابش
بایں امید عاجز گیری پیشه می سازم

دہان گور چوں سگ بود وا از بہر تابوتم ۔۔۔ بمشت استخواں خویش نو اختم رفتم

خیال جلوۂ روئی عرقناکش بدل آمد ۔۔۔ ز گوہر ہای اشک بدہ مژگاں چراغاں کن

تا نہاں از نظرم کاکل جاناں شدہ است ۔۔۔ مژہ از خون جگر نشانہ مرجاں شدہ است

دادہ ام جاں بہ بیاباں ز غم خوش چشمی ۔۔۔ خفتہ زیر سرم از چشم غزالاں شدہ است

نگہ گرم کہ زد در دل گلشن آتش ۔۔۔ کہ ز نرگس ہمہ سو جوش چراغاں شدہ است

وصف یاقوت لبش تا کہ نمودم تحریر ۔۔۔ نقش مسطر چو رگ لعل بدخشاں شدہ است

عاجز از جبہہ نم ریخت بدو زخ آبی ۔۔۔ عرق خجلت او کوثر عصیاں شدہ است

ابیات منقوطہ کہ حرفی بے نقط نیست

ذی شفقت بہ تخت بخت نشیں ۔۔۔ زینت جشن فیض بخشی بیں

بخشش زیب بخش بخشش غیب ۔۔۔ غنی بے فنی ز فیض چنیں

شق جنب ظن شقی خبیث ۔۔۔ بہ غضب بیں ز تیغ تیز بہ بیں

بخبیث نشیں بہ بخش بہ بخش ۔۔۔ نویں بہ عاجز جفتے بے زیں

اشعار ریختہ کہ سابق دریں بحر کسے نگفتہ و در دیوان از ریختہ در ریختہ قافیہ مشکل و زمین سنگ لاخ دارد۔

دل کا چمن میرا جب سیں جلادیا تیری تر ار جفانے اے سرکش

دم بدم آہوں کے شمعوں نخلوں سیں جھڑتے ہیں گل جیسے شعلہ آتش

ابرو کمانو نے کون میرے بنا کی نگاہوں کی تیروں کا تودا

دل میرا قربان کر آنکھوں پر اپنی ہیں پلکوں کے تیروں کا ترکش

خاصہ سجن پیرا گلبدن میں لباس کوں جیب سے کیا ہیکا تن سکھ دل

دل میرا پر کالی ہوتا ہے سینے میں سر کوں پٹکتا ہوں ہاتھوں کے مل مل

خمار نگاہوں کے مستی کے وصفوں جب میں کہتا ہوں چمن میں

نرگس شہلا کے بینائی نے سیں سنا ہوں گا جو شوق سیں نغمہ قلقل

تخت جنوں میرا وحشی دیوانوں میں ملکے اٹھائے ہیں شور وشین عاجز

اب میاں مجنوں بولوں کے مہر چھلوں کوں خدا سیں آپے جھلینگے

اگر کیفِ سخن میرا نہال تاک کوں پہنچے
صراحی شاخ ہو جاوے شراب انگور سیں ٹپکے

ترے رنگ تبسم سیں بتوں کو دانت لگی ہے
ترے عارض کے تل سیں گلرخوں کو تاب تپلی ہے

میرے رنگین ادا سیں بلبلاں گلگوں ہے کیا نسبت
کہ ہم سنتے ہیں تیرے باغ کے پھولوں میں ہے پھکری

بہا ما نے سیں شبنم نے کیا ہے گل کا بستر پہ
چمن میں ہکرا سکوں فرش ای خورشید پیکر کر

دو چنچل کھول زلفیں تا زمیں تانے کوں پھیرے ہے
اے دل کیا خبر تیری کہ انکھوں میں اندھیری ہے

دل کوں میرا ای صنم کاکل کے خم سیں کھینچ لے
زہر مہرہ ہے اسے افعی کے دل سیں کھینچ لے

رات اس مہرو کی جب لگتی تھی ضیا فند باغ میں
خیرہ ان گل کوں چاندنی کے تئیں اوڑھنی بنتی

زال دنیا سیں محبت مت کرو ای مرد حق
بے وفائی ہیں تو یہ قحبہ ہے کیسی کنچنی

ہمارا خوش تبسم باغ میں جب مسکراتا ہے
کلی کوں اغنیا کہتا ہے کوئی دم مت ہنسی کی خندی

ترے انکھوں کے گردش سیں فلک پھرنے لگا ظالم
زمانہ چرخ میں آیا ہوی ہے آسماں گردی

گھر الم کا ہوا ہمارا دل
درس دلدار کوں عیاں ہوا

دل عاجز لہو ہوا گھل کر
گوہر روح آہ لال ہوا

بال اس کاکل مشکیں کے نپٹ کالے ہیں
ناگ کے بیل ہے شاید کہ اسے پالے ہیں

ترے غم سین میرے آنکھوں میں جھڑی لاگی ہے

کیا کہوں پلکوں کے احوال کہ پرنالے ہیں

۲۷۔ جان میرزا مخاطب بہ میرزا خاں رسا تخلص از سادات حسینی وہمدانی الاصل است والدش سید میر خاں در عہد خلد مکان بخدمات عمدہ ممتاز بود مولد میرزا خاں حیدرآباد است ابتدا ہمراہ شجاعت خاں بہادر مرحوم صوبہ دار صوبہ برار بود بہ سبب عالی ہمتی در آنجا نیز گذران بآبرو داشت بعد در سلک ملازمان حضرت آصف جاہ علیہ الرحمہ در آمد از تغیر موسوی خان جرأت بخدمت میر منشی گری شرف اختصاص یافت الحال بہ تعلقہ کروڑ گری سایر بلدہ حیدرآباد سرافراز عزیز دلہا و مظہر جلایل اخلاق است در سخن سرائی از بلند فہمی طراز یکتائی داد د این چند اشعار آبدار از فکر روشن اوست ؎

تا جلوۂ تو مد نظر می شود مرا — تار نگاہ سلک گہر می شود مرا

یا راز نظر برفتہ زمین گیر می شوم — روزو داغ در دلم می شود مرا

ممنون نالہ ام کہ دریں بزم بے کسی — گاہے رفیق دیدۂ تر می شود مرا

ما را رسا ز خاک محبت سرشتہ است — ہر جا دلی شکست اثر می شود مرا

خوں چکاند از دیدہ ام نظارۂ دست حنا — آں کف پا برود شاید بہ گلگشت حنا

حسرت پا بوسم آخر انتقام خود کشید — رنگ ما نگرفت پا بیش را بہ شب گشت حنا

خون ما ہم عرض رنگینی بپا یش می دہد — می فتد از بام رسوای دگر طشت حنا

از غم ہر کس بہ دل فریاد مے آید مرا | شیشہ ہر جا بہ شکنند دل یاد می آید مرا
رحم کن ای باغبان گلدستہ پیش من میار | مجمع یاران رنگیں یاد مے آید مرا

چہ واقع شد زما ای باغبان تقصیر در گلشن | کہ ما را از رگ گل کردۂ زنجیر در گلشن
ز بیم نازک بالش قلم چون بیدمی لرزد | مصور گر کشد بر برگ گل تصویر در گلشن
چہ لازم عندلیبان شکوہ سنج باغبان بودن | بسر بردایں بہار آخر بہر تقدیر در گلشن

در رقص چو آمد آں قیامت ایجاد | چوں شعلہ بلند شد ز دلہا فریاد
می آید و می رود خدا خیر کند | ایں برق بہ خرمن کہ خواہد افتاد
در گلشن دہر بسکہ تاب داغم | چوں لالہ اسیر پیچ و تاب داغم
چشمت سیاہ مستی ما را ندیدہ است | زلفت دراز دستی ما را ندیدہ است
کیفیت حال من تماشا دارد | چوں مصرع شمع انتخاب داغم

بسیار بے ملاحظہ پیمانہ می دہد
ساقی ہنوز مستی ما را ندیدہ است

۲۸- آقا امین ایلچپوری تخلص وفا پدرش حکیم محمد نقی خان در عمل صوبہ داری امیر الامرا سید حسین علی خاں بہ مرتبہ امارت رسیدہ بعالم بقا رفت، بعد فوت پدرش تلاش منصب و جاگیر نکردہ در بلدہ ایلچپور برار منزوی گردید از یافت وجہ یومیہ حکام آنجا فارغ و خورسند است بعلم عربی و حدیث و فقہ آشنا است طبع نظم و نثر دارد از وست ؎

شبے بخاطر گلشن گذشت مژگانت | زند ز خون رگ گل بہار جوش ہنوز

تبسمی مگر از غنچه لبت وا شد — صدای خنده گل میرسد بگوش هنوز
بیا که بی می وصل تو چون سبوی تهی — نگه بدیدهٔ من هست یار دوش هنوز

بوی خلق خوش علاج دردناکی میکند — کار آب زندگی این عطر خاکی می کند

چو شد از شوخی چشم سیاه پر ایاغ من — دل پر خون برنگ لاله می پیچد بداغ من
نسیم هر نفس می آورد از دل نکهت زلف — مگر گلهای داغ سینه شد شب بوی باغ من
سفر چو شمع ز سر می کنند گرم روان — بیا چو اشک بیابی سراغ ابله ام
ز جام خون جگر سرخ رو بگو نه شود — چو لاله هر که درین باغ داغدار تو نیست
دارد دو عدم هستی ارا میان تنگ — هیچ است نه تنها دهنت بلکه کمر هم

نگردد چشم خاکی سد راه سیر روحانی — سبکروحان برنگ نکهت گل زین چمن رفتند
شبی روشندلان جا گرم کردند از صحبت — سحر از سرد مهری ها چو شمع از چمن رفتند

در دو عالم نعمت دیدار محو عشق راست — بر سر خوان کرم پیوسته دل مهمان کیست
قرب هر جانست با جانان چو ربط تن بروح — زین معیت لیک آگاهی نصیب جان کیست
خاموشی به گر ندارد مستمع فهم درست — در تکلم غیر تحسین بر وفا احسان کیست

در بلده الچپور روضه منوره که حضرت شاه عبد الرحمن با علو شان است هر سال در عرس ایشان بسیار جمع می آیند روشنائی چراغان به تکلف تمام می نمایند در تعریف چراغان فقرات نثر و ابیات نظم خوب گفته

فقرات نثر در صفت چراغان " در صفت این چراغان اگر زبان برنگ شعله همه تن آتش شود فتیله بیان روشن نمی تواند نمود و اگر تقریر سراپا عرق لجه چرب و نرمی گردد جز بر سامان خشک مغزی نتواند افزود از عکس

چراغان میان دریا دیدهٔ تماشائی شعله ترمیسر داز فیض بی پرواخرامی بر سطح این زلال چتر دار ایست از موج لباس زر تار در بر از حباب تاج یاقوت بر سر از هجوم بنگله های چراغان کار روشنی چندان ارتفاع پذیرفته که آسمان با همه ستاره و ماه غیر از دستگاه زردی نبندوخته ؎

تعالی الله که از جوش چراغان — زمین تا آسمان باشد گل افشان
چه شد گر خور بمغرب در نهفته است — گل خورشید هر جانب شگفته است
شعاعی هر چراغی هست چندان — که چون پروانه گردد دل پرافشان
ز سیر این چراغان پرافسون — شود پیرایه نظاره گلگون
ببین عکس چراغان در نم آب — بهار آتشی در عالم آب
صفا از بس گرفته آفاق یکسر — خرامد هر نگه آئینه در بر
تماشا محو اند از سرور است — کر اینجا شش جهت لبریز نور است
خم این چراغان باشد از برق — که روشن میکند از غرب تا شرق
شد از جوش ضیا نزدیک تا دور — بلند از هر طرف فوارهٔ نور
مگر بحر خور آمد در تلاطم — که شد نظاره ها را دست و پا گم
ازین سیر بهار عالم آرا — که هست از قدرت حق معنی آشکار
بود گر بهره ات آگاه بودن — چراغ دل توان روشن نمودن
ببین گر دولت شمع شعور است — چراغ دیده را روغن ز نور است
بهر حال اندک از ظاهر سفر کن — ز دل در معنی هر شی نظر کن

شخصی ز عناد بموجب بعرض باطلی فقیر محرر را در عتاب آصفجاه آورده بود

چنانچه تفصیل آن در ضمن احوال خود که در خاتمه مرقوم ساخته مفصل ظاهر خواهد گردید، در آن ایام نواب سید شریف خان بهادر شجاعت جنگ صوبه‌دار برار از روی قدردانی با کمال اشفاق و مهربانی بخشی سرکار خود مقرر کرده به ایلچپور رسید، در آنجا بخدمت آقا صاحب ربط بندگی پیدا ساخت روزی تشریف ارزانی داشت و فرمود که امروز مطلعی در تتبع استادان قدیم گفته شد واجب الحفظ اند مطلع میرزا صائب تبریزی ؎

شست صاف از دل صید گرم انجذاب تیرش ‌ ‌ ‌ که از بوی کباب افتد بفکر زخم نخچیرش

مطلع طالب کلیم :-

نه تنها بهر قتل من کمر بسته است شمشیرش ‌ ‌ ‌ که در ترکش برای کشتنم پر میزند تیرش

مطلع ناصر علی هندی :-

بر زلفت بسکه میاید گلو بر تیغ نخچیرش ‌ ‌ ‌ چو برگ گل ز رنگ خون نگردد پاک شمشیرش

مطلع آقا صاحب محمد امین :-

لذت بسکه دلچسپ است تیغ لطف تاثیرش ‌ ‌ ‌ شود نقش رگ گل جوهر تن در زخم شمشیرش

افسردگی نمود زمین گیر آن قدر ؎ ‌ ‌ ‌ کز ضعف تخته بر سر نقش قدم زدیم

نمیدانم چه افسون میدهد تجرید در گوشم ‌ ‌ ‌ که یار خلعت عریان تنی زخمی کند دوشم

سبکروحی مرا نگذاشت تا باری گردم ‌ ‌ ‌ چه جای یاد کس کز خاطر خود هم فراموشم

بود آمیزش یاد تو از هر دیده پنهان
بجز بادام دو مغز از کسی پر در یا ملن آغوشم

۲۹۔ میرزا علی نقی[۱] ایجاد تخلص پسر نقد علی خاں مرحوم ہمدانی قاچار است کہ با شیخ علی خاں وزیر شاہ سلیمان صفوی قرابت داشت در عہد آصف جاہ مدتے بدیوانی بادشاہی صوبہ حیدرآباد داشت و در تاریخ گوئی نظیر نداشت ایں فرزند رشیدش ۔۔۔۔۔ کوتوالی لشکر ظفر اثر سرفراز شدہ از روشناسان آصف جاہ گشت .... بقرب و مصاحبت آصف جاہ ترف اختصاص یافت ....
بعد داروغگی فیلخانہ سرکار نواب ناصر سید محمد خاں بہادر صلابت جنگ سربلند گردید بعد فوت پدر بخطاب موروثی و دیوانی حیدرآباد سرافراز است جامہ قابلیت در بر دارد بہ حسن اخلاق موصوف از فہم عالی در فکر شعر از اقران ممتاز ایں چند اشعار از فکر رسای اوست ؎

تو محیطے ہمہ لب تشنہ دیدار تواند
چوں حیات[۲] از تہ دل جملہ مواد تواند

گردش چشمت تماشای شب و روز منست
ہمچو آں مردم کہ می بینند صبح و شام رقص

بہ پریشانی میشو خاطر میاد از لف بکشائی
من از شبہای تاریک دراز تار می ترسم

راست میگوید اگر سرو کہ ہمدوش توام
بر سر دعوی خود مصحف گل بردارد

اگر مطلب ز خط او نمے بود
نمیشد در جہاں ہرگز سخن سبز

شہید حسن سبزی گشتم ایجاد
بہ محشر می کنم رنگ کفن سبز

یار آمد و دمے نہ نشست و شتاب رفت
عمر عزیز حیف بایں اضطراب رفت

مرا بنا موراں زمانہ کارے نیست
نگیں دل بکف آوردہ ام سلیمانم

[۲] حباب

[۱] تذکرہ بے نظیر ص ۳۰

نیستی در بحر هستی جز حباب زندگی   دم غنیمت دان مکن خود را خراب زندگی

تا چند کس بدل خبر از عکس او دهد   خواهم شکست آئینه را تا چه رو دهد

پیش رو بیت کسے سفید نه شد   حرف با ماهتاب می گذرد

گر بیاد تو لمحهٔ گریم   از مژم مهر داب می گذرد

ای مصور از لباس یار دامانش بکش   بر رقیبم دست اگر یابی گریبانش بکش

دل که در گریه گرم بیتابی است   سرو گلزارش به مژه م آبی است

یا وصف نام همچو نگیں در تمام عمر   یک خانه دست داد برای نشست من

زد دست مهربان در شکوه لبریزم ولی یکدم   کسے به هیچتے تصویر نشنید آوازم

هر زلف که در سلسله جنبان شده است   که حواس من دیوانه پریشان شده است

هر طرف می نگرم چشم خوشی می بینم   نرگس امسال درین شهر فراوان شده است

جوش موج گل این فصل به پرسند زمن   عندلیبان چه بگویم که چه طوفان شده است

خط رخسار تو زیبایش خاصے دارد   متن این باغچه گل حاشیه ریحان شده است

شمع رویان لب تر هست مجنوں جمع اند   امشب ایجاد درین دشت چراغان شده است

شیشه از دست پری آن ساقی گلفام رسید   رفت هوش از سر مستان که پری زاد آمد

گوشتش خود تا سفید آن گلبدن از ناز کرد   رنگ زردی بهار یاسمن پرواز کرد

این دل صافی که من دارم به از آئینه است   بلکه در اقبال پهلو با سکندر میزند

روز حشر ایجاد من در سایهٔ مهر علیؓ   خیمهٔ خود بر کنار حوض کوثر میزند

مو سفیدی نمک زندگی پیران است   ماهتابے حرف صبح بهاری دارد

در هر هماے ابرے داریم چتر شاهی   این سایه بر سر ما از دولت بهار است

کدام شمع به فانوس دل تجلی کرد　　که هوش از سر پروانه ها پرید امشب
بروی شهپر پروانه شمع را می دید　　که چادری ز گل داغ میکشید امشب

چشم زخم مردم عالم اگر منظور نیست　　چهره شبنم چرا بستند بر بازوی گل
در هوای گلرخان هر کس که زیر خاک شد　　بر مزار او بیفشانید گل بر روی گل

ای داغ دلم چشم تماشای قیامت　　لخت جگر لاله صحرای قیامت
از دستم اگر دامن خود میکشی امروز　　دست من و دامان تو فردای قیامت

چشم دل نزدیک دیده جانم کردند　　هر چه منظور نظر بود همانم کردند
لاله زاری بمن از داغ عطا فرمودند　　رونق محشر خون کفنانم کردند
هم تنم محو دل و هم دل من محوست　　جان آئینه و آئینه جانم کردند
اگر با قامتش دعوا کند سرو　　الهی حرف او بالا نگردد
کس ادل کرد دل گرد و نگردد　　بگرد کعبه گردد یا نگردد

سرکشی آن قد رعنا دارد　　ناز بر عالم بالا دارد
گل دیدار شگفت امسال　　باغ نظاره تماشا دارد
بی تامل سفر از خویش کنید　　راه اندیشه خطرها دارد
هرگز سخنی نکردی ارشاد　　از دست خموشی تو فریاد
از خانه خود نکردیم دور　　عمر تو دراز و خانه آباد
ما را چو کمان تیر کشیدی　　ای خانه الفت تو آباد

زودتر آی که جمعند بکار ساما　　بامید نمک لطف تو مهمانی چند
در چمن یار گلعذار آمد　　رنگ بر چهره بهار آمد

تا زبان شد لب یاقوتی — حرف بر لعل آبدار آمد

وحدت مستان محو نظر بازی یاز آمد — خود عکس و خود آئینه دار آمد

قید هستی غم شکنی عجب تیغی دارد — دوش آزادی ما بار گرانی دارد

مهر داغ دل ما در همه جا معتبر است — این عقیقی جگری نام و نشانی دارد

گر تو آئی در چمن مستی به ساماں میشود — غنچه مینا گل قدح ساقی بهاراں میشود

ایجاد قصد رفتن نموده ایم — البته ایام رضا میدهد مرا

شب که تیغ قامتش سرگرم بزم ناز بود — هوش ما پروانه ها تا صبح در پرواز بود

نشه باده بود یار مگر — رفتم ز خویش آمد بس

با لب گل برابری می کرد — غنچه مستی نواخت بر دهنش

چرا می آئی ایجاد تماشا بر در گلشن — برنگ غنچه ما میکنی دلگیر در گلشن

زیر به پالش امشب رنگی رفته ست — شاید بدستم آید آن بی خبر هوای

دارد همیشه در بر پیراهن معطر — باز از گل خوش آمد این وضع میرزای

می دید سوی مردم چشمش بر دیم افتاد — آخر نصیب من شد این ناوک هوای

می بیند آن پری رو آئینه را اگر رو — ترسم که پیش گیرد آئین خودنمائی

در خدمت بزرگان عذر گناه خود را — وابسته می نویسیم بر کاغذ خطائی

ایجاد بسکه کردم ذکر حسین را آتش — این منت خاک من شد تسبیح کربلائی

سیرت کردم بگو از باغ یا میخانه می آئی — چو گل بند قبا وا کرده می آئی

نظر بازم چه شد گفتی همین از خانه می آیم — من از چشم تو فهمیدم که از میخانه می آئی

گلے شمعے بهر رنگے که هستی ایجاد ایں باشی — که در روز و شب بکار بلبل و پروانه می آئی

دگر در خرمن طاقت چه آتش میزنی ظالم
خدا حافظ چو برق امروز بیتابانه می آئی

ز پا مرد الفتی داری نه سوی لاله می بینی
صراحی در بغل ساغر بکف مستانه می آئی

بقربانت روم امروز قصد کشتنم داری
که شمشیر حایل کرده حیله دانه می آئی

تو چه میکنی ایجاد را خوشنودی سازی
ز راه مهربانی که به مخلص خانه می آئی

آب میگردد دلم از چشم نمناک قلم
گریه می آید مرا بر سینهٔ چاک قلم

مرا بے روی زیبای گل هیچ مجلس خوش نمی آید
بغیر چشم مخمور تو نرگس خوش نمی آید

نگاهے باده می نوشم نه پیمانه و می جوشم
مرا این حرفهائے رطب یابس خوش نمی آید

استخوان بندی مجنون نگرش یاد آمد
سبک لیلی چو مرا به بغر یاد آید

صورت آب و تاب آئینه
تو بهر وجه یاب آئینه

خوشنما تر ز دانه گهرے
صاف تر از حباب آئینه

شاه بیت قصیدهٔ نگهے
مطلع انتخاب آئینه

از چه رو محو گشته ایجاد
تو که حاضر جواب آئینه

اسباب که دوشت بدیوان ها رسید
زنجیرے از اساسهٔ مجنون بدار رسید

در کوے یار گریه گلوگیر گشته بود
بر ناله آفرین که بفریاد ما رسید

ایجاد در لباس سخن سر خود شدیم
تا دست من به دامن آل عبا رسید

بیاد قامتے چوں شمع در هر انجمن رفتم
نشستم سایهٔ در گریه و از خویشتن رفتم

منظر چشم انچه دیدم قابل ما وای اوست
خانه دل هم اگر خواهد بگیر جای اوست

شور لیلی رفت و لیلی رفت و آں صحرا گذشت
تا نه مجنوں بگوشش حلقهٔ زنجیر ماند

کشته ام از کم نگاهی هاے او بیمار عشق
ما و نرگس هر دو هم چشمیم در گلزار او

چون بخاطر میرسد پامالی خون حنا — دست و پا میکنم در فکر مضمون حنا

مانند شمع با ہمہ سرگرم صحبتم — روشن بغیر ما نشود محفل کسے

در روشنی دل چہ ظہور است بہ بینید — بر چہرہ آئینہ چہ نور است بہ بینید

۳۰- میرزا نقی ضیا تخلص مخاطب بہ علی نقی پسر نقد علی خاں جوان قابل و مستعد علمش بہ مرتبہ کمال چنانچہ در سن بست سالگی فاتحہ فضیلت خواندہ خصوص در فن البیان بے نظیر وقت خود است مکرر از پدرش شنیدہ ام کہ این پسر فخر سلسلۂ ماست جدش کہ در تاریخ گوئی یکتائے زمانہ بود تاریخ ولادتش یافتہ ؎ صاحب اقبال مبارک قدم است

این چند اشعار از دست ؎

اے غمزہ تو معرکہ آرای قیامت — مژگان تو برہم زن صفہای قیامت

بر وسعت ناز تواں کرد و گرنہ — تنگست بجولان تو صحرای قیامت

تیغ در دست سپاہی بسری می آید — جان سپردن بابن ام و زید آسان شدہ است

انکہ رامنت جنوں بود کہ در آخر کار — قطعہ مرتبہ ام عبیدی طفلان شدہ است

خوشنما نیست کہ باطل کسے جنگ کند — نیزہ با شک عبث دست گریبان شدہ است

دعشبالہ تیر ضیا با تو محبت دارند — تا تو دیوانہ شدی حسن غزالان شدہ است

بہ عجب شوخی و نمکیں بر ما می آئی — مشت ناز و در آغوش حنا می آئی

مگر از خلوت آئینہ بروں می آئی — کہ ز خود میروی و رو بقفاں می آئی

پیش ازیں رخصت تاراج یاد دارند — رفتم از خویش زبس ہوش ربا می آئی

نونهالان همه از رشک بخود می پیچند / تا تو از لطف به همراه صبا می آئی

غنچه او گشت خندان این گل دیگر شگفت / شد دل ما نیز شادان این گل دیگر شگفت

لعل او در ایک سخن رنگ رخ گل را براند / از برائے عندلیبان این گل دیگر شگفت

ناخنے زد بر سر داغم حنائی دست او / از کف رنگین جانان این گل دیگر شگفت

وا نمود از سنبل زلفش گره دست صبا / از بهارستان ریحان این گل دیگر شگفت

رو باهل دل مگردان زشتی نفس خود است / هر که از آئینه می رنجد ز خود رنجیده است

دست کوتاه که شد گستاخ دامانش که باز / آستین را تا بساعد از غضب پیچیده است

دم فیض است لبس تیغ نگاه می پرستش را / رگ خون موج میگردد شهید چشم مستش را

بعاشق کے شمشیر خونریزش می دارد / نگر گیرد حنا در پرده شوخی دو دستش را

گرچه خط بر مصحف روی تو معنی ها نوشت / نکته ها با قیمت در اتمام تعبیرش هنوز

نیست تنها اهل قدرت را رعونت در دماغ / عاجزان را هم بعجز خود غرور دیگر است

در درس محبت نه ریاضی نه طبیعی است / این فن معانی ز بیانهای بدیعی است

هر شیوه که بگیرند موحد همه حق است
گر اهل سنی است وگر تابع شیعی است

۲۱ غلام ابراهیم خان بهادر قدرت تخلص پسر دلاور خان نصرت است از بے پروائی بتلاش معاش نپرداخت لهذا به ترقی دولت نرسید ضایع روزگار ماند لیکن قابلیت دارد استاد فن موسیقی است و در شاعری هم خوش فکر و خوش فهم است از وست ؎

. برواق کعبه شدیم خم زده ایم پای به دیرهم
به صفائی آئینه ها قسم که نگشت جز تو دوچار ما

به سیاه بختی عاصیان نکنی نظر به حقارتے
که نهفته صبح بشارتے ته دامن شب تار ما

. اے خوش آں دل که به دلداری پیدا کرد — مفت آئینه که صاحب نظری پیدا کرد
تا توزه کردهٔ از تار کمان ابرو — بسمل تیر ستم بال و پری پیدا کرد
جفائے او بدل ما همیشه دمساز است — بغیر سنگ که با شیشه محرم راز است
کرد غارت بنگاهے دل و دین قدرت — آن دو صید آنقدر انداز بیک تیر گرفت

یا ایں شوخی صبا گر مژده فصل بهار آرد
گریباں چاک سازد غنچه تصویر در گلشن

۳۲۔ قاضی محمد جان آشنا تخلص در ریختہ بنیاد با ستعداد علی سخن میں دار داز و بیت ؎

غبار راه او را توتیای چشم خود سازم — من ایں تو در او پرده طومار می پیچم — بادام
چشمے که نظر کرد دریں دشت جنوں خیز — اگر شاخ غزالاں گل بادام بر آید
سرم سرگرم سودائے علی مرتضیٰ باشد — نیستان در وجوم بیشهٔ شیر خدا باشد
ساقیا مست نگاه تو شود جا دارد — جرعهٔ هر که بجام تو تمنا دارد
روز و شب چرخ زده بر سر کویت نرسید — فلک از اختر خود آبله در پا دارد
من و یاد سر زلف تو و شب های دراز — سر شوریده ما بین که چه سودا دارد

حاصل سودا پریشانی است کاکل شاہد است   تیرہ بختاں یا بگل دارند سنبل شاہد است

آتش عشق از ہجوم گریہ کئے گردد خموش
شعلہ را از آب پیراہن بود دُمل شاہد است

۳۳۔ میر محمد رضی شوستری[۱] اقدس تخلص از بنگالہ ہمراہ مرشد علی خان بہادر رستم جنگ مخمور تخلص ملازمت خلد منزلت آصف جاہ حاصل کردہ بتقرر مددخرچ مورد عواطف گشتند، چوں خاطرخواہ بترقیات نہ رسید با کمال استغنا و ہمت در حیدرآباد انزوا اختیار نمود، بہ علم و فضل موصوف است، خوشنویس طرز شفیعا است و بسیار خوش تقریر در مجمع مستعدان ذکر ہر علمے کہ بہ میان می آید از فصاحت و بلاغت بہ قسمے ادا نمودہ می نماید کہ دیگران ساکت شوند، بقوت قابلیت طبع نظمی درست دارد از فکر رسا اوست ؎

آسمان تا طرح ایجاد دل بے تاب ریخت
از سر کلک قضا یک قطرۂ خوں ناب ریخت

نشۂ جز بے قراری نیست اندر بزم عشق
در قدح ساقی بجائے می مگر سیماب ریخت

سالکان راہ حیرت را بآسایش چہ کار
خامہ کے در دیدۂ تصویر رنگ خواب ریخت

شوخ چشمی بسکہ دارد ساقی دوران شعار
شب نمک در جام مے از پرتو مہتاب ریخت

---

[۱] تذکرہ بے نظیر ص ۲۹

سطرہای صفحۂ مضمون چلیپا شد مگر
خامہ طرح وصف کج رفتاری احباب ریخت
سیل از ہر جا کہ خیزد مقصدش دریا بود
عشق آخر طرح منزل در دل بیتاب ریخت
پند ناصح سوز دل را چارہ نتوانست کرد
کے تواں بر آتش یعقوب اقدس آب ریخت

۴۴- میر سید محمد واله تخلص حیدر آبادی منصب دار پادشاہی است تعینات انور الدین خاں بہادر مرحوم بود برعایت خاں بہادر مذکور در حیدر آباد آرام می نمود۔ در علم تصوف ممتاز است چند رسالہ تصنیف کردہ باستعداد علمیت و قابلیت فکر شعر ہم دارد دیوانے مرتب ساختہ ایں اشعار طبع زاد اوست ؎

به بزم امشب مگر آں دلبر طناز می آید
که مهتاب از تمنا بہر پا انداز مے آید
به گلگشت چمن نازک نہالم میرسد آیا
که در گوش از شکست رنگ گل آواز می آید
ندانم شب کہ امین شوخ ساقی بود در بزمم
که امروز از گل پیمانہ بوی ناز می آید
مگر مطرب شنید از نالہ ہاے والہ آہنگی
که بانگ دل طپیدنہا ز تار ساز می آید
ز بس دارد نگاہ وحشی سرو بیا بانم
دماغ آشفتہ ام ساغر کش چشم غزالانم
نیم صید مگر آں جانی نسیم گلشن شوقم
ہوا خواہ بہار جلوہ نازک خیالانم
خیالش شمع بزم دل تمنایش گل حسرت
بہار و شعلہ سوزم گلستانم چراغانم

خیال زلف تو امشب که راه خواب گرفت | چو تار باریک فتح باب گرفت
به برگ لاله رخش نه شبنم از عرق است | نظاره ام ز گل آتشین گلاب گرفت
هر که همچون لاله در دل سوخت داغ عشق را | لاله های داغ را پیچیده ام از تار آه
ساخت لبریز می سودا ایاغ عشق را | دسته رنگین بسته ام گلهای باغ عشق را
روشن ز بناگوش تو شد چشم تر ما | منت نه کشد از صدف آب گهر ما
آئینه دل مشرق انوار تجلی است | تا مهر رخت سایه فگن شد بسر ما
واله نه کشد نخل هنر منت خورشید | از شاخ سخن پخته بر آید ثمر ما
صاف طینت را بود در خاکساری آبرو | مشت خاکستر فزاید اعتبار آئینه را
سینه صافان را دل از فیض خموشی روشن است | جلوه آهی نماید بر غبار آئینه را
واله شکست توبه بجا شد که چشم عیش | روی بهار دیده در آئینه هوا
مریز ای ساقی ظالم گل مستی بجیب دل | که خواب خوش بپای سرو مینا می برد ما را
قرار از واله شیدا ربود این مصرع صائب | همان بی طاقتی صحرا به صحرا می برد ما را
تا سایه رخش تو افتد بر آفتاب | هر صبح از کفن بدر آرد سر آفتاب
واله نداشت طاقت نظاره جمال | روشن بود حقیقت شبنم در آفتاب
کشته عشقم مرا از شمع مزارم گل کنید | پرده فانوس شمعم از پر بلبل کنید
تا کند جولان بگرد چشمه کوثر چه حشر | جان واله را نثار راکب دلدل کنید
طبع روشن ز لب آئینه گر هوش من است | صورت معنی دلچسپ در آغوش من است

کیست قمری و چه پروانه که نازد بر شمع
شعله مد نظر سرو ندری دوش من است

۳۵- میر عبدالوہاب خاں افتخار تخلص دولت آبادی از سادات[1]
بخارا است، جد امجدش در زمان عالمگیر بادشاہ از ہندوستان بہ دکن
آمدہ سکونت اختیار نمودہ و قرابت از سید مرتضیٰ خاں بہ عمل آمد میر مشار الیہ
(نیز در انجا سکونت داشتہ) از پریشان احوالی اوقات بسر می برد نجیب
شریف است در شعر گوئی طبع رسا دارد از وست ؎

لازم خوش لبی یار بود خوش سخنی | نقش ہم رنگ بر آید ز عقیق یمنی
گل گواہ است کہ از غنچہ نگر بردہ است | دلبر خوش دہن من گر دخوش دہنی
نقش این چار چمن قابل بستن نیست | این بساطیست کہ باشد ہمہ برہم زدنی
میکنی جلوہ بہ صد رنگ چو آئی بخرام | گردش خامہ نقاش بود رفتارت
او بزلف آنجا گرہ رو شد دلم اینجا بدام | میتوان دادن سرانجام امور از راہ دور
بدر وی ہم ترا بر من نظر ہا ہست میدانم | کہ چشم دوربین نزدیک بیند دورستان را
در ساغر زمرد و لعل بلور نیست | کیفیت شراب کہ در کاسۂ سر است
ابروی دیگران بہ رسد آبروی ترا | ہر ماہ تو مقدمۂ عیش عید نیست
شکر للہ گل وفا شدہ است | زیب دستار وعدہ ہائے کسے
بود فیضان دیگر چشمۂ داد الٰہی را | زماہی قیمت افزد لعل بود دندان ماہی را
چو صید غنچہ کردم اعتماد این چمن دیدم | زند برہم نسیمی منصب صاحب کلاہی را
کردند مرا صید بہ فتراک نہ بستند | خنجر نگہاں رحم ندارند دو ناہم
در دیدۂ من ماہ رخ خانہ نشین است | این نقش کہ بر آب درست آمدہ این است

[1] تذکرہ بے نظیر ص ۳۴

صد بست و کشادی بچمن کرد بهاران
گلدستهٔ چون دست حنا بسته نه بسته است

یا تاج و لوا مرد خدا بود سلیمان
دنیا ره حق بر دل وارسته نه بسته است

بر در حیدر اگر تراز تیر گردون افتخار
زینهار ے راهیں اتبع یاری می کند

افتخار از روش غنچه که گل گشت به دم
داد معنی همه بر باد و بصورت افزود

بودم سیاه کار یدادم رسید عجز
گردم به سجده همچو نگیں نام خود سفید

چشم بینش بر کشا در گلشن راز بهار
رنگها گل کرد ایں جا از گل بے رنگ تر

همچو گل جمعیتے بر باد میدادیم ما
خوب شد چوں غنچه ساں شد عرصه ما تنگ تر

ده بدلها هست دلها را الٰهی خیر کن
من دلے چوں شیشه دادم او زخارا سنگ تر

حسن خوباں برخ آئینه می باید دید
سیر مهتاب لب آب تماشا دارد

زتیغ یار چه احسان که نیست بر سر ما
بود بهر دو جهاں چهرهٔ شهیدان سرخ

نمی جوشد اثر از آه بے تاثیر ما هرگز
نشانیدیم نخلے یا ثمر گیرد نمی گیرد

می کشد ما را دل بے تاب ما
کشته گردد یا رب ایں سیماب ما

قیمت بوسه میفزا که لبت کار شده است
مو بیا قوت تو بسیار نمودار شده است

مرا خط لب آں چارا برو خوش نمی آید
بلے بر روی لعل بے بها مو خوش نمی آید

غنچه یکبار کشاید لب و خوشبوی دهد
خوب آید سخنے گر لب کم گو آید

در ره عشق تو آرام دل بیتاب است
قایم الناز که دیدم همیں سیماب است

بیا به میکده گر ساقی و بے تابی
ز راه آب نه دانی که کعبه متصل است

گر بچشم گذری عیب چه باشد چه بدست
هست مشهور که نیکی کن و افگن در آب

بخاک کوے تو تا کرده ام سرے پیدا
زمانه سرمه کش چشم اعتبار من است

اشعار ہندی

حسین ابن رسول اللہ کے مقتل پہ جا ہوجیے
جو خاک ہونا ہے آخر کیوں نہ خاک کربلا ہوجیے

کوہ بھی ہنگام بارش میں عروس قدرت ہے
سر پر اسکے سہرہ مروارید کا ہے آبشار

سرو کون رتبہ نہیں ترے انگم اے سبز پوش
ایک تج بازار خوبی کا ہے وہ سبزہ فروش

آج دل پھر تڑپ میں آیا ہے
کس پری کے جھڑپ میں آیا ہے

کوئی اس خورشید رو کے نہ مقابل ہوسکا
چاند نکلا ہے کرے گا کیا اُجالا دیکھئے

۳۶ میرزا ترک علی بیگ وصل تخلص اورنگ آبادی از مریدان شاہ نظام الدین است نور اللہ مرقدہ گنبد مرقد منور او در منڈوی دال اورنگ آباد ساختہ شدہ روز جمعہ مجلس سماع فیض شماع مقرر بود در ہر مجلس بر اہل سماع از وجد و حال عجب عجیب حالتے رو میداد اگر گاہے نگاہے بر مجلسیاں می فرمود از اثر نگاہش بیگانہ و بیگانہ ہمہ بے طاقت میگشتند از مشائخین متاخرین عصر مثل او شخصے نہ بودہ مریدانش قریب صد ہزار کس بودہ باشند علم ظاہری و باطنی داشت از نواب محمد غیاث خاں مرحوم منقول است سالیکہ آصف جاہ از عناد سادات بارہہ ارادۂ عبور دریای نربدا نمود رقعہ شاہ نظام الدین صاحب بالقاب وزیر الملک وارد نمود آصف جاہ آن القاب را فتوح جمیع کارہا دانست چنانچہ تمامی کیفیت در احوال آصف جاہی بہ ضبط قلم در آوردہ مرزاے مذکور بسبب

لہ سفینہ صد ۲۳۴

مریدی حضرت شاہ ہمیشہ در ذکر د فکر درویشی مشغول می ماند تفضیلت ہم داشت

اما بہ مقتضای ایں بیت حضرت خواجہ حافظ شیراز ؎

فلک بہ مردم ناداں دہد عناں مراد　　تو اہل فضلی و دانش ہمیں گناہ بست بس

لہذا از دنیا ہیچ فایدہ نیافت بہ قوت استعداد علمیت متن جواہر التصریف

در علم صرف و شرح آں بہ عبارت عربی و شرح دیگر بہ عبارت فارسی و نصاب

در زبان ترکی کہ ہر قطعہ اش مصنوع بہ اسامی ہائے ہر شئے علحدہ چنانچہ قطعۃ البصر

و ما یتعلق بہا و روابط و ما یتعلق بہا د لبست و ہشت تصنیف کردہ ہر دیوان

بر روی غزلہا مرتب ساختہ روے ایں غزلہا ردیف الالف قافیۃ الالف

من الالف ؎

از دل روشن چو جام صفا داریم ما　　یک طریق از ابتدا تا انتہا داریم ما

کارہا بکشاید از امداد پیران بیشتر　　قامت خم گشتہ محراب دعا داریم ما

راستی بر سر و قد ما جامہ عریانی است　　ہستی خود عقدۂ بند قبا داریم ما

زود زود رق از سبک سیری لب ساحل میرسد　　ایں صدا در گوشم آمد از کف دریا مرا

تازہ گردد روح من از اشک و آہ عشق او　　راحت افزای دل ایں آب و ہوا باشد مرا

مضطرب بود اسیجی نے گرم عنان شو　　در کوچہ دل ہا بدوان بے سر و پا را

خراشش سینۂ عادت خیال غیر بود　　تلاش صحفہ ضرور است حرف بیجا را

ردیف الباء من الالف

رجوشش گریہ شوق تو رقص من پیدا است　　بود حیات صفت خانہ پر آب مرا

از در گفتار تو در دل گرہ دارد صدف　　معدن از لعل تو دارد در جگر خون ناب ہا

زیاس آشنائیهائے مردم لبسکہ می ترسم　　بچشم می خلد مژگان برنگ نیش عقربہا

قافیۃ التاء من الالف

بنازم از فروغ حسن واں داغ محبت را　　کہ ذرا ز مہر رخشانش بود صبح قیامت را

ردیف جیم من الالف

گر گنی چوں سکہ باز از امتزاج خویش را　　میدہی در کوچہ دلہا رواج خویش را

قافیۃ الحاء من الالف

تا می وزد نسیم غم دوست تازہ ایم　　باشد ہوای یار بہ دل انفراح ما

قافیۃ الخاء من الالف

عضو عضوم از کمند زلف او وارستہ نیست　　سر بسر پیچید تاک عشق او بر شاخ ما

قافیۃ الدال من الالف

تلخی جاں کندن عشاق شیریں یافتم　　زیں حلاوت بست لب در بیستوں فرہاد ما
چرخ گرد دیر غبار از آہ گرد آلودہ ما　　بود بے روزن مگر ایں خانہ پردود ما

قافیۃ الذال من الالف

زاہد ز مکر ہای تو واصل پناہ خواست　　لاحول جانب تو بود اعتبار ما

ردیف الراء من الالف

آزردہ دل چہ عیش کند از نشاط دہر　　شاخ گل شکستہ نہ بیند بہار را
تا ابر دست رنگ گلستان زندگیست　　بند خزاں مکن چمن اعتبار را
تا خراماں بگذرد سرو در گلزار ما　　بچشم حیرت می شود ہر رخنہ دیوار ما
واصلا ہنگام پیری قفل دل وا میشود　　ایں صدا در گوش من وقت سحر آمد مرا

قافیۃ الراء من الالف

پروانہ یافت خلعت رنگین ز سوز عشق — زینسان شد امتیاز ز عاشق نواز ما

قافیۃ السین من الالف

تا چشیدم لذتے از شہد دنیا یک نفس — دست بر سر از ندامت چوں مگس باشد مرا

قافیۃ الشین من الالف

نباشد خوف از رنج و بلا کامل عیاں را — چہ باک از گرمی آتش طلای صاف بینش را

قافیۃ الصاد من الالف

سالک از منیں نفس مقصود حاصل میکند — رہ بود بر گوہر مطلب دم غواص را

قافیۃ الطاء من الالف

بر ظلم روا دار شدن جور نجو لیش است — از خط زدن خامہ شود نقش مقط را

قافیۃ الظاء من الالف

نکتۂ گوہر صفت را طرف صالح لازم است — گوش باید چوں صدف تا بشنود موعظ را

قافیۃ العین من الالف

واصل بیان ماست سراپا فن بدیع — پیدا است از معانی ما اختراع ما

قافیۃ الغین من الالف

بہر فروغ دل ز ضعیفاں مدد طلب — امداد حسن لبس است بر روشن چراغ ما

قافیۃ الفاء من الالف

در سینۂ ما وصدت ذاتی چو گرہ لیست — جز گوہر یکتا نہ بود در صدف ما

قافیۃ القاف من الالف

تا هست کرم بر رخ تو اشتیاق ما　　افتد به جان شرار ز نام فراق ما

قافیة الکاف من الالف

دل چو آزاد از علایق شد به نیرنگی ننت　　تشیسه کرم نه بینی رنگها

قافیة اللام من الالف

از طپیدن رقص بیتابانه دارد در جحیم　　قاتل از بهر تماشای کند بسمل مرا

قافیة المیم من الالف

قطع پیوند علایق پخته مغزان را سزد　　لینگی با شاخ باشد میوه های خام را

قافیة النون من الالف

تلخ شد عیشم ز محنت های ناکام رقیب　　بے حلاوت کرد این سنگ تہ دندان مرا

پخته مغزی بجهان موجب شیرین کامیست　　میوه خام کند ترشئی دندان مرا

در روزی نشود مسدود در فکر دویدن ها　　به پستان خشک گردد جوی شیر از نامکیدن ها

قافیة الواؤ من الالف

به سعی هر چه بر آید عزیزتر گردد　　که اعتبار نباشد نهال خود رو را

قافیة الهاء من الالف

راز مستان را بجز مستان کسے محرم نشد　　بزم سرگوشی است از بس شیشه و پیمانه را

سر بسر ابادی دنیا تهی از فیض بود　　پرشال خانه دام است خالی خانها

قافیة الهمزه من الالف

چون نے ز خویش بسکه سراپا بریده ایم　　از هر مقام عشق تو خیزد نوائے ما

قافیة الیاء من الالف

بسکه از سیب زنخدانش ندارم بهرهٔ　　　می‌رسد از گریهٔ من میوهٔ آبے مرا

بغیر از رنج بی مغز از جهان کے بهره بردارد　　　نباشد جز شکستن حاصلے بادام خالی را

پرتو شمع هم از شمع هویدا گردد　　　باشد از فیض خدا فیض خدادانی را

به که سوزی شمع ساں از شام تا وقت سحر　　　روز روشن گر شود در گوشه تنشینی چرا

نباید خاتش گفتن عیب هر کس را قلم آسا　　　نباید حرف گیری بهرهٔ غیر از سیاهی را

از دیوان دویم:-　　　قافیة الباء من الالف ؎

خدا پناه ده بدبخت کس چو بر گردد　　　بود بدیدهٔ بیناش توتیا آشوب

تارو پود اهل عشرت را زغفلت بافتند　　　خواب بالین است بهر صورت زیبا نصیب

مرا به تجربه معلوم شد چنان واصل　　　که آرزوی دل خود بجز خدا مطلب

قافیة الباء من الیاء

صبحدم آں مهر تابان تا که بردارد نقاب　　　در تماشاگاه حسنش سر برآرد آفتاب

۳۷- شیخ نور محمد تخلص عاصی برهان پوریست مدتے نوکر نواب نصیر الدوله بهادر عموی خلد منزلت آصف جاه صوبه دار برهان پور بود خدمت داروغگی قلمدان داشت بعد فوتش در فرقه سپاه ملازم آصف جاه گشت الحال تعینات میر عبد الحی خاں وقار دیوان صوبه برار است طبع نظم درست دارد ایں اشعار از فکر اوست ؎

مصرع خود را اگر بر وسمی موزوں نوشت　　　غنچه هم در فکر بند و بست مضمون خود است

اعتبار دولت دنیا به چشم عشق نیست　　　دامن مژگان از چشم پرخون خود است

صورت خود دید در آئینه و از خویش رفت — ساقی ما مست جام لعل میگون خود است
رو نمی آرد دل عاصی بسوی هیچ کس — تا جمال یار در خود دید مفتون خود است

با قد خم شده از درد کشیدم آهی — تیر ناوک ز کمان جست خدا خیر کند
حسن بی ساختهٔ دام بلا بود بدل — شانه با زلف تو پیوست خدا خیر کند
میروم در سفر عشق بچشم گریان — راه این بادیه آبیست خدا خیر کند

اوراق دلم را چو پریشان کند آن زلف — با تار مژه از نگه شیرازه کند چشم
گر یکقدم از لطف گذاری سوی عاصی — از دل بکند خانه و دروازه کند چشم

ز دود آه ما این گنبد میناست میدانی — سحابش از کف دریای اشک ماست میدانی
تیا شد بر فلک رنگ شفق قایل که می بینی — ز خون کشتگانت این نشان پیداست میدانی
بخون عاشقان از بسکه بازی کرده ظالم — بدست نازکت رنگ حنا زیباست میدانی

ساقی ما گر بدست آرد دمی آئینه را — سازد از جام نگاه خویش مست آئینه را
می نشیند پیش رویت هر سحر با اعتقاد — شعلهٔ حسن تو کرد آتش پرست آئینه را
تا قیامت باز خواهد داشت چشم خویشتن — پیش رخسار تو حیرت نقش بست آئینه را
از تغافلهای او در سینه شد دل لخت لخت — کم نگاهی آن ظالم شکست آئینه را

بسکه داغ سجده بر لوح جبین کردیم طرح — از برای نام خود نقش نگین کردیم طرح
تار و پود خرقه را کردیم رنگ از خون دل — ما لباس خاکساری را چنین کردیم طرح
تا کردم آزان کاکل شکین سنخے طرح — گردید بهر طرف سواد ختنے طرح
در گلشن آئینه زبس عکس تو جا کرد — از پرتو رخسار تو شد یاسمنے طرح
تا در صفت لعل تو حرفے بلب دارد — گردید ز هر غنچه به گلشن دهنے طرح

آه دل خون شد از جدائیها | بسملم کرد آشنائیها
داغ شد لاله تا به صحرا دید | گل نقش برهنه پائیها

فتاد عکس رخش بے حجاب در تہہ آب | نمود جلوہ صد ماہتاب در تہہ آب
چناں ز ہجر تو عاصی بگریست ای ظالم | کہ گشت خانہ مردم خراب در تہہ آب

رباعیات

تا جلوہ گر ایں آئینہ آفاق است | ہر کس بہ جمال خویشتن مشتاق است
از سوز نوای درد کس آگاہ نیست | ایں راز بہ پردۂ دل عشاق است

در عرصۂ دہر تا کہ پیداست سخن | روشن گر آئینہ دلہاست سخن
از بسکہ بہ دہر کس خریدارش نیست | از بے قدری چو ماہ نو کاست سخن

ای شکل ہلال کردہ ابرویت | آئینہ ماہ پرتوے از رویت
آسان نتواں ز بند عشقت رستن | آویختہ دل بہ حلقہ گیسویت

۳۸۔ شیخ محمد انور[1] یکدل تخلص پسر شیخ محمد خاں است کہ خدمت داروغگی کچہری دیوانی سرکار نواب آصف جاہ سرفرازی داشت بعد چندرو بہ نیابت دیوانی نیز مامور شدہ بود درہمان ایام ازیں عالم فانی رفت، قابلیتے داشت اما میان محمد انور باستعداد قابلیت از مقربان آصفجاہی گشت مجموعہ کمال خوبیہا و ہر دل عزیز بود بہ تماشائے رقص و سرود

---

[1] تذکرہ بے نظیر ص ۱۴۸

شوق مفرط داشت در شاہجہاں آباد ودیعت حیات را بہ موکلان قضا و قدر تسلیم ساخت' از فکر رسا اشعار خوب می گفت از فکر اوست ؎

روے تو ہر کہ دید بہ مصحف شبیہ گفت
ہر گو شنید ذالک تاریب فیہ گفت

عابد زکعبہ گفت سخن زاہد از رخش
قربان او شوم کہ وجیہ وجیہ گفت

از مسلک تمیز رہ عشق دور بود
رفتن مرا ز خویش دریں رہ ضرور بود

شب جلوہ کرد بادہ و زاہد نہ دید ہیچ
در آفتاب دیدہ خفاش کور بود

بے شاہ می شود نسق مملکت خراب
شب بے تو در قلمرو دلہا فتور بود

صحرا نشیں شد از ضرر اختلاط خلق
مجنون ما ببین چہ قدر با شعور بود

نہ دیدم راستی از بس بہ طبع مردم دنیا
ازاں رد سلام ایں کجاں از دست چپ کردم[1]

۳۹- شیخ غلام حسین عرف میاں خوبن آبادو تخلص برہان پوری

ہمشیرہ زادہ حافظ لعل نسی صاحب است کہ با نواع فضایل آراستہ بود مشار الیہ در سلک ملازمان نواب نظام الدولہ بہادر شہید سرفرازی داشت' بہرہ از علم عربی دارد بہ قوت طبیعت فکر ہم می نماید از وست ؎

گر بہ صحرا نگہہ او چمن آرا گردد
شاخ او قلم نرگس شہلا گردد

صندلی رنگ بتے گر سر درماں دارد
دردسم گرد سر ما بہ تمنا دارد

چو موشد ناتواں دیوانہ زلف گرہ گیرش
تواں از سایہ سنبل کشیدن پا زنجیرش

---

[1] تذکرہ بے نظیر ص ۳۲

نمیدانم چسان از پردهٔ حسنش چهره بکشاید | بتان چون کلک مانی یک قلم شد حرف تصویرش

موجه داری دل طپش از آب می خواهیم ما | پارهٔ بی تابی از سیماب می خواهیم ما

در لباس سلطنت خواهیم رنگ فقر هم | راحت بی خوابی از کمخواب می خواهیم ما

عذر مجنون خواست زنجیری که در پایم فتاد | آه از دیوانگان آداب می خواهیم ما

در تحیر اشک ما خونین دلان بیوجه نیست | نرگس تصویر را سیراب می خواهیم ما

مدعا وابستهٔ چشم عنایات شماست | حیف آن امر یکه از اسباب می خواهیم ما

دارم عشق نوجوان امداد با پیرانه سر | باده گل رنگ در مهتاب می خواهیم ما

از دلش کن محو یارب یاد نسیان مرا | نشکنی از خاطر شکستن های پیمان مرا

بی تو در شهر دل ما عشرت آئینی نه بست | نور از مهرت بود شمع شبستان مرا

با لباس سرمه در چشم خوبان می روم | تا بود بر من نگه برگشته مژگان مرا

اگر گویم جبینش ابروست آن ابروکمان من | رسد گر تیر چشمش میشود خاطر نشان من

آنها که زلف یار مکرر نوشته اند | هر سطر این مسوده ابتر نوشته اند

امداد مردمی که دانند آشنا | مضمون اشک به اختر نوشته اند

سازی تو حنا نهانه در خون بطیم | ای داغ نگاه بر سر زنی گلی و ما داغ شویم

خورشید پناه این مسئله از کدام بیت یارب

ادبر کردی تسبیح رقیب و نار یاد تو رویم

۷۸ نصیر الدین خان دانا تخلص برادر جمال الدین خان است که
در عهد سلطنت بهادر شاه بادشاه از مصاحبان منعم خان خانخانان بود،

بہ سبب جاگیر قلیلے کہ در صوبہ برار است در بلدہ ایلچ پور سکونت اختیار نمود، بہ حسب و نسب شرافت و نجابت دارد، از طبع قابلیت اشعار مینماید از وست ؎

صراحی سجدہ ام ساغر پرستم تا چہ پیش آید
بہر سو میروم از خویش مستم تا چہ پیش آید

قلندر مشربم آزاد وضعم رند بے باکم
حریفان ہر چہ میگویند مستم تا چہ پیش آید

جشن نشاط گرد گل ہمچو بہار ہر طرف
چون گل و سرو میدہد شیشہ و جام تای و دف

حیرت برق حسن یار بسکہ ز گریہ جوش زد
قطرہ اشک شد گرہ بر مژہ چون در نجف

پیر مغان بہ اعتقاد میکدہ را چو در کشاد
ساغر می بکف نہاد گفت بنوش و لاتخف

در تو کسے کہ نیست نیست نیست تعلق جا و دل
غیر تو کہ ہست ہست ہست بعوض تلف

با تو مراست آرزو خواب فراموشی ز خود
سینہ بہ سینہ رو برو دست بدست کف بکف

آصف عہدی نصیر یافت ز روح خواجہ فیض
طالع اگر مدد کند دامنش آورم بکف

نمی رسد بہ خدا نشۂ بجائے شراب
چہ جای بنگ و چہ افیون شراب ہای شراب

۱۴۱ - نور الدین علی رنگین تخلص پسر ضیاء الدین حسین خان است کہ صدر الصدور مملکت دکن بود، مدت دو سال ضمیمۂ صدارت بخدمت خانسامانی سرکار نواب آصف جاہ امتیاز داشت، مشارٌالیہ بعد فوت پدر با ضافۂ منصب و خطاب ضیاء الدین حسین خاں سرافرازی یافت جوان قابل است فکر شعر دارد این چند ابیات طبع زاد اوست ؎

چه شد دور م خبرهائی تو بے قاصد رسید اینجا | تو با آئینه گشتی گرم محبت دل طپید اینجا

از ما مپرس حال گریبان و آستین | داریم بے تو دیدهٔ گریان و آستین

گم کرده ام بیاد خطش دست و پائی خویش | دارم گل بنفشه به دامان و آستین

هم رعشه دست و هوس گشت و هم نفس | میرانم این مگس به مگس ران و آستین

افشان بخون دل شده رنگین قبائے ما

از ما مپرس حال گریبان و آستین

۴۲ - شیخ احمد فدا تخلص اورنگ آبادی از قوم نوایت است ناظم شهر استاد و خوب معنی یاب بود، فکر شعر داشت از وست ؎

دیدن روے ترا هر که تمنا می کرد | حیرت آئینه را کاش تماشا میکرد

دلم از داغ جنون سرو چراغان شده است | کاش می آید و از دور تماشا میکرد

تا زگلزار عدم خنده فروشم کردند | همچو گل خرقه صد پاره بدوشم کردند

دامن از قافله اشک بدخشان گردید | از لب لعل کسے نکته بگوشم کردند

دست در دامان یار نازنین داریم ما

چین پیشانی بروے آستین داریم ما

۴۳ - نوازش خان زار تخلص پسر علی مردان خان است که در عهد سلطنت محمد فرخ سیر ایلچی شاه ایران شده در شاهجهان آباد آمده بود، دولت و قابلیت خوب داشت، در دکن به عالیجناب نظام الملک آصف جاه رسیده مورد عنایات گشت، دریں جا باجل طبعی در گذشت این خلف رشیدش

خطاب نوازش خاں یافتہ بخدمت داروغگی سائر بلدہ اورنگ آباد مامور بود صلاح و تقویٰ دارد و بہ طبیعت قابلیت فکر شعری نماید این چند بیت طبع زاد اوست ؎

در بزم تو تا زپا نشستم | چوں نقش بہ مدعا نشستم
چوں کرد بہ شوق پائے بوسی | در کوے تو جا بجا نشستم
گشتیم چو سرمہ خاک و آخر | در دیدۂ تو نیا نشستم

از بہارش گلے نہ چید رقیب
خار شد آنچنانکہ می باید

۴۴ - میر یوسف خاں[۱] بسمل تخلص ہمراہ مبارز خاں بود یا رصحبت دلاور خان نصرت است و دیعت حیات نمود از اولاد و اقربائے او در قلعہ فرخ نگر بتقریب خدمت قلعداری آنجا اقامت دارند فکر شعر میکرد از وست ؎

حیرت زدہ چوں صورت دیوار نشستیم | با یار نشستیم و چہ بیکار نشستیم
ما قیمت اسلام خود از کفر فزودیم | بر دانۂ تسبیح چو زنار نشستیم
رنگین شدہ چوں لالہ ز خوں خانۂ بسمل | از دولت تیغ تو بگلزار نشستیم

از غم جگر فگار بردیم | ایں گل بسر مزار بردیم
صحرای عدم ز لالہ پر شد | تا ما دل داغدار بردیم
از حیرت ما نبود واقف | آئینہ بہ پیش یار بردیم

---

[۱] تذکرہ بے نظیر منہ

ای وفا نداشت قدری — این جنس بهر دیار بردیم
خاک رہ او شدیم لیکن
از سر همه اعتبار بردیم

۴۵- میر کامل کامل تخلص برہانپوری بسیار خوش روے و خوش فکر بود، در عنفوان جوانی ازین سرای فانی به عالم جاودانی رفت از فکر اوست ؎
غنچه چوں در باغ دعوی آں دہان تنگ کرد — گل بخندید از تعجب گفت بلبل واہ واہ
شاید امشب در چراغاں روغن گل ریختند
جنگ با پروانه دارد فوج بلبل واہ واہ

۴۶- محمد قلی تسلیم تخلص برہانپوری زبان تصوف خوب داشت، از پریشان احوالی میگذرانید نواب متہور خاں بہادر خویشگی مرحوم خبر او می گرفت، رحلت نمود، از طبع قابلیت شعری گفت از وست ؎
فکر خود در فکر بالای تو عالی کرده ام — زاں کمر باریک تر نازک خیالی کرده ام
در فراقت نیست غیر از سر گرانی بالشم — داغ پہلوے تو گلہاے نہالی کرده ام
حرف حرفم خوش نگاہاں را زند ناخن بدل — بسکه من تعریف ابروے ہلالی کرده ام
ایں غزل را مصرع نواب بر کرسی نشاند — من بقدر رم درین صحرا غزالی کرده ام
ایں دو بیت از مثنوی او که در تعریف ہندو پسرے گفته ؎
که رساند بگوش صاحب رام — وحشی تازه او فتاده بدام
دل من مهر نقش روی تو نیست — که بگویند آفتاب پرست

شعلۂ سرزدۂ تسلیم ز دل حرف کلیم   میکشد خار دریں بادیہ داماں از من

ایامے کہ انورالدین خاں بہادر مرحوم فوجدار سیکاکول بود بہ ارادۂ ملازمت نواب نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ بہ حیدرآباد می آمد از اثنائے راہ در عرضی مرسلہ خود ایں بیت نوشتہ بود ؎

ہر دم از شوق آستاں بوسی   میشوم محو بے قراریہا

در تتبع ایں بیت غزل گفتہ بہ ؎

چہ نگارم ز بے قراریہا   بے قرارم با نتظاریہا

چہ گلہ از تغافل یار است   چوں ز خود نیست چشم یاریہا

سوخت گر بہر شمع پروانہ

شمع را بہر کیست زاریہا

۷۴۔ محمد حامد مخاطب بہ حامد علیخاں دولت آبادی شاگرد و مرید شیخ ابابکر الہ آبادی چشتی است حنفی المذہب صوفی مشرب با اہل محبت در نگین مشربان یار و بسیار دوست داد از قابلیت شعر فہمی در اکثر صحبت مشاعرہ نواب نظام الدولہ شہید دخل بجا کردہ مورد تحسین می گشت بموجب وصیت پیر خود شعر نمی گوید گاہے بعد سال و ماہے بہ شعر فارسی تر زبان میشود چنانچہ روزے امردی کہ منظورش بود با لباس رنگین بنظر درآید بدیہہ گفتہ ؎

داد صد رنگ خوشدلے بدلم   جامۂ سبز و چہرۂ گلنار

در جشن وزن نظام الملک آصف جاہ گفتہ ؎

از بہر نثار ایں خداوند جہاں — لعل و گہر آمدہ ز کان و عمان

بارو ے جہاں فروز در وزن

خورشید در آمدہ بہ برج میزان

۸۴۔ میر یحییٰ مخاطب بہ عاشق علیخاں ایما تخلص صبیہ زادہ•
خوش حال خان قاقشال است کہ در عہد بادشاہ عالمگیر بنگلۂ جواہر ساختہ
معاتب شدہ بود بہ سبب شوخ طبعی اکثر اوقات از ناخوشی بادشاہ کم منصب
می گشت بنا بر خانہ زادی بعد چندے باز بہ منصب اصل سربلندی می یافت
ہر گاہ بہ عتاب پادشاہی می آمد می گفت خوش حالی ما جای نہ رفتہ است
در ابتدائے ایام سلطنت فوت شدہ میر یحییٰ از دستگیری وزارت خاں
پسر دیانتخاں مرحوم بہ منصب یا نصدی و خطاب خانی سرافراز گشتہ
از روشناسان نظام الملک آصف جاہ گشت بعد از انکہ پریشانی با حوال
او راہ یافت ہمراہ دلاور خاں پسر دلاور خاں نصرت مرحوم کہ بہ قلعداری
و فوجداری و دیوانی سر امتیاز دارد رفت و گذشت استاد فنون علم ہندی
بود چند کتاب تصنیف کردہ از فکر اوست ؎

چہ ز نخداں آبروے سایلاں بوسہ ریخت — یا کہ گویم غور کن ایں ماجرای آشنا

سالیکہ مبارز خاں بہ ارادہ جنگ نزدیک لشکر ظفر اثر نظام الملک آصفجاہ
رسید عبور دریای پورنا کرد شہرت یافت کہ از رعب دہشت از دریا گذشت

؎ تذکرہ بے نظیر ص۱ اردو کلام

تاریخ گفتہ ؎

سال تاریخ پوچھتے یاراں — گفتمش ڈر گیا مبارز خاں

ابیات ایہامی

عاشق نہیں ہے تجکوں کچھ خوف معصیت کا — موسیٰ علی رضا ہے ہینگے امام ضامن

کیوں نہ گھر آوے دو کمان ابرو — واسطے جس کے کھینچے ہیں چلّے

جب تلک تھی جنس گھر میں بیچ کھاتا تھا فقیر — اب تو کچھ باقی رہا نہیں ہے مگر بیچوں خدا

طبیب عشق سیں پوچھا زلیخا نے علاج اپنا — کہا تجہ پر بھلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا

یار گھر جاتا ہے یار و کیا کروں

آہ گھر جاتا ہے یار و کیا کروں

۴۹ ۔ رضا علیخاں فدا تخلص شاہجہاں آبادی از ہندوستان ہمراہ نواب نظام الملک آصف جاہ بدکن آمدہ بخدمت قلعداری سرافرازی یافت نجیب و شریف است بہ قوت طبع قابلیت فکر شعر دارد از دست ؎

گفتم کہ بود منتخب آں مصرع قامت — ابروش نشان داد کہ ایں بیت دگر ہم

جائے کہ بہ بینی نہ تمیز است نہ انصاف

زنہار اقامت نہ کنی بلکہ گذر ہم

۵۰ ۔ خواجہ کامگار خاں اورنگ آبادی عالیؔ تخلص از اولاد حضرت خواجہ نقشبند و مرید شاہ نظام الدین است سالیکہ حضرت از شولاپور باورنگ آباد تشریف آوردہ بہ سبب اخلاص کہ با خواجہ مسطور و خواجہ نور الدین برادر خورد او

داشت و درہمسائگی آنہا خانقاہے ساخت وہمانجا رخت ہستی انداخت،
الحال دراں مکان مسجدے عالی وگنبد مرقد منور او ساختہ شدہ و نہر آب مدہ
خواجہ کامگار خاں ملفوظ حضرت شاہ نظام الدین نور مرقدہٗ مسمی باحسن الشمایل
تصنیف نمودہ خدمت داروغگی عدالت العالیہ بلدہ اورنگ آباد داشت،
مدتے است کہ ودیعت حیات نمودہ اکثر اشعار خود را در ملفوظ پیر خود ساختہ
از وست ؎

ایں دل غم خوردہ را در فکر جاناں ساختند	چشم باز را در پے نظارہ حیراں ساختند
قدسیان عالم بالا بہ تعمیر لبش	خون دل خوردند تا لعل بدخشاں ساختند
تا کہ حسن آں پری در دہر عالم گیر شد	حسن یوسف را دروں چاہ زنداں ساختند
ہر کہ تیر غمزۂ او خورد تا محشر نمرد	آب پیکانش مگر از آب حیواں ساختند
تا کمان ابروے او حلقہ بہ شد چوں ماہ نو	قامت خم گشتہ را عشاق قرباں ساختند
ساکنان عالم قدس از ازل شکر خدا	بہر عالی شہ نظام الدین برہاں ساختند

طفل اشکم خاکبازی میکند تا روز حشر	چشم خود تا بر غبار خط دی انداختم
پریشان گیسوے او را ازاں زنار خود کردم	کہ از روز ازل چوں حلقۂ زلفش پریشانم

نگاہے ما ادائی کیست در کار من ای عالی
باندازِ تغافل می کند صد رخنہ در جانم

۱۵۔ میر محمد علی[1] افصح تخلص شاہجہاں آبادی، پدرش شہسوار خاں بداروغگی
ہفت چوکی نواب نظام الملک آصف جاہ امتیاز داشت، بعد فوت پدر زیر فاقت

[1] تذکرہ بے نظیر ص۲۱ سفینہ ص۱

ہمت یار خاں بہادر صوبہ دار بیجاپور در جنگ بے ہمت خاں لعین بکار آمد جوان قابل خوش فکر بود از وست ؎

نیست پیرایہ ہر تیرہ دروں جامۂ فقر	رسم آئینہ دلاں است نمد پوشی ہا
تا رخت از مے عرق افشاں شود	خانۂ آئینہ چراغاں شود
نگہ شمشیر قاتل بود شب جائیکہ من بودم	تماشا بسمل بود شب جائے کہ من بودم
گل داغ محبت چوں سویدا در دل تنگم	چراغ ہفت محفل بود شب جائے کہ من بودم
نہ تنہا لالہ از داغ رخت گل در گرہ دارد	پریشانی ز گیسوے تو سنبل در گرہ دارد

ہنگامے کہ نواب نظام الملک آصفجاہ در شاہجہاں آباد اقامت داشت نواب نظام الدولہ شہید از اورنگ آباد روانہ حیدر آباد گشت، شبے در اثناء راہ از کثرت بارندگی مردم لشکر تصدیع یافتند، دراں وقت بارش در خیمۂ خواجہ نجم الدین خان نشستہ بود از خیمۂ قلندری آب پاشیدن گرفت، خواجہ جیو گفت کہ اگر زیر ایں قلندرے خیمہ دوم می بود آب ریزش نمی گیرد، افصح بدیہہ ایں بیت خواند ؎

آزادگان اسیر تعلق نمی شوند	از خیمہ ہا بس است مرا یک قلندرے

صبح آں کوچ شد نواب نظام الدولہ شہید در خیمۂ دیوان خانہ بر آمدہ ساعتے استاد، خواجہ نجم الدین خاں عرض نمود کہ افصح بیتے بدیہہ گفتہ نواب جانب او متوجہ شد افصح ہماں بیت مرقومہ خواند، نواب شہید تبسمے کردہ ارشاد کرد کہ ما بریں بیت حرفے میگوئیم آزادان را قلندری ہم درکار نیست افصح بعرض رسانید کہ مدعای من آوردن لفظ آزاد و قلند راست ۔

۵۲۔ آقا صاحب یا مستعد تخلص از ایران به هندوستان آمده همراه غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ بود، بعد فوتش مدتے در بندگی نواب نظام الملک آصف جاه از پریشانی اوقات بسری برد، سالے که نواب آصفجاه روانه شاہجہاں آباد گردید بتقریب تعیناتی در فوج دکن بوده از روشناسان نواب نظام الدوله شہید گشته مورد عنایات شده بخطاب مستعد خانی سرفرازی یافت صاحب سخن بود از فکر اوست ؎

اسیر دام ہجرم زندگانی را تماشا کن — نمردم از فراقت سخت جانی را تماشا کن
به گلشن بے رخت گر سایہ گل بر سرم افتد — زپا چوں سایه افتم ناتوانی را تماشا کن
بیا دست عالمی دارد دلم در کنج تنہائی — ز در غافل در آغوش نہانی را تماشا کن
ز رنگ اشک گلگونم رخ زردم ز ہجرای گل — بہار زندگی بنگر جوانی را تماشا کن
گذارے کن بمن اے ابر نیساں کرم انکه — ز بحرین دو چشم درفشانی را تماشا کن
بیا یکدم به بزم مستعد ای غنچه خنداں — رخ زرد و سرشک ارغوانی را تماشا کن

با سید جمال خاں بہادر پسر عضد الدوله عوض خاں مرحوم ربط خاص داشت در جنگ پاپے راؤ ایں بیت سر سواری بحضور نواب شہید خوانده ؎

بہر مد د موجود تو مرتضیٰ علیؑ — شمشیر خویش داده به سید جمال خاں

نواب شہید فرمود از تعریف یک سردار دیگر سرداران از شما ناخوش خواہند شد حسب الامر قصیده مبسوط گفت، بعارضه جنونے ازیں عالم رفت۔

۵۳۔ میر محمد علی ضیاء تخلص پسر عسکر علی خاں است که ہمشیر زاده

۱؎ تذکره بے نظیر صہ ۸۵

تربیت خاں عالم گیری بود و خدمت قلعداری قلعه دھرپ داشت بعد مدت

دیوانی سرکار نواب آصف جاه سربلندی یافت و به عالم علوی شتافت۔ از

اولادش مشار الیه با ستعداد و قابلیت فکر اشعار می نماید از وست ؎

ز نامت نامهٔم تا برگ گل گردد در انگشتم | حنائی میشود چوں پنجهٔ مرجاں ہر انگشتم
چو نرگس تا رقم سازد ز چشم دلبر انگشتم | بود آئینه وار یک گلستاں ساغر انگشتم
به شرح سوز ہجراں نامه می ترسم که وا سوزد | ز تحریرش حنا شد شعله شمع آسا بر انگشتم
بدستم جام می سوزد ز بس دور از لب لعلش | بود چوں شاخ گل آئینه دار از اخگر انگشتم
اگر شرح گداز سوز ہجراں رقم سازد | کند مانند شمع ایجاد چشم تر ہر انگشتم
ز بس تبخانهٔ خرمن کرد برق حسرتم امشب | بود چوں رشتهٔ تسبیح عقد گوہر انگشتم
زدم دست تفکر بسکه در زلف سخن امشب | برنگ شانه دارد یک زمانی ہر سر انگشتم
سراپا یک چمن گلدسته جوش تماشایم | بساں شاخ نرگس چشم ہا دارد ز ہر انگشتم
نویسم یک قلم تا نامهٔ حیرانی خود را | چو شاخ نرگس آرد چشم حیراں بکسر انگشتم

ضیا ہمچوں سلیماں صد عقیق زیر نگیں باشد
اگر یک حلقهٔ گیسوے او آید در انگشتم

۵۴۔ میرزا خلیل خلیل تخلص پسر عبد الرزاق خاں لاری حیدر آبادی است

پدرش رکن السلطنت ابو الحسن بادشاه حیدر آباد بود مشار الیه از گردش

سپہر بے مہر از نہایت پریشانی ایام بسر می برد طبع موزونے دارد از رطب و

یا بس فکر اشعار فارسی و ہندی و زبان مرہٹی می کند از وست ؎

خوش آمدی وخوش آمد مرا خوش آمد تو ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ هزار بار بمنت کنم خوش آمد تو
بدان خوش آمد دلهای ما همه این است ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ خدا نصیب کند انچه هست خوش آمد تو
ز دل خوشی تو ما دل خوشیم و خرّم و شاد ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ خوش آمد همه دلهاست در خوش آمد تو
ترا هر انچه خوش آمد همان خوش آمد ماست ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ خوشیم ما و خوش آمد همان خوش آمد تو
خلیل بسکه خوش آمد خوش آمد تو مرا
خوش آمدم بود هر لحظه خوش آمد تو

۵۵۔ مبارک یار خاں مبارک تخلص پسر مبارک روخاں است پدرش در زمان سلطنت عالم گیر بادشاه به مصاحبت تربیت خاں بود بسبب درشت زبانی در دولت خانه بادشاهی از دست مغل کاشغری زخم شمشیر برروے یافت، بعد فوت عالم گیر بسیار پریشان شده بود نواب نظام الملک آصف جاه از قدردانی بمنصب بلند سربلند ساخته آبرویش افزود، عمر درازیافته بعالم بقا خرامید، پسرش بر منصب وجاگیر سرفراز است، گاهے غزلے یا رباعی فکر می نماید این ابیات ازوست ؎

بلبل آسا زده ام ناله و فریاد بسے ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ همچو گل بر تن خود جامه دریدن باقی
با شب تار فراقت زده ام پهلوئے ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ لیک آں صبح وصال تو دمیدن باقی
گرچه کردیم تهی میکده ها از سر شوق
می ازاں نرگس چشم تو چشیدن باقی

۵۶۔ محمد عاقل[۱] عاقل تخلص مخاطب به دانشمند خاں در دکن آمده

---
[۱] تذکرہ بے نظیر ص ۹۵

به قرب نواب نظام الملک آصف جاه شرف اختصاص یافت صاحب معنی بوده است که به عالم معانی رفته از فهم و ادراک عالی شعر استادانه می گفت این اشعار آبدار از فکر رسای اوست ؎

شهید لعل شیرینے کسے گردیده ام عاقل — هماں چوں نیشکر خواهد مکیدن استخوانم را
بمکتوبے که شرح دیدهٔ خونبار بنویسم — ز رشک خامه ام گلگوں کند رنگ سیاهی را
نوبهار آمد حریفاں ساغر صهبا زنید — خنده بر وضع جهاں از گریهٔ مینا زنید
سرمه بودم ناله گشتم نکهت گل ها شدم — عشق می داند به نیرنگی که من رسوا شدم
چیست مطلب از گدازم کوزه ساز عشق را — سنگ بودم آب گشتم سوختم مینا شدم
وجدی کرد نقطه بر سر کاغذ چو شنید — یاد خوں گرمی یاراں چه قدر ها می کرد
از تمنا جان بلب نزدیک شد — گر رسد قاصد ز کویش دور نیست
آئینه دوچار خویش کردی — از حیرت ما مکن فراموش
ناتوانی بسکه دارد طایر آزاد ما — دام خالی می برد از صید ما صیاد ما
آب رنگ انتخاب ما تماشا کردنی است — نرگستان است گلزار سخن از صاد ما
جهاں بسمل درد است آسایش که دید اینجا — بقدر سخت جانی هر کسے در خون طپید اینجا
عمری اگر بگوشهٔ عزلت نشسته — از خود بر آدمے که تماشاے دیگر است
ای خوشا عشوه های تنها کو — عالمی مبتلائے تنها کو
زلف لیلی و طره حور است — دود راحت فزای تنها کو
جهاں لبریز حسن او ست چشم دیدی باید — بهر سو ماه کنعاں است کو چشم تماشائی
عشق ورزیدم و دل وقف ندامت کردم — شیشهٔ پیشکش سنگ ملامت کردم

عالمی را بہ نماز خم ابرو خواندم من باین قبلہ کنج طرقہ امامت کردم

فتنۂ مست از جلوہ می آید بہا ناز کیست پنبہ گلشن می نماید شوخی انداز کیست

نالہ ام سلغ کش بزم خموشی گشتہ است یاد چشم او ندانم سرمۂ آواز کیست

واضی ام بر سر مہ گشتن ای فلک کر ساعتے

ہمچو مژگان کرد چشم یار گردانی مرا

۵۷ - امین الدین علی مخاطب بہ مہدی علیخاں آمین تخلص دولت آبادی

از اقربائے سید مبارک خاں قلعدار دولت آباد است باستعداد قابلیت فکر شعری نماید از وست ۵

نہ چمن نہ غنچہ گلزار می خواہد دلم چہرہ سبز ملیح یار می خواہد دلم

بادۂ ساقی کنار آب مہتاب خوشی ساقی امشب نشئہ سرشار میخواہد دلم

بسکہ دلچسپ است شیریں کاری قند لبش بوسۂ زاں لعل شکر بار میخواہد دلم

دلربای شوخ و شنگ ہر چند دل رامی برد دلبر دلدادہ را بسیار میخواہد دلم

اظہار درد دل بچہ مضمون کند کسے یک مصرعی است آہ کہ موزوں کند کسے

گر بیتو خورم شراب جاناں جاں سوزد و دل کباب جاناں

در یاد تو دم بدم بہر کو چون تشنہ کہ بر سراب جاناں

شاید کہ رسید روز وصلت وادد دلم اضطراب جاناں

چہ قدر صید دل تواں کرد در برش مالباس بادامی است

۵۸ - حافظ محمد فاضل گجراتی قاری خوش الحان بود در بلدۂ اورنگ آباد

بعالی خدمت حضرت شیخن صاحب علیه الرحمۃ مثنوی می خواند صلاح و تقوی خوب داشت به وسیلهٔ نواب نصیر الدوله بهادر بملازمت نواب نظام الملک آصف جاه مغفور فائز گشته فکر شعر می نمود از وست ؎

کسے کند چو نظر چشم نوبہار ترا | کشد به پردهٔ دل خار خار چشم ترا
سیاه مستی عاشق دگر دو بالا شد | چو دیده میکده روزگار چشم ترا
چو عندلیب توا زاست نغمهٔ مستی | کسے که کرد تماشا بهار چشم ترا
چو شاه حسن کند عزم کشور دلها | بدست غمزه دهد اختیار چشم ترا
بدوش خویش شهادت برد به تعظیمش | ز صید گاه محبت شکار چشم ترا
همتے در گوشهٔ عزلت نشستن بسته ام | چون غزال از دام دنیا دل بجستن بسته ام
چست و چالاکم برنگ برق در قطع امل | تا کمر بر عزم از دنیا گسستن بسته ام

خود پرستی را به خاطر من کجا ره می دهم
بسکه احرام حریم از خویش رستن بسته ام

۵۹ **شیخ محمد فاضل** سرهندی گویا تخلص در دکن آمده بود جنون سرشار داشت، وقتیکه در حالت افاقت می آمد معلمی اطفال هنود می کرد، فکر اشعار بسیار خوب می نمود از بلند خیالان است ؎

ز فیض عشق سپر آهنگ حسرت ناله دارم | که موی چینے افلاک گردیده است افغانش
غم ندارد کشتهٔ چشم تو از خورشید حشر | بر مزارش سایه از شاخ غزالان میشود
بسکه لبریز است گلشن از بهار جلوه ات | بال بلبل آشیان گردید و از پرواز ماند

شب کہ باد غیرت او شمع این کاشانہ بود   تا سحر از شمع نے در ناخن پروانہ بود

ندانم تا چہ سازد یا انقلاب آں شوخی مژگان   کہ دل شد پردۂ زنبور از بادش چو غربالم

جہاں از خانماں آوارگی دارم ز بیتابی

کہ نتواں دید اندر خانۂ آئینہ تمثالم

۶۰۔ رای مدن سنگہ موزوں تخلص پدرش راجہ جگت سنگہ میر منشی نواب غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ مرحوم بود عمر دراز یافتہ تا حال در قید حیات است، رای مشارٌ الیہ بخدمت مستوفی گری دیوانی سرکار دولت مدار آصف جاہ مبرور امتیاز داشت، درین ایام نیز بہمیں خدمت مامور است، طبع موزوں دارد نسبت از غزلیات در قصیدہ گوئی و تاریخ فکر خوب دارد، این قصیدہ در شان نواب شہید نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ گفتہ از نظر گذرانیدہ بود:-

قلم بہ مدح یگانہ خسرو نمودہ رنگین قصیدۂ سر

کہ حسن ہر حرف اوست روشن ز آب ہمچو شمع گوہر

ز بد نصرت ز حرف ہاتف رسیدہ وقت سحر بہ گوشم

کہ زخم رنگیں چو گل نمایم نثار سلطان فیض گستر

برای تحریر متن وصف جہاں خداوند مہر سیما

گرفتہ ام از بیاض نسرین ورق چو صبح سعادت انور

ز زلف سنبل کشیدہ مسطر قلم گرفتم ز شاخ نرگس

ز مشک اذفر مداد کردم ولے مخمر بہ آب کوثر

دبیر گردوں اگر ببیند عروج فکر فلک خرامم
بذوق خواهد قصیده من گهر فشاند ز عقد اختر
زهی جوان بخت پادشاهی که هست دایم بنصر یزدان
جهان ستان ظفر نصیب و فلک شکوه و زمانه داور
بعدل کسری بقدر دارا بزور رستم بجود حاتم
بتخت سرور بعظم برتر ز قیصر بدل سکندر
برای نظم امور گیتی بود موافق بفکر و رایش
هر آنچه آرد قضا بامضا هر آنچه دارد قدر مقدر
زرش چو قارون سخا چو حاتم چو سد اسکندر است عهدش
لبش چو عیسی یدش چو موسی رخش چو یوسف دلش چو حیدر
چرا نه نازد زمان بدورش که صرف عدل است همت او
چرا نه نازد جهان بعهدش که جرم بخش است و بنده پرور
چرا نه باشند غنی و مسکین بلذت عیش محفل آرا
که دور او هست راحت افزا ببزم عالم چو دور ساغر
کجا سلیمان کجا سکندر کجا ارسطو کجا فلاطون
که پیر گردوں به پیش رایش بود سبق خوان چو طفل اصغر
ز ذات ذوالاصفات ناصر بود جهان را بهار خوبی
بعز و اقبال فتح و دولت چو خضر سازد خدا ایمیر

۶۱۔ قاضی محمد صالح روشن تخلص ساکن بھروچ چندے بہ قضائے
بندر مبارک سورت مامور بود[1] در دکن آمدہ باریاب جناب آصف جاہ گشت و درہمان ایام بہ عالم بقا رفت[2] شعر خوب میگفت ؎

باده چوں جان و تن شیشه بر لب ریخته است | محتسب را بگذارید که خوں ریخته است
نیارد دید رنج همنشیں دل بسته صحبت | اگر بر دف زنی دستے به شور آرد جلاجل را
بهر که آئینه اعتبار روئی داد | بغیر خویش کسے درمیان نمی بیند

راحت بیجا سراسر رنج بود
پای چوں خوابید صاحب بستر است

۶۲۔ میرزا جان جاناں مظہر تخلص شاہ جہاں آبادی متصف
بہ فضایل و کمالات درویشی است از ہندوستان بہ دکن نیامدہ در بلدۂ شاہ جہاں آباد کوس سخنوری می نواز[1] دیوان مختصر او رسیدہ در فکر اشعار فارسی و ریختہ ہندی و ابیات ایہامی عدیم المثل و کلامش ہمہ پر از درد و حال است تمام اشعارش مقبول طبائع و مرغوب دلہا گشت این چند اشعار آبدار از طبع گہر سنج اوست ؎

بیکسی مشهور کرد آخر به یکتائی مرا | داد تشریف خدائی فیض تنهائی مرا
صرف عشق خوش قداں گردید نقد اشک من | کرد مفلس عاقبت ایں خرج بالائی مرا
بنا کردند خوش رسمی بخون خاک غلطیدن | خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را
بجائے سنگ طفلاں پاره های شیشه بارند | چو مظهر میرزا دیوانه نازک طبیعت را

---

۱ تذکرہ بے نظیر ص۶۸ ۲ سفینہ ہندی ص۱۸۴

مکن شکایت بیداد دلبران مظهر ‌ ‌ ربوده اند دل از ما بیادگاری ما

بی حمایت نبود کشتی ما زاهد ‌ ‌ سایهٔ دست خدا ابر بود بر سر ما

چو بو با هر گل این باغ پیوندست جانم را ‌ ‌ زشاخ ای باغبان آهسته بردار آشیانم را

مبادا بلبل دیگر پس از من آشیان بندد ‌ ‌ توان آویخت بر شاخ بلندی استخوانم را

چیزی نوشته ایم به لوح مزار خویش ‌ ‌ این حرف گفتنی است بنامهربان ما

دیدی آخر حال باغ ای بیمروت باغبان ‌ ‌ رخصت روی چمن دیدن نمیدادی مرا

خداوندا پس از من حال این وادی چه خواهد شد ‌ ‌ نکرد آخر چو مجنون هیچ کس آباد صحرا را

چند روزی صبر کن صیاد ایام گل است ‌ ‌ میکشی بسیار بی هنگام وی بیجا مرا

کفر و دین امروز مظهر نازها دارد به من ‌ ‌ سرو رعنا ساخت عشق میرزا جان مرا

بلبلی می گفت از صیاد کز بهر خدا ‌ ‌ جز بدست طفل گل رخسار نفروشی مرا

دلبران هم ناله دارند اما نازکیست ‌ ‌ بانگ گل این حرف میگوید بسرگوشی مرا

عرس دیوانه بجز مجمع طفلان که کند ‌ ‌ تربتم از شرر سنگ چراغان شده است

بلبلان را بهای زر گل می گیرند ‌ ‌ آه دیوانگی امسال چه ارزان شده است

چون دل مظهر کشید سوی خود داغش مکن ‌ ‌ خاطر مجذوب را آزرده کردن خوب نیست

جان داده اند بسکه غریبان درین دیار ‌ ‌ یک سنگ راه نیست که لوح مزار نیست

در حیرتم که بهر چه بردی ز دست من ‌ ‌ آن دل که هیچ پیش تو اش اعتبار نیست

خانه کس را نه سازد سیل اشک ما خراب ‌ ‌ چشم ما نام خدا سراب سرکار خود است

این هستی ما نیستی هست نمائیست ‌ ‌ وین دعوی حق است گواهم کمر اوست

مرد مجنون مگر ای بید تو ماتم کردی ‌ ‌ آه این موی پریشان تو بی خبری نیست

مهتاب و شراب و انتظارت | این روز قیامت است شب نیست

بر سر خاکم بیا و ادم زنی ای روز حشر | در کنار فتنه مانند دل خوابیده است

دل که غرق آتش سودا است گاہے دم نزد | لاله کم ظرف بر داغے دکانے چیده است

سوز دل از بهر من موهم نمایان کرده اند | این جفاجویان مرا سر و چراغان کرده اند

فدائے همت آن قاتلم که بعد از قتل | به نعش من دو سه زخمی دگر مزید کند

تا طواف قدم کرم رو مایه کند | خانه در بادیه ها برهنه پا می گردد

از رخ پر عرقت گریه بشور آمده است | آب بر آب چو افتد بفغان می آید

مظهر از تیغ نگاهش مددے می خواهم | که ز جان کندن من مرگ بجان می آید

گذشتن نیست آسان از سر زلف رسائے او | که شب تار است و این در میان کوه و کمر دارد

کنون در جائے سر پیچ مرصع سنگ می بندد | بطفلان مظهر ما بسکه الفت بیشتر دارد

نیست خاک بیکسان منت کش شمع و چراغ | خار بر گور غریبان گل فشانی میکند

شوخ من هرگاه گل بندی قبا در بر کند | بر سراپایش هجوم بلبلان محشر کند

لکنت شیرین زبانها از فصاحت خوشتر است | بیت بیهای تر از این سکته چسپان تر کند

مظهر چه دلربا است مضامین چهره اش | هر روز بسته می شود و باز تازه است

تلف کے میکند حق ستم ہائے ترا مظهر | چو گل کر جیب او را پاره سازی زر برون آرد

نعش مظهر چو ز کوئیت گذرد چشم مپوش | آخر این مرده همان است که بیمار تو بود

مرا گشتست و باد این مرگ با من سرگران دارد | ترا بر نعش من تا دید گفت این مرده جانی دارد

باس شوخی مزن ای نوبهار آتش درین گلشن | که شد مرغے پر و بالے غریبے آشیان دارد

ز بعد گشتنم مظهر فتاد از چشم یار اشکے | چو من رفتم نهال آرزوئے من ببار آید

دماغش نشگفد تا خون عاشق را نمی ریزد — انار خنده او از جلال آبادی آید

کسے از تیشۂ مظهر کے تواند جبینه بر سر زد — قیامت میرزا ئیهاست گر فرهادی آید

سینه وا کرده به گلشن چو خراماں گذرد — بلبل از جان گذرد گل ز گریبان گذرد

حال چشمم چو ز کوے تو روم هیچ مپرس — ابر از قبله چو آید همه گریاں گذرد

نو بهار آمد مرا زنجیر در گلشن کنید — دوستاں امسال تدبیرم بطور من کنید

بگنج باغ ز بیداد ظالمانے چند — فتاده است پرے چند و آشیانے چند

دلیل جنبش ریگ رواں چه می پرسی — سپرده اند دریں خاک نیم جانے چند

باسینه صافیم چه کند کینۂ کسے — آئینه از غبار مکدر نمی شود

اینکه مظهر یک نفس بے گریه باشم یاد نیست — از نم مژگاں چو ابر تر خمیرم کرده اند

ز داغهائے سراپائے خود خوشم مظهر — که جزو جزو مرا غم با نتخاب رساند

جز تو بر دیده ما کس نگذارد قدمے — شهره دارد که دریں خانه پری می باشد

تربت ما بیکساں حاجت ندارد سوی شمع — بر نمی تابد دماغ غربت ما سوی شمع

دلے دارم که باید دید بر صدر جنوں شانش — بیاض سنگ دوست و مصاحب سنگ طفلانش

نه چوں مجنوں گذشتم نے برنگ کوهکن مردم — کشیدی تیغ و چیزی زیر لب گفتی که من مردم

رسد چوں والی موتی به محشر خاک شور افتد — قیامت رفت بر وادی چو مجنوں مرد و من فتم

می تواں داد بما خدمت خیاطی خویش — که به بالائے تو عمریست نظر دوخته ام

رشتۂ الفت گل بست پر و بال مرا — ورنه من خانه صیاد چه می دانستم

سحر خید گل و عاشور بلبل در چمن دیدم — برنگ امیز گردوں چوں سحر بیا خندیدم

ما از نے قلبیاں کسے کام گرفتیم — آخر ز لبش بوسۂ پیغام گرفتیم

گرفتار حیات از بهر زلف آں گره گیرم — بموی بسته است این زندگانی همچو تصویرم

پس از عمرے که تنها یافتم امروز قاصد را — من دل رفته حیرانم چه پرسم از کجا پرسم

سیر مهتاب به ویرانه سلامت مظهر — به مزار تو شب عرس چراغان نه کنم

چوں بچینم مرغ آزادی بشور آیم که های — پیش ازیں من هم نصیبی از پریدن داشتم

در جنوں هم میرزائی از مزاج من نرفت — که برائے خویش حمامے ز گلخن داشتم

بندهٔ چاک گریبانم که از فیضش چو صبح — خنده ها دارد بریش آسمان دیوانه ام

از چنیں آزادی بے وقت زنداں بهتر است — گل چو رفت از دام مشت پر بروں آورده ام

وادی مجنوں بعهد من پر است از گردباد — بعد عمری خاک او را در جنوں آورده ام

بروں ننهاده از عاشقی را چوں حباب آخر — هوای دوست را با خویش در یک پیرهن بردم

چو مکتوبے که از شهری بشهری میرود مظهر — ز عالم آنچه من بردم همیں نقد سخن بردم

بگیر نام جنوں پیش من که خواهد رفت — ز راه چاک گریباں چو بوے گل جانم

بایں غربت مبادا هیچ کافر مبتلا یارب — که در عین بهارم باغباں کرد از چمن بیروں

چو مظهر مرد وا را ز کوی او میخواند ایں مصرع — چو من یارب غریبے را نیارد از وطن بیروں

ز خاک بسته چشم سرمه آلود تو روشن شد — که پر زیبا بود زرکان هندی را سپر بستن

بعالم بند و بست هر کسے بر وضع خود باشد — ز من دل بستن از یار و برخود کمر بستن

تلاشش سر زیاراں سیکرو خوب می آید — نمیداند کسے جز قطره مضموں گهر بستن

ضرور افتاد اکنوں ز دست باغباں بستن — نصیب ما نبود امسال در باغ آشیاں بستن

توای صیاد ظالم در خزاں یادی کجا بودی — چو گل وا شد چه لازم بود بال بلبلاں بستن

گذر افتاد ما را چوں بخاک میرزا مظهر — قیامت مطلعی خواندم بر لوح مزار او

بخاک خون دراں کو از برای من وطن کرده — خدا رحمت کند دل را چه منت هائی من کرده

مرا از خانه صیاد بوے باغ می آید — مگر چوب قفس از خار دیوار چمن کرده

چو لعل از آتش این رشک خوں شد زهره ام یعنی — چرا این گرم جوشی رنگ پاں با آں دهن کرده

ندانم بر سر مظهر چه واقع شد ولے دیدم — کسے میداد جاں در تماشای سروی بر لب جوئے

ز بس نقش خیالت کرده جا پرده چشم — نه هر اشکم نمایاں است زیر شیشه تصویرے

یاراں قفس ہمیگذارند رفتیم زیاد گلستاں ہائے — مظهر در فصل گل سفر کرد شیون بکنید بلبلاں ہائے

مظهر تو دشمن خودی اے خانماں خراب — دل میدهد بدست سپاهی پسر کسے

نیست معلوم که مجنوں بکجا مدفون است — تا طوافش بکنم خیل غزالاں مددے

جاں از یں تیغ بردن آساں نیست — هائے مظهر خم سلام کسے

رباعیات

در بندهٔ رعنای عشق صنمی — در مشق گریستن مکن هیچ کمی
مظهر بجد الغیب یاراں که گشد — بر نکمی هوا توئی قلبی

زاں روز که فن الفت آموخته ایم — بر دلبر دلداده نظر دوخته ایم
داغیم ز دست دل و دل داغ از و — ما سوختهٔ سوختهٔ سوخته ایم

از گرمی جلوه کرده ام تب چه کنم — مشاطه رقیب گشت یاری چه کنم
من تشنه ز یک پایم کز رشک — شد پرده میاں بوسه و لب چه کنم

اشعار ہندی ریختہ

اس گل کوں بھیجنا ہے مجھے خط صبا کے ہات
اس واسطے لگا ہوں چمن بیں ہوا کے ہات

برگ حنا اوپر لکھو احوال دل میرا
شاید کبھی تو جا کے لگے دلربا کے ہات

جلتا ہوں میرزائی گل دیکھ ہر سحر
سورج کے ہات چوری دیکھا صبا کے ہات

آزاد ہو رہا ہوں دو عالم کی قید سوں
مینا لگا ہے جب ستی مجہ بینوا کے ہات

مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کتیں میرے
یہ شیشہ بیچنا ہے کسی میرزا کے ہات

ہمارے ہاتھ سے بھاگا ہے دل بیجان اپنا
ہم اسکوں جانتے تھے دوست اپنا مہربان اپنا

یہ حسرت رہ گئی کس کس مزہ سوں زندگی کرتے
اگر ہوتا گل اپنا گلبن اپنا باغبان اپنا

جنوں سوں اسقدر روئیں کہ رسوا ہو گئی آخر
ڈوبانا ہای ان آنکھوں میں آخر خانمان اپنا

قفس کے بیچ کیا حسرت ستی بلبل یہ کہتی تھی
کہ پھر بھی دیکھنا قسمت بیں ہو ویگا بوستان اپنا

ارے غیرت بیں خدا سوں ڈر خبر لے اپنے عاشق کی
کیا فرہاد نے تیشہ سوں سر ہو ہو لہان اپنا

یہ بلبل بے اجازت باغبان کے گل ستی ملتی
مجھے معلوم ہوتا ہے کہ کھو دیگی ندہاں اپنا

کہیں دینے سیں جی کے وصل ہوتا ہات لگتا ہے
دیا برباد پروانہ نے ناحق دودمان اپنا

میرا جلتا ہے دل اس بلبل بیکس کی غربت پر
کہ گل کے آسرے پر جن نے چھوڑا آشیان اپنا

یہ کہہ کے باغ سیں رخصت ہوی بلبل کہ یا قسمت
لکھا یوں تھا کہ چھوڑیں فصل گل میں آشیان اپنا

کوی آزردہ کرتا ہے سجن ایسے کوں ای ظالم
جو دولتخواہ اپنا مظہر اپنا جان جان اپنا

ابیات ایہامی

خداوندا اٹھا لے ہجر کے درمیاں سوں پردے
ہمیں صیاد کے اب دام میں ڈالا ہمیں پردے

رات کوں گھر بسا مجہ بر نہیں دو گلبدن
ماہ جس کے باغ میں یک چاندنی کا پھول ہے

چمکتے دانت دیکھے یار کے مسی لگانے میں　　جڑے ہیں قطبیاں الماس کے یلم کے خانے میں
دہری سیپارہ کل آج آگے غنچیوں کے　　چمن کے بیچ گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے
علیؓ کے پانو کی تسبیح ورد کرنا لگا　　ہزار شکر کہ دانا امام پایا ہے

علیؓ کے نام اوپر وار جانا
اسی بار اپنے سیں پار جانا

(÷)

TUHFATUSH-SHOARA

OF

Mirza Afzal Baig Khan Qaqshal



Edited By

DR. HAFEEZ QATEEL M.A., Ph.D.
Reader in Urdu, Osmania University

Idara-e-Adabiyat-e-Urdu HYDERABAD

